انسدادِ زناکاری
کے لیے
اسلام کی حفاظتی تدابیر
پردہ
تالیف
حضرت مولانا محمد منیر قمر
ترتیب وتبییض
غلام مصطفیٰ فاروق
مکتبۂ کتاب وسنت
ریحان چیمہ تحصیل ڈسکہ۔ سیالکوٹ۔ پاکستان

5

سلسلہ منشورات اردو سروس، ریڈیو متحدہ عرب امارات ام القیوین

انسدادِ زناکاری

کے لیے

اسلام کی حفاظتی تدابیر

تالیف و پیشکش

حضرت مولانا محمد منیر قمر

ترجمان سپریم کورٹ (الخبر) و داعیہ متعاون

مرکز الدعوۃ والارشاد (الدمام سعودی عرب)

ترتیب و تبییض

غلام مصطفٰی فاروق

خطیب جامعہ شمس الہدیٰ، ڈسکہ

مکتبہ کتاب و سنت

ریحان چیمہ۔ تحصیل ڈسکہ۔ سیالکوٹ، پاکستان

نام کتاب .... انسداد زنا کاری وفحاشی کے لئے اسلامی کی حفاظتی تدابیر
نام مولف .... حضرت مولانا محمد منیر قمر حفظہ اللہ
ترتیب وتبییض .... مولانا غلام مصطفیٰ فاروق
ناشر وطابع .... مولانا غلام مصطفیٰ فاروق
طبع اول .... اول، مارچ 2001ء
تعداد 1100
قیمت .... روپے

□□
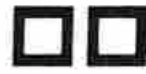
سٹاکسٹ:

مکتبہ سلفیہ، 4-شیش محل روڈ، لاہور

فون: 7237184

ملنے کے پتے:

- حدیث پبلیکیشنز، 2-شیش محل روڈ، لاہور .... فون: 7232808
- نعمانی کتب خانہ، حق سٹریٹ، اردو بازار لاہور ...... فون: 7321865
- اسلامی اکیڈمی، اردو بازار، لاہور
- مدینہ کتاب گھر، اردو بازار، گوجرانوالہ
- مکتبہ نعمانیہ، اردو بازار، گوجرانوالہ
- مکتبہ قدوسیہ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور .... فون: 7351124
- مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ، ڈاک خانہ بھوپالوالہ۔
تحصیل ڈسکہ، ضلع سیالکوٹ (پاکستان)

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گزارش مؤلف

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

اما بعد !

محترم قارئین! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اللہ تعالیٰ کی توفیق وعنایت سے متحدہ عرب امارات کے ریڈیو ام القیوین کی اردو سروس سے روزانہ پروگرام "دین ودنیا" پیش کرنے کی سعادت حاصل رہی ہے اور چودہ برس سے لے کر تاحال یہ سلسلہ استفادہ وافادہ جاری ہے۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَلَهُ الْمِنَّةُ عَلٰى ذَالِكَ وَاَرْجُوْ مِنْهُ الْقَبُوْلَ بِمَنِّهٖ وَكَرَمِهٖ دیگر متعدد موضوعات کے علاوہ اپنے پروگرام میں زنا کاری ولواطت اور دیگر فحاشیوں کے بارے میں بھی تفصیلی گفتگو ہوئی۔ اور آخر میں مناسب معلوم ہوا کہ دین اسلام کی اختیار کردہ بعض ان بے نظیر انسدادی وحفاظتی تدابیر کا تذکرہ بھی کر دیا جائے جن کو اپنا لینے کے نتیجے کے طور پر معاشرہ ان برائیوں سے اگر بالکلیہ نہیں تو کم از کم غالب حیثیت سے پاک

وصاف ہو جاتا ہے اور افراد معاشرہ سے جنسی بے راہ روی ختم ہو جانے کے ساتھ ساتھ وہ روحانی وجسمانی ہر دو طرح کی بیماریوں سے بھی محفوظ ہو جاتے ہیں۔

زیرِ نظر کتاب میں صرف انسدادی وحفاظتی تدابیر کا تذکرہ ہے جب کہ ''مذمت زنا کاری وفحاشی'' اور ''مذمت لواطت وجنسی بے راہ روی'' کے موضوع پر دو الگ مستقل کتابیں ترتیب پا گئی ہیں۔ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

ہماری ریڈیائی تقاریر کے مسودات کو کتابی شکل میں ڈھالنے کی ذمہ داری فاضل نوجوان مولانا غلام مصطفیٰ فاروق (سابق امام وخطیب جامع مسجد عجمان) نے باحسن طریق سرانجام دی ہے۔ فَجَزَاہُ اللّٰہُ خَیْرًا وَزَادَہُ عِلْمًا وَعَمَلاً۔

موصوف کے ساتھ ساتھ میں ہر اس شخص کا شکر گزار ہوں جس نے اس کتاب کی طباعت واشاعت کے مختلف مراحل میں سے کسی بھی مرحلہ میں تعاون فرمایا۔ شَکَرَ اللّٰہُ سَعْیَھُمْ وَغَفر ذَنْبَھُمْ۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو شرف قبول سے نوازے' قارئین کے لئے اسے مفید بنائے اور مؤلف ومرتب کے لئے اسے حسنات دنیا وآخرت کا باعث بنائے۔ آمین

یا رب العالمین

ابوسلمان محمد منیر قمر نواب الدین

المحكمة الكبرى 'الخبر ۳۱۹۵۲

۱۸ جمادی الاولی ۱۴۲۰ھ

۳۰ اگست ۱۹۹۹ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دعوتِ اسلامی کا آغاز جس دور میں ہوا تھا اس وقت کے حالات کچھ اس طرح تھے کہ معاشرہ پوری طرح جرائم کی لپیٹ میں تھا۔ انسانیت پر حیوانیت غالب آ چکی تھی' عفت و عصمت کی جگہ فحاشی اور بے حیائی نے لے رکھی تھی' ہوس و خواہشات نے انسانی اقدار مضمحل کر چھوڑ ی تھیں ۔انسان اپنے خالق و معبود سے روگردانی کر کے شیطان کے راستہ پر چل نکلا تھا۔ بلاشبہ انسان تو موجود تھا لیکن اس میں انسانیت مفقود ہو چکی تھی ۔ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ نے امام الرسل ہادی کامل حضرت محمد ﷺ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔

﴿ هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيِّيْنَ رَسُوْلاً مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ آيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴾ (الجمعة : ۲)

''وہی اللہ جس نے ناخواندوں میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر آیات کی تلاوت کرتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اگر چہ وہ اس سے پہلے بڑی واضح گمراہی میں تھے۔''

چنانچہ اسلام کی تعلیم سے ایک ایسا انقلاب برپا ہوا جس نے عرب معاشرہ کی کایا پلٹ کر رکھ دی ۔ایک گنوار معاشرہ مہذب ترین معاشرہ بن گیا اور انسان دوبارہ انسانیت سے معمور ہو گیا ۔ برائی اور بے حیائی کی جگہ عفت وعصمت نے لے لی' عداوت ودشمنی کے بجائے اخوت ومؤدت کی فضاء قائم ہوئی اور اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ کا حقیقی منظر عیاناً سامنے آیا۔

یہ بات تو واضح ہے کہ اسلام فحاشی و بے حیائی کے سخت خلاف ہے اور ایمانداروں کو اس سے سختی سے منع کرتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَاءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ﴾ (النحل: ۹۰)

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہیں عدل، احسان اور قریبی رشتہ داروں کو دینے کا حکم کرتا ہے اور بے حیائی، برائی اور سرکشی سے منع کرتا ہے وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔''

اور فرمایا

﴿وَلَاتَقْرَبُوا الزِّنٰی اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَاءَ سَبِیْلًا﴾ (بنی اسرائیل: ۳۲)

''تم زنا کے قریب نہ جاؤ کیونکہ وہ واضح بے حیائی ہے اور بہت برا راستہ ہے۔''

بلکہ بے حیائی کی طرف دعوت دینے والوں کو دنیا اور آخرت میں سخت عذاب کی تنبیہ کرتا ہے اور وعید سناتا ہے۔

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَاتَعْلَمُوْنَ﴾ (النور: ۱۹)

''وہ لوگ، جو چاہتے ہیں کہ ایمانداروں میں بے حیائی پھیلے، ایسے لوگوں کے لئے دنیا اور آخرت میں سخت عذاب ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ہو۔''

یہ وعید اس لئے کہ شیطان کی بھرپور کوشش ہے کہ وہ انسانوں کو بے حیائی کے رستہ پر چلائے کیونکہ اس میں اس کے مشن کی آبیاری کا وافر سامان موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے اسی مشن سے متنبہ کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ وَمَنْ یَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ فَاِنَّهٗ یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ﴾
(النور : ۲۱)

''اے ایماندارو! تم شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو جو شخص اس کے قدموں کی پیروی کرتا ہے تو وہ اس کو بے حیائی اور برائی کا حکم کرتا ہے۔''

یہی وجہ ہے کہ اسلام بے حیائی کو نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور ایسا کرنے والوں کے لئے سخت سزائیں مقرر کرتا ہے تا کہ معاشرہ بے حیائی کے گھمبیر سے بچ جائے کیونکہ عفت وعصمت سے عاری معاشرہ نہ تو فطری معاشرہ کہلا سکتا ہے اور نہ ہی انسانی، بلکہ وہ حیوانیت اور بہیمت سے لبریز ہوتا ہے جس میں عزت اور شرافت کا وجود باقی نہیں رہتا۔

فاضل جلیل مولانا محمد منیر قمر سیالکوٹی کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ ان کی پچاس کے قریب علمی تصانیف خود ان کا تعارف ہیں۔

زیرِ نظر کتاب ''جنسی بے راہ روی اور اسلام کی بے مثال انسدادی تدابیر'' موصوف کے ریڈیائی مقالات کا مجموعہ ہے جو ریڈیو ام القیوین متحدہ عرب امارات کی اردو سروس میں نشر ہوتے رہے ہیں، جن کو فاضل عزیز مولانا غلام مصطفیٰ فاروق نے نہایت جانفشانی سے جمع کر کے عمدہ اسلوب میں ترتیب دیا ہے۔

یہ کتاب بھی مؤلف موصوف کی دیگر کتابوں کی طرح اپنے موضوع پر ایک علمی دستاویز ہے جس میں مؤلف نے اسلامی نکتہ نظر سے فحاشی اور بے حیائی اور اس کے مضمرات ومفاسد پر گفتگو فرمائی ہے اور ایسی سیر حاصل بحث کی ہے کہ موضوع کا کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا۔

کتاب کے پڑھنے سے مؤلف کی علمی وسعت اور مطالعہ کی گہرائی اور اسلامی تشخص سے لگاؤ عیاں ہوتا ہے اور یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مسلم معاشرہ کو صحیح اسلامی

معاشرہ اور اس کے تشخص میں دیکھنا چاہتے ہیں ان کی نظر میں مسلم معاشرہ تب ہی صحیح معاشرہ کا تصور پیش کرسکتا ہے جب کامل طور پر معاشرہ کو شیطانی چالوں سے پاک اور اس کی تدابیر سے دور رکھا جائے۔ چنانچہ وہ بار بار فحاشی اور بے حیائی کے اسباب ومفاسد پر روشنی ڈالتے ہیں اور ان سے بچاؤ کی تدابیر پیش کرتے ہیں ان کے خیال میں صحیح معاشرہ وہی کہلانے کا حقدار ہے جس میں عصمت وعفت کا پوری طرح خیال رکھا جائے اور فحاشی اور بے حیائی سے پوری طرح بچا جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ فاضل موصوف نے اپنی اس تصنیف میں موضوع کے مالہ وما علیہ پر خامہ فرسائی فرما کر امت مسلمہ کو ان کے اصل معاشرہ کی طرف توجہ دلائی ہے کہ مسلمان کا تشخص اسلامی معاشرہ ہے نا کہ گناہ اور برائیوں سے آلود یورپ کا معاشرہ۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کی کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے اور امت مسلمہ کے لئے ہدایت وراہنمائی کا سبب بنائے۔

آمین الہ العالمین

کتبہ ابوانس محمد یحییٰ گوندلوی

مدیر جامعہ تعلیم القرآن والحدیث ساھووالہ سیالکوٹ

۲۱ جنوری ۲۰۰۰ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انسدادِ زنا کاری اور جنسی بے راہ روی سے روکنے کے لئے اسلام کی حفاظتی تدابیر

زنا کاری کے انسداد اور جنسی بے راہ روی سے روکنے کے لئے پیغمبر اسلام ﷺ نے متعدد حفاظتی تدابیر تجویز فرمائی ہیں جن پر عمل کیا جائے تو نتیجہ یقیناً سو فیصد رہے۔ وہ تدابیر یہ ہیں۔

زنا وغیرہ فحاشیوں کی مذمت:

زنا ولواطت اور دیگر فحاشیوں کی قباحت وشناعت اور پرزور مذمت قرآن کریم اور احادیث شریفہ میں وارد ہوئی ہے جنہیں پڑھ اور سن کر طبائع سلیمہ ان افعال سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔(۱)

سزائیں (حدود وتعزیرات):

(۱) افعال فحاشی کی قباحت وشناعت اور مذمت کی تفصیل پر مبنی آیات واحادیث کے لئے حاشیہ نمبر۲ کے تحت مذکور ہماری دونوں کتابیں ملاحظہ فرمائیں۔قمر

اسلام نے معاشرہ کو زنا کاری ولواطت اور دیگر جنسی برائیوں اور بے راہ رویوں سے پاک کرنے یا کم از کم ان بدکاریوں کو کم کرنے کے لئے ایک تو ان کا ارتکاب کرنے والے لوگوں کے لئے مختلف سزائیں مقرر کی ہیں تاکہ ان کے ڈر سے لوگ ان افعالِ قبیحہ کی طرف رخ نہ کریں اور اگر کوئی کر بیٹھے تو اسے سرِعام دی جاتی سزائیں دیکھ کر دوسرے لوگ عبرت حاصل کریں۔

۱۔ شادی شدہ زنا کاروں کی سزا، رجم وسنگساری۔
۲۔ غیر شادی شدہ کی سو کوڑے اور سال بھر کے لئے ملک بدر کرنا۔
۳۔ جانور کے ساتھ وطی کرنے والے کا قتل۔
۴۔ وطی میتہ۔
۵۔ اغلام بازی پر قتل وغیرہ (۲)

دیگر تدابیر:

ان سزاؤں کے علاوہ اسلام نے کچھ ایسی حفاظتی تدابیر بھی اختیار کی ہیں جن پر عمل پیرا ہونے سے لوگ ان برائیوں سے بچ سکتے ہیں اور ان کا پھیلاؤ یا انتشار کم سے کم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں جو تدابیر اختیار کی گئی ہیں انہیں ہم یکے بعد دیگر اختصار کے ساتھ لیکن بادلائل وباحوالہ ذکر کر رہے ہیں۔ ان تدابیر کا حصر اور مکمل احاطہ تو ممکن نہیں البتہ ان میں سے اہم امور کچھ اس طرح ہیں۔

---

(۲) ان سب سزاؤں کے دلائل کی تفصیل کے لئے دیکھئے ہماری کتابیں

۱۔ مذمت جرم زنا کاری وفحاشی۔ قمر

۲۔ مذمت لواطت واغلام بازی۔ قمر

تحفظ عصمت و عفت کی ترغیب و تاکید
اور اس پر بیعت
قرآن کریم کی نظر میں

مغفرت و اجر عظیم:

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے معجزانہ پیرایہ میں متعدد مقامات پر عفت و عصمت کے تحفظ کی نہ صرف ترغیب دلائی ہے بلکہ تاکید کی ہے۔
چنانچہ سورہ احزاب میں اپنی عفت و پاکدامنی کا خیال رکھنے والوں کا مقام بتاتے ہوئے فرمایا ہے۔

﴿وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصَّآئِمَاتِ وَالْحَافِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذَّاكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذَّاكِرَاتِ اَعَدَّاللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا﴾ (۳)

''روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں' اپنے اپنے نفس کی حفاظت کرنے والے مرد اور نگہبانی کرنے والی عورتیں' بہ کثرت اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں ان سب کے لئے اللہ نے وسیع مغفرت اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔''

---

(۳) سورہ احزاب: ۳۵

یہاں واضح کردیا گیا ہے کہ جو لوگ گوہرِ عصمت اور درِ عفت کا تحفظ کرتے ہیں اخلاق و اعمال میں تعفن پیدا نہیں ہونے دیتے۔ حدود اللہ میں رہتے ہوئے زندگی گزارتے ہیں۔ مغفرت و بخشش کی دولت بیش بہا اور اجر عظیم کی نعمت لازوال انہی کا حصہ ہے۔

فوز وفلاح:

دوسری جگہ سورہ مومنون کے شروع میں ہی "قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ" فرما کر بتایا کہ وہ مومن فلاح کامل پا گئے جن میں فلاں فلاں اوصاف ہیں اور انہیں میں سے ایک وصف یہ بتایا:

﴿ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْمَامَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِين ﴾ (۴)

"وہ لوگ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں بجز اپنی بیویوں اور ملکیت کی لونڈیوں کے یقیناً یہ ملامتیوں میں سے نہیں ہیں۔"

یعنی جنسی تسکین کے لئے دو جائز صورتوں (بیوی سے رشتہ ازدواج اور کنیز سے ہم بستری) کو چھوڑ کر کوئی تیسری راہ ہرگز اختیار نہیں کرتے۔

اعلان برأت:

عفت و پاکدامنی کو اسلام نے اتنی اہمیت دی ہے کہ اگر کبھی کسی برگزیدہ شخصیت پر عفت کے خلاف تہمت لگائی گئی تو خود اللہ نے اس کی برأت و پاکدامنی کا اعلان

(۴) سورہ مومنون : ۶

فرمایا۔ چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں خود عزیز مصر کی بیوی کی زبانی گواہی دلوائی جس میں اس نے کہا:

﴿ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهُ عَنْ نَفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ﴾ (۵)

''اور واقعی میں نے اس سے اپنا مطلب حاصل کرنے کی خواہش کی تھی مگر یہ پاکدامن رہا۔''

حضرت یحییٰ علیہ السلام کی تعریف میں فرمایا:

﴿ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴾ (۶)

''اور سردار عورتوں سے بے رغبت اور نبی ہے نیک لوگوں سے۔''

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام پر یہود نے تہمت لگائی تھی تو خود اللہ تعالی نے دو مقامات پر سورہ انبیاء اور سورہ تحریم میں ان کی پاکدامنی کا اعلان فرمایا۔

﴿ الَّتِىْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا ﴾ (۷)

''جس نے اپنی ناموس کی حفاظت کی۔''

اور خود اہلبیت نبوی ﷺ کے بارے میں سورہ نور میں فرمایا:

﴿ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴾ (۸)

''ان کا دامن پاک ہے ان باتوں سے، جو بنانے والے بناتے ہیں، ان کے لئے مغفرت ہے اور رزق کریم ہے۔''

---

(۵) سورہ یوسف : ۳۵

(۶) سورہ آل عمران : ۳۹

(۷) سورہ انبیاء:۹۱۔ سورہ تحریم:۱۲

(۸) سورہ نور:۲۶

عفیف کا مقام واوصاف

اور سورہ نور کی اس آیت کے ان الفاظ سے پہلے پاکبازوں کی بلندیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ(۹)

''خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لئے' اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لئے'
پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لئے' اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لئے ہیں۔''

سورہ فرقان میں نیک بندوں کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ اللہ کے سوا کسی اور معبود کی پرستش نہیں کرتے اور جن کا قتل اللہ نے حرام کیا ہے انہیں قتل نہیں کرتے سوائے کسی شرعی حق کے (قتل کا بدلہ یا شادی شدہ زانی کے) اور آگے فرمایا:

﴿وَلَا يَزْنُوْنَ﴾(۱۰)

''اور وہ زنا کا ارتکاب بھی نہیں کرتے۔''

تو گویا جس طرح غیر اللہ کی پوجا کرنے سے توحید کی رگ جان مٹ جاتی ہے اور قتل ناحق سے ظاہری زندگی ختم ہوجاتی ہے اسی طرح ہی بدکاری انسان کی عفت وعصمت کے گوہر نامدار اور درتابناک کی مٹی پلید کردیتی ہے۔

---

(۹) سورہ نور: ۲۶

(۱۰) سورہ فرقان: ۶۸

عفت وعصمت پر بیعت:

نبی اکرم ﷺ کو مسلمان عورتوں سے جن امور پر بیعت لینے کا حکم تھا ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ وہ اپنی عزت وعفت اور پاکدامنی کو داغ دار نہیں ہونے دیں گی اور کسی بدکاری کی مرتکب نہیں ہوں گی اور قرآن کریم نے بیعت کے ان الفاظ کو بھی سورہ ممتحنہ میں محفوظ کر دیا ہے۔

﴿یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَکَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَکَ عَلٰٓی اَنْ لَّا یُشْرِکْنَ بِاللّٰہِ شَیْئًا وَّلَا یَسْرِقْنَ وَلَا یَزْنِیْنَ وَلَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَھُنَّ وَلَا یَاْتِیْنَ بِبُھْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَہٗ بَیْنَ اَیْدِیْھِنَّ وَاَرْجُلِھِنَّ وَلَا یَعْصِیْنَکَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْھُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَھُنَّ اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾ (۱۱)

''اے نبی ﷺ! جب تمھارے پاس مومن عورتیں بیعت کرنے کے لئے آئیں اور اس بات کا عہد کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں گی، زنا نہ کریں گی، اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گی، اپنے ہاتھ پاؤں کے آگے کوئی بہتان گھڑ کر نہ لائیں گی، اور کسی امرِ معروف میں تمھاری نافرمانی نہ کریں گی، تو ان سے بیعت لے لو اور ان کے حق میں اللہ سے دعائے مغفرت کرو یقیناً اللہ درگزر فرمانے والا اور رحم کرنے والا ہے۔''

اور یہاں یہ وضاحت بھی کر دیں کہ قتل اولاد سے جہاں عربوں کی دختر کشی کی طرف اشارہ ہے وہیں بعض اہلِ علم نے اس سے حمل گرانا بھی مراد لیا ہے جو عموماً بدکاری کے نتیجہ میں ہوتا ہے یا پھر مفلوک الحالی وغیرہ کے خطرہ کی بناء پر ہو۔ (۱۲)

---

(۱۱) سورہ ممتحنہ: ۱۲

(۱۲) سیرت النبی، سید سلیمان ندوی [illegible]

اور اسی بیعت کا ذکر مردوں کی نسبت سے صحیح بخاری شریف میں بھی موجود ہے۔ چنانچہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

﴿ تَعَالَوْا بَایِعُوْنِیْ عَلٰی اَنْ لَا تُشْرِکُوْا بِاللّٰہِ شَیْئًا، وَّلَاتَسْرِقُوْا وَلَاتَزْنُوْا، وَلَاتَقْتُلُوْا اَوْلَادَکُمْ وَلَاتَاْتُوا بِبُھْتَانٍ تَفْتَرُوْنَہٗ بَیْنَ اَیْدِیْکُمْ وَاَرْجُلِکُمْ وَلَاتَعْصُوْنِیْ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَفٰی مِنْکُمْ فَاَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذَالِکَ شَیْئًا فَعُوْقِبَ الدُّنْیَا فَھُوَ لَہٗ کَفَّارَۃٌ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذَالِکَ شَیْئًا فَسَتَرَہُ اللّٰہُ فَاَمْرُہٗ اِلَی اللّٰہِ اِنْ شَاءَ عَاقَبَہٗ، وَاِنْ شَآءَ عَفَاعَنْہُ ﴾ (۱۳)

''آؤ میرے سامنے اس بات پر بیعت کرو کہ تم اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں بناؤ گے چوری نہیں کرو گے، زنا نہیں کرو گے، اپنے بچوں کو قتل نہیں کرو گے اور خود گھڑ کر کسی پر بہتان نہیں لگاؤ گے اور کسی معروف وٹھیک کام میں میری نافرمانی نہیں کرو گے جس نے اس بیعت وعہد کو پورا کیا، اس کا اجر اللہ کے پاس ہے اور جس نے ان امور میں سے کسی میں نافرمانی کی، اور دنیا میں اسے اس کی سزا مل گئی تو وہ اس کا کفارہ ہوگئی اور اگر کسی نے کسی معاملہ میں نافرمانی کر کے اس سے گناہ کا ارتکاب کرلیا اور اللہ نے اس کا پردہ بھی رکھ لیا تو اس کا معاملہ اللہ کے پاس ہے وہ چاہے تو اسے سزا دے، اور چاہے تو اسے معاف کردے۔''

(۱۳) بحوالہ صحیح الجامع ۲/۳/۴۳

تحفظ عصمت و عفت
احادیث شریفہ سے

قرآن کریم کی طرح ہی احادیث شریف میں بھی عفت و پاکدامنی کی مختلف پیرایوں میں تعلیم دی گئی ہے۔

ظل رحمانی یا عرش الٰہی کے سائے تلے:

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِي ظِلِّهٖ يَوْمَ لَاظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ ﴾

''سات خوش قسمت ایسے ہیں جن کو اللہ سایہ نصیب فرمائے گا جس دن کوئی سایہ نہ ہوگا۔''

ایک وہ شخص جسے کسی حسین و جمیل، عالی نسب عورت نے روسیاہی کی دعوت دی مگر اس بندہ عفیف نے اس مہ جبیں کے جواب میں کہہ دیا:

﴿ اِنِّيْ اَخَافُ اللّٰهَ ﴾

''میں اللہ سے ڈر گیا۔''

منصف مزاج حاکم، جوانی ہی میں عبادت میں مشغول رہنے والا نوجوان، وہ شخص جس کا دل ہر وقت مسجد کے ساتھ ہی اٹکا رہے (کہ کب آذان ہو اور مسجد کی طرف جاؤں)، وہ دو آدمی جن کی باہمی محبت و نفرت

اور اتحاد وافتراق صرف لوجہ اللہ ہو، جو صدقہ دیتے وقت اتنا چھپا کر دے اس کے دائیں ہاتھ کو صدقہ دیتے خود اس کے بائیں ہاتھ کو پتہ نہ چلے، وہ شخص جس نے یکسوئی وتنہائی میں بیٹھ کر اللہ کو یاد کیا اور اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی برکھا برسنے لگے۔ (۱۴)

عفت مآلی کا اثر:

اسی طرح عفت و پاکدامنی کا درس دینے کے لئے نبی اقدس ﷺ نے بنی اسرائیل کے تین نوجوانوں کا ایک واقعہ بھی بیان فرمایا:

چنانچہ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور صحیح ابن حبان میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

تین آدمیوں نے ایک غار میں پناہ لی تو ایک چٹان نے لڑھک کر اس غار کا منہ بند کر دیا۔ اب ان تینوں نے سوچا کہ اپنے اپنے خالصتاً لوجہ اللہ انجام دیئے ہوئے اعمال صالحہ کو یاد کریں۔ شائد کوئی راستہ نکل آئے پھر واقعی یکے بعد دیگرے تینوں نے ایک ایک نیک عمل کا تذکرہ کیا۔ جن میں سے ایک نے اپنی چچا زاد بہن کی مالی مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھانے کے لئے جنسی خواہش پوری کرنے کی شرط لگائی تھی۔ اس کے مجبوراً ایک مرتبہ مان جانے مگر عین بوقت گناہ اسے اللہ کا خوف دلانے سے اس آدمی کے اس گناہ کو ترک کرنے کا تذکرہ ہے، جس کے ذکر کے نتیجہ میں چٹان کچھ سرک گئی تھی۔ دوسرا آدمی والدین کا خدمت گزار تھا جو ماں باپ سے پہلے اپنے بیوی بچوں کو بھی دودھ نہیں پلاتا تھا، اور تیسرا

(۱۴) بخاری کتاب المحاربین باب من ترک الفواحش الترغیب والترھیب ۳: ۲۸۰

آدمی مزدور کی مزدوری ادا کرنے میں امانتداری دکھانے والا تھا اور ان تینوں کے اپنے اپنے عمل کو یاد کرنے میں چٹان کچھ سرک گئی تھی۔ دوسرا آدمی والدین کی خدمت گزار تھا جو ماں باپ سے پہلے اپنے بیوی بچوں کو بھی دودھ نہیں پلاتا تھا اور تیسرا آدمی مزدور کی مزدوری ادا کرنے میں امانتداری دکھانے والا تھا اور ان تینوں کے اپنے اپنے عمل کو یاد کرنے اور اللہ سے کشائش طلب کرنے کے نتیجہ میں وہ چٹان غار کے منہ سے سرک گئی اور وہ باہر نکل آئے تھے۔(۱۵)

اس روداد عفت اور اس کے اثر کو بیان کر کے نبی اقدس ﷺ نے پاکدامنی اختیار کرنے کی ترغیب دلائی ہے۔

جنت کی ضمانت:

بعض احادیث میں نبی اقدس ﷺ نے شرمگاہوں کی حفاظت کرنے اور عفت کی ضمانت دینے پر جنت کی ضمانت دی ہے۔ مثلاً:

۱۔ صحیح بخاری میں ارشاد نبوی ہے۔

﴿ مَنْ تَوَكَّلَ لِي بَيْنَ رِجْلَيْهِ وَمَا بَيْنَ لِحْيَيْهِ تَوَكَّلْتُ لَهُ بِالْجَنَّةِ ﴾ (۱۶)

''جو مجھ کو اپنی ٹانگوں اور جبڑوں کے درمیان کے بارے اعتماد دے میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔''

۲۔ جب کہ صحیح بخاری و سنن ترمذی اور بعض دیگر کتب میں ہے حضرت سہل بن سعد

---

(۱۵) صحیح بخاری کتاب الادب باب اجابۃ دعاء من بر والدیہ، الترغیب والترھیب ۳/ ۲۸۱، ۲۸۲

(۱۶) بخاری کتاب المحاربین باب فضل من ترک الفواحش

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ارشادِ نبوی ﷺ ہے۔

﴿ مَنْ يَّضْمَنْ لِي مَابَيْنَ لِحْيَيْهِ وَمَابَيْنَ رِجْلَيْهِ' تَضَمَّنْتُ لَهُ بِالْجَنَّةِ ﴾ (۱۷)

''جو شخص مجھے اپنی زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کی ضمانت دے' تو میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔''

۳۔ ترمذی' مسند احمد اور مستدرک حاکم میں حضرت ابو ہریرۃؓ سے مروی ارشادِ نبوی ہے۔

﴿ مَنْ وَقَاهُ اللّٰهُ شَرَّ مَابَيْنَ لِحْيَيْهِ وَشَرَّ مَابَيْنَ رِجْلَيْهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ ﴾ (۱۸)

''جس کو اللہ نے شرم گاہ اور زبان کے شر سے بچا لیا وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔''

۴۔ اور اسی معنی و مفہوم کی ایک حدیث حضرت ابوذر رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی مسند احمد' مستدرک حاکم' معجم طبرانی' تاریخ بخاری' شعب الایمان بیہقی میں بھی ہے۔

﴿ مَنْ حَفِظَ مَابَيْنَ فَقْمَيْهِ وَفَخِذَيْهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ ﴾ (۱۹)

''جس نے اپنی زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کی وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔''

۵۔ اسی طرح مسند بزار میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے' مسند احمد میں حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معجم طبرانی کبیر میں حضرت عبد الرحمٰن بن حسنہ

---

(۱۷) الترغیب ۳/۲۸۲' ۲۸۳

(۱۸) الترغیب ۳/۲۸۳ - سلسلہ الاحادیث الصحیحہ حدیث: ۵۱۰۰-۲/۲۶

(۱۹) الترغیب ۳/۲۸۳ - صحیح الجامع ۵۱۳/۲۸۲

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

﴿اِذَا صَلَّتِ الْمَرْاَةُ خَمْسَهَا وَصَامَتْ شَهْرَهَا وَحَفِظَتْ فَرْجَهَا وَاَطَاعَتْ زَوْجَهَا دَخَلَتِ الْجَنَّةَ﴾ (۲۰)

''جو عورت پنجگانہ نماز پڑھے' ماہ رمضان کے روزے رکھے' اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت وفرمانبرداری کرے وہ جنت میں داخل ہوگی۔''

۶۔ ایسے ہی صحیح ابن حبان میں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ارشاد نبوی ﷺ کے الفاظ ہیں۔

﴿اِذَا صَلَّتِ الْمَرْاَةُ خَمْسَهَا وَحَصَّنَتْ فَرْجَهَا وَاَطَاعَتْ بَعْلَهَادَخَلَتْمِنْ اَیِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَآءَتْ﴾ (۲۱)

''جو عورت پنجگانہ نماز ادا کرے' شرمگاہ کی حفاظت کرے' اور شوہر کی اطاعت کرے وہ جنت کے جس راستے سے چاہے داخل ہوجائے۔''

۷۔ اسی طرح بعض احادیث میں آپ ﷺ نے بعض دیگر امور کے علاوہ عفت وپاکدامنی کی ضمانت طلب کر کے جنت کی ضمانت دی ہے۔

چنانچہ صحیح ابن حبان' مسند احمد' مستدرک حاکم' شعب الایمان بیہقی' مکارم الاخلاق خرائطی کے علاوہ ابن ابی الدنیا نے حضرت عبادۃ بن صامتؓ سے روایت بیان کی ہے کہ نبی اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

﴿اِضْمَنُوْا لِیْ سِتًّا مِنْ اَنْفُسِکُمْ اَضْمَنْ لَکُمُ الْجَنَّةَ اُصْدُقُوْااِذَا حَدَّثْتُمْ وَاَوْفُوْا اِذَا وَعَدْتُّمْ وَاَدُّوْا اِذَا اُئْتُمِنْتُمْ وَاحْفَظُوْا فُرُوْجَکُمْ وَغُضُّوْا اَبْصَارَکُمْ وَکُفُّوْا اَیْدِیَکُمْ﴾ (۲۲)

---

(۲۰) صحیح الجامع ۱/۱/۲۴۰ - وآداب الزفاف للالبانی صفحہ ۱۸۰' ۱۸۲

(۲۱) حوالہ جات بالا والترغیب ۳/۲۸۲

(۲۲) مستدرک حاکم: ۴/ ۳۵۸' ۳۵۹ - مسند احمد - ۵/۳۲۲ - الصحیحہ: ۳/۴۵۴ حدیث ۱۴۷۰ - صحیح الجامع ۱/۱/۳۳۹

''مجھے چھ چیزوں کی تم ضمانت دے دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں جب بولو سچ بولو، جب وعدہ کرو تو پورا کرو، جب تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو اسے پورا کرو شرم گاہوں کی حفاظت کرو، نگاہیں جھکا کر رکھو، اور ہاتھوں کو (ظلم وزیادتی) سے روک رکھو۔''

۸۔ اس حدیث کی شاہد روایت شعب الایمان بیہقی میں حضرت زبیر رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے جس میں ارشاد نبوی ہے۔

﴿ مَنْ ضَمَنَ لِیْ سِتًّا ضَمَنْتُ لَهُ الْجَنَّةَ 'قَالُوْا :وَمَا هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمْ ؟قَالَ مَنْ حَدَّثَ صَدَقَ وَاِذَا وَعَدَ اَنْجَزَ وَاِذَااُئْتُمِنَ اَدّٰى وَمَنْ غَضَّ بَصَرَهٗ وَحَفِظَ فَرْجَهٗ وَكَفَّ يَدَهٗ اَوْ قَالَ نَفْسَهٗ﴾ (۲۳)

''جو مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دے میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔'' صحابہؓ نے پوچھا: ''یارسول اللہ ﷺ! وہ کیا چیزیں ہیں؟'' فرمایا: ''جس نے صرف سچ بولا، وعدہ پورا کیا، امانت ادا کی، نگاہیں نیچی رکھیں، شرم گاہ کی حفاظت کی اور اپنے ہاتھ یا فرمایا اپنے نفس کو (ظلم وزیادتی سے) روک رکھا۔''

۹۔ اس کی دوسری شاھد حدیث مستدرک حاکم اور مکارم الاخلاق خرائطی میں حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اور اس میں ارشاد نبوی کے الفاظ ہیں۔

﴿ تَقَبَّلُوْا لِیْ بِستٍّ ' اَتَقَبَّلُ لَكُمُ الْجَنَّةَ 'قَالُوْا وَمَاهِيَ ؟قَالَ :اِذَا حَدَّثَ اَحَدُكُمْ فَلاَ يَكْذِبْ وَاِذَا وَعَدَ فَلاَ يُخْلِفْ وَاِذَااُئْتُمِنَ فَلاَ يَخُنْ وَكُفُّوْا اَيْدِيَكُمْ وَاحْفَظُوْا فُرُوْجَكُمْ (۲۴)

''تم سات باتیں قبول کرلو میں تمہیں جنت دلاتا ہوں۔ فرمایا: جب کوئی زبان

(۲۳) بحوالہ الصحیحہ ۳/۴۵۴

(۲۴) مستدرحاکم: ۴/۳۵۹، مکارم الاخلاق خرائطی صفحہ ۳۰، الصحیحہ: ۳/۴۵۵

کھولے تو جھوٹ نہ بولے، وعدہ کرے تو وعدہ خلافی نہ کرے، جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت نہ کرے، اپنے ہاتھوں کو (ظلم و جبر سے) روک کر رکھو اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرو۔"

ان تمام احادیث سے واضح ہو رہا ہے کہ نبی اقدس ﷺ نے پاکدامنی کی طرف کس قدر توجہ دلائی ہے حتیٰ کہ اس پر جنت کی ضمانت دی ہے۔ ان تمام احادیث سے عفت و پاکدامنی کا مقام و اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔

جزو تبلیغ نبوی ﷺ:

عفت و پاکدامنی اتنی اہم چیز ہے کہ نبی اقدس ﷺ نے اس کی تعلیم آغاز اسلام سے ہی دینا شروع کر دی تھی یہی وجہ ہے کہ ابوسفیان جب مسلمانوں کے اور خصوصاً نبی اقدس ﷺ کے خلاف ہرقل شاہ روم کو بھڑکانے گیا تو ہرقل نے اس سے پوچھا۔ "وہ (یعنی نبی اقدس ﷺ) آپ کو کن باتوں کی تعلیم دیتے ہیں؟" تو ابوسفیان گو کہ اسوقت مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ ہرقل کے سامنے انہوں نے جو گواہی دی، وہ بخاری شریف میں ان الفاظ میں محفوظ ہے۔

﴿ يَأْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ وَالصِّدْقِ وَالعَفَافِ وَالصِّلَةِ ﴾ (۲۵)

"ہم کو نماز، سچائی، اور پاکدامنی اور صلہ رحمی کا حکم کرتے۔"

جب کہ آغاز اسلام سے جس بات کی تبلیغ شروع فرمائی تھی آخر عمر تک کی تبلیغ میں اسے شامل وعظ رکھا۔ جس کا پتہ نبی اقدس ﷺ کے خطبہ حجۃ الوداع سے چلتا ہے۔ اس میں دیگر امور کے علاوہ تحفظ عفت و عصمت کی بھی تاکید فرمائی تھی۔ چنانچہ حضرت سلمہ بن قیس ؓ کی روایت سنن نسائی، مستدرک، حاکم، مسند احمد اور معجم

(۲۵) بخاری شریف کتاب الادب: باب صلۃ المراۃ

طبرانی کبیر میں وارد ہوئی ہے جس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

﴿ اَلَا اِنَّمَا هُنَّ اَرْبَعٌ 'لَاتُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَاتَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَاتَزْنُوا 'وَلَا تُسْرِفُوْا ﴾ (۲۶)

''خبردار وہ چار چیزیں ہیں۔ تم شریک نہ ٹھہراؤ اللہ کے ساتھ اور نہ ہی کسی نفس کو قتل کرو جس کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے اور نہ ہی زنا کرو اور نہ حد سے بڑھو۔''

(۲۶) الصحیحہ ۴ ۳۵۴٬ صحیح الجامع ۱/۲/۳۷۴٬ مسند احمد ۴/ ۳۳۹٬ معجم طبرانی ۶۳۱۶ - ۶۳۱۷ مجمع الزوائد ۱ ۱۰۴

زنا کاری وفحاشی سے اجتناب کی پرزور تاکید

اسلام نے اپنی تعلیمات میں لوگوں کو ان بدکاریوں اور بدفعلیوں سے اجتناب کرنے کی سختی سے تاکید کی ہے جس کا اندازہ قرآنی آیات اور نبوی احادیث سے لگایا جاسکتا ہے۔ یہ افعال قبیحہ بے زبان جانوروں، غیر تہذیب یافتہ جنگلی قبائل واقوام اور اسلام سے پہلے کے مذاہب یہودیت وعیسائیت کے یہاں بھی قابل مذمت رہے ہیں۔ ان افعال کی مذمت بھی لوگوں کو ان سے بچانے کی ایک اہم تدبیر ہے۔ جسے اسلام نے بھی اپنایا ہے۔

دعائے عفت:

یہ ایک ایسا بلند مرتبہ اور عالی وصف ہے کہ نبی اقدس ﷺ اپنی دعاؤں میں اس بات کو شامل فرمایا کرتے تھے کہ ''اے اللہ! عفت کی دولت سے نواز'' اور عام مسلمان بھی یہ دعا مانگتے ہیں اور انہیں مانگنی ہی چاہیے۔ چنانچہ صحیح مسلم اور دیگر کتب میں ہے کہ نبی اقدس ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔

﴿اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْھُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰی﴾ (۲۷)

(۲۷) بحوالہ مشکوۃ ۲ ۲۷۵

''اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت' تقویٰ پاکدامنی اور دولتمندی کا سوال کرتا ہوں۔''

حلال جماع۔صدقہ:

حدتو یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے آپ کو پاکدامن رکھنے کے لئے اور بری نظر وبرے خیالات سے بچانے کے لئے حلال طریقہ سے یعنی اپنی منکوحہ بیوی سے جماع کر کے نفسانی خواہشات کی تسکین حاصل کرتا ہے تو جہاں اس کے لئے باعث تسکین وعفت ہوگا وہیں یہ اس کے لئے صدقہ وثواب کا موجب بھی بنے گا۔

چنانچہ اس سلسلہ میں ایک حدیث صحیح مسلم اور بعض کتب حدیث میں ہے جو کہ حضرت ابوذرغفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔اس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ!

﴿ ذَهَبَ اَهلُ الدُّثُوْرِ بِالْاُجُوْرِ يُصَلُّوْنَ كَمَا نُصَلِّيْ وَيَصُوْمُوْنَ كَمَا نَصُوْمُ وَيَتَصَدَّقُوْنَ بِفَضُوْلِ اَمْوَالِهِم ﴾

''اہل ثروت ودولت سارے اجر لے گئے ہیں وہ ہماری طرح نماز پڑھتے ہیں،اور ہماری طرح ہی روزے رکھتے ہیں،اور ساتھ ہی اپنے زائد مال سے صدقہ بھی کرتے ہیں۔''

اور اس پر نبی اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

﴿اَوَلَيْسَ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مَا تَصَدَّقُوْنَ بِهٖ؟ اِنَّ بِكُلِّ تَسْبِيْحَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَكْبِيْرَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَحْمِيْدَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَهْلِيْلَةٍ صَدَقَةٌ وَاَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَفِيْ بُضْعِ اَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ ﴾

''کیا اللہ نے تمہارے ایسے اعمال نہیں بتائے جو کہ صدقہ ہیں ہر مرتبہ سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے' ہر مرتبہ اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے،ہر مرتبہ الحمد للہ کہنا صدقہ ہے،ہر مرتبہ لا الہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے،نیکی کا حکم کرنا صدقہ ہے،برائی سے روکنا صدقہ ہے اور تم

۔ میں سے کسی کا اپنی بیوی سے جماع کرنا بھی صدقہ ہے۔"
صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین نے تعجب سے عرض کیا' کہ اے اللہ کے نبی ﷺ!

﴿اَیَاتِیْ اَحَدُنَا شَھْوَتَہٗ وَیَکُوْنُ لَہٗ فِیْھَا اَجْرٌ ؟﴾

"ہم میں سے اگر کوئی اپنی نفسانی خواہش پوری کرے تو اس میں بھی اجر ہے؟"
نبی اقدس ﷺ نے فرمایا۔

﴿اَرَاَیْتُمْ لَوْ وَضَعَھَا فِیْ حَرَامٍ اَکَانَ عَلَیْہِ فِیْھَا وِزْرٌ ؟ فَکَذَالِکَ اِذَا وَضَعَھَا فِی الْحَلَالِ کَانَ لَہٗ اَجْرٌ﴾ (۲۸)

"کیا خیال ہے اگر کوئی یہی کام حرام طریقہ سے کرے تو اسے گناہ نہیں ہوگا ایسے ہی جب حلال طریقے سے اپنی خواہش وشہوت پوری کرے گا تو اسے اس پر اجر ملے گا۔"

ایک شرعی قاعدہ:

ایک معروف شرعی قاعدہ یہ ہے تو وہ تمام اسباب وذرائع بھی حرام کر دیئے جو اس چیز کی طرف پہنچانے والے ہیں تا کہ وہ راستہ ہی بند کر دیا جائے جہاں سے گزر کر کوئی اللہ کی حرام کردہ اشیاء تک پہنچ سکتا ہو۔ اس قاعدہ کو برائیوں کا سد باب یا سد ذرائع کہا جاتا ہے اور علماء دین نے مواطن تنزیل کے تتبع واستقراء اور بحث وتلاش کے بعد اس قاعدے کا استنباط کیا ہے اور علامہ ابن قیمؒ نے اس قاعدہ کے کم وبیش ایک سو دلائل ووجوہ بیان کئے ہیں۔ جن کی تفصیل ان کی کتاب اغاثۃ اللفہان جلد اول صفحہ ۳۶۱ '۳۶۲ اور خصوصا اعلام الموقعین جلد دوم جز سوم صفحہ ۱۴۸ '۱۷۱ پر دیکھی جا سکتی

(۲۸) مسلم: ۱۰۰۶' ریاض الصالحین صفحہ ۹۷ بتحقیق الارناؤوط طبع مؤسسہ الرسالہ بیروت

ہے۔ اعلام الموقعین میں وہ لکھتے ہیں۔ کہ انسان جن امور کا مکلّف ہے ان کا چوتھائی حصہ سدذرائع کے قاعدہ پر مشتمل ہے اور وہ یوں کہ امور تکلیف دو طرح کے ہیں۔

۱۔ امر

۲۔ نہی

اور پھر اوامر کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ ایک وہ جو مقصود بالذات ہیں۔

۲۔ دوسرے وہ جو مقصد کی طرف وسیلہ وذریعہ ہیں۔

اسی طرح نواہی کی بھی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ ایک وہ افعال جو فی نفسہ افعال مفاسدہ ہیں۔

۲۔ دوسرے وہ جو فی نفسہ تو افعال فاسدہ نہ سہی البتہ وہ فساد و بگاڑ کی طرف وسیلہ وذریعہ اور اسکا سبب ہیں۔

اس طرح اگر غور کیا جائے تو حرام کی طرف پہنچانے والے راستوں کو بند کرنا دین کا ایک چوتھائی حصہ بن جاتا ہے۔(۲۹)

دین کے اس چوتھائی حصہ یعنی برائیوں کے سدباب کے ضمن میں ہی زناکاری وفحاشی اور جنسی بے راہ روی کا سدباب بھی آجاتا ہے۔ جسے حفاظتی تدابیر بھی کہا جاسکتا ہے۔

شرم وحیاء اختیار کرنا:

حفاظتی تدابیر میں سے ایک چوتھی تدبیر یہ بھی ہے کہ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو شرم وحیاء داری کی تاکید کی ہے۔ کیونکہ یہ انسان کی ایسی صفت ہے جو اسے لغزش

(۲۹) اعلام الموقعین:۲/۳/۱۷۱

کے موقع پر سہارا دیتی ہے۔ بلکہ ڈگمگانے سے بچا لیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے حیاء کی مختلف پیرایوں میں سخت تاکید کی ہے۔

صحیح بخاری و مسلم، سنن اربعہ اور مسند احمد میں حضرتِ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث میں ہے۔ کہ نبی اقدس ﷺ نے ایک مرتبہ ایک انصاری بھائی سے باتوں کے دوران یہ کہتے ہوئے سنا کہ شرم کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

﴿دَعْهُ، فَاِنَّ الْحَیَاءَ مِنَ الْاِیْمَانِ﴾ (۳۰)

''اسے چھوڑ دو حیا جزوِ ایمان ہے۔''

۲۔ تاریخ دمشق ابن عساکر میں ہے۔

﴿اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ وَاَحْیٰ اُمَّتِیْ عُثْمَانُ﴾ (۳۱)

''حیا و شرم ایمان کا حصہ ہے اور میری امت کا سب سے زیادہ حیادار عثمان ہے۔''

حیا ایسی صفت حمیدہ ہے کہ یہ تمام قبیح عادات وافعال کے ترک پر اکساتی ہے۔ اسی لئے نبی اکرم ﷺ نے حیاداری کی تعریف اس حوالے سے بھی کی ہے۔

۳۔ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

﴿اَلْحَیَآءُ لَایَاتِیْ اِلَّا بِخَیْرٍ﴾ (۳۲)

''حیا خیر و بھلائی کا ہی باعث و موجب ہوتی ہے۔''

۴۔ صحیح مسلم و ابوداؤد میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث میں ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

﴿اَلْحَیَآءُ خَیْرٌ کُلُّهٗ﴾ (۳۳)

---

(۳۰) مشکوۃ باب الرفق والحیاء ۳/۷ ۱۴۰، صحیح الجامع: ۳/۱۰۲

(۳۱) الصحیحہ: ۴/ ۴۴۲، صحیح الجامع: ۲/۳/۱۰۳

(۳۲) مشکوۃ: ۳/ ۷ ۱۴۰، صحیح الجامع: ۲/۳/۱۰۳

(۳۳) صحیح الجامع: ۲/۳/۱۰۲، مشکوۃ: ۳/ ۱۰۴۷

''حیا تو ہمہ خیر ہی خیر ہے۔''

۵۔ ترمذی، صحیح ابن حبان، تاریخ دمشق ابن عساکر، مسند احمد، مستدرک حاکم اور شعب الایمان بیہقی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، اور الادب المفرد امام بخاری، ابن ماجہ مستدرک حاکم شعب الایمان بیہقی مشکل الاثار طحاوی میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور معجم طبرانی کبیر و شعب الایمان بیہقی میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

﴿اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ، وَالْاِیْمَانُ فِی الْجَنَّةِ، وَالْبَذَآءُ مِنَ الْجَفَاءِ وَالْجَفَاءُ فِی النَّارِ﴾ (۳۴)

''حیا ایمان کا حصہ ہے اور ایمان کا نتیجہ جنت ہے۔ اور بے حیائی جور جفا (بدسلوکی) ہے اور بداخلاقی و بدسلوکی کا نتیجہ جہنم کی آگ ہے۔''

۶۔ مستدرک حاکم شعب الایمان، بیہقی او رحلیۃ الاولیاء ابونعیم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

﴿اَلْحَیَاءُ وَ الْاِیْمَانُ قُرِنَا جَمِیْعًا فَاِذَا رُفِعَ اَحَدُهُمَا رُفِعَ الْاٰخَرُ﴾ (۳۵)

''حیا اور ایمان دونوں باہم دیگر لازم و ملزوم ہیں جب ان میں سے ایک اٹھ جائے تو دوسرا بھی اٹھ جاتا ہے۔''

۷۔ ترمذی و مسند احمد، مستدرک حاکم اور الایمان ابن ابی شیبہ میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

﴿اَلْحَیَاءُ وَالْعِیُّ شُعْبَتَانِ مِنَ الْاِیْمَانِ وَالْبَذَاءُ وَالْبَیَانُ شُعْبَتَانِ

(۳۴) صحیح الجامع: ۲/۳/۱۰۳، الصحیحہ: ۱/۸۰۳

(۳۵) صحیح الجامع ۲/۳/۱۰۳، مشکوۃ ۳/۱۴۱۰-۱۴۱۱

مِنَ النِّفَاقِ﴾ (۳۶)

''حیا وکم گوئی ' ایمان کے دو شعبے ہیں ۔اور بے حیائی وفضول گوئی ' نفاق کے دو شعبے ہیں۔''

۸۔ اگر کسی میں شرم وحیا کا فقدان ہو جائے تو پھر اسے برائی سے کوئی چیز نہیں روک سکتی اور اس کے لئے گمراہ ہونے کا خطرہ ہر وقت منڈلاتا رہتا ہے۔اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے صحیح بخاری میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اقدس ﷺ نے اشاد فرمایا۔

﴿اِنَّ مِمَّا اَدْرَکَ النَّاسُ مِنْ کَلَامِ النُّبُوَّةِ الْاُوْلٰی اِذَا لَمْ تَسْتَحِ فَاصْنَعْ مَاشِئْتَ﴾ (۳۷)

''لوگوں نے پہلے انبیاء کلام میں سے جو چیز (تعلیم) پائی ہے اس میں سے ہی یہ بھی ہے کہ جب تم حیا کا دامن چھوڑ بیٹھو تو جو چاہے کرتے پھرو۔''

(۳۶) صحیح الجامع: ۲/۳/۱۰۳، مشکوۃ: ۳/۳۵۲

(۳۷) مختصر مشکاۃ للشیخ عبدالبدیع صقر صفحہ ۲۰۵ طبع بیروت

نگاہوں کی حفاظت اور انہیں پست رکھنا
قرآن کریم کی رو سے

فحاشی و بے حیائی سے بچنے کی تدابیر میں سے پانچویں چیز یہ ہے کہ اسلام نے مردوں اور عورتوں ہر دو اصناف کو بے باک نگاہوں کی حفاظت کرنے اور انہیں جھکائے رکھنے کی سخت تلقین کی ہے۔

سورہ نور میں مردوں کی نسبت ارشاد الٰہی ہے۔

﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ﴾

''اے نبی ﷺ! مومن مردوں سے کہو کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں اور اپنی شرم گاہ کی حفاظت کریں۔''

اور اس سے اگلی آیات میں ایسا ہی حکم عورتوں کو بھی دیا گیا ہے ارشاد الٰہی ہے۔

﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ﴾ (۳۸)

''اور اے نبی ﷺ! مومن عورتوں سے کہہ دیں کہ وہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں، اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ سنگھار نہ دکھائیں، بجز اس کے جو خود ظاہر ہو جائے، اور اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل ڈالے رہیں۔''

---

(۳۸) سورہ نور:

نگاہوں کی حفاظت احادیث کی رو سے

ان قرآنی آیات کی طرح ہی احادیث شریفہ میں بھی نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم آیا ہے۔

۱۔ ایک حدیث جو متعدد کتب حدیث کے حوالے سے گزری ہے اس میں نبی اقدس ﷺ نے فرمایا ہے کہ مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دے دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

اوران چھ چیزوں میں سے ایک یہ ہے۔

﴿وَغُضُّوا اَبْصَارَكُمْ﴾ (وَقَدْ مَرَّ قَرِيْبًا)

''اپنی نگاہیں نیچی رکھو۔''

۲۔ اسی طرح ہی کئی کتب کے حوالہ سے گزری حدیث میں ہے۔

﴿وَمَنْ غَضَّ بَصَرَهُ﴾ (وَقَدْ مَرَّ اَيْضًا)

''جس نے اپنی نگاہ جھکا کر رکھی۔''

۳۔ ایسے ہی ابوداؤد وترمذی مسند احمد اور مستدرک حاکم میں حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اقدس ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مخاطب ہو کر عام صحابہ اور قیامت تک آنے والے تمام مسلمانوں کو اچانک نظر پڑھ جانے اور بدنظری میں مبتلا ہونے کا فرق بتاتے ہوئے فرمایا۔

﴿يَاعَلِيُّ !لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَاِنَّ لَكَ الْاُوْلٰى وَلَيْسَتْ

لَکَ الْاٰخِرَۃِ﴾ (۳۹)

''اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ! تو نظر کے پیچھے نظر نہ لگا۔ بے شک پہلی نظر تیرے لئے معاف ہے اور بعد والی نہیں۔''

اور یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ اس کا معنی یہ بھی ہرگز نہیں کہ ایک نظر ڈالنے کی اجازت ہے۔ بلکہ بات صرف اتنی ہے کہ پہلی نظر جو بلا مقصد پڑتی ہے اس میں انسان بڑی حد تک بے بس ہوتا ہے اس لئے یہ معاف ہے۔ ہاں اگر پہلی بھی قصداً اور تاڑنے کی نیت سے ہو تو وہ دوسری کے حکم میں ہوگی۔

۴۔ اور اس بدنظری کو نبی اقدس ﷺ نے زنا سے تعبیر فرمایا ہے۔ چنانچہ مسند احمد اور معجم طبرانی کبیر میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اقدس ﷺ نے فرمایا۔

﴿اَلْعَیْنَانِ تَزْنِیَانِ، وَالْیَدَانِ تَزْنِیَانِ وَالرِّجْلَانِ تَزْنِیَانِ، وَالْفَرْجُ یَزْنِیْ﴾ (۴۰)

''دونوں آنکھیں زنا کرتی ہیں، دونوں ہاتھ زنا کرتے ہیں، دونوں پاؤں زنا کرتے ہیں اور شرم گاہ زنا کرتی ہے۔''

۵۔ آنکھوں، ہاتھوں اور پاؤں وغیرہ کا زنا کیا ہے؟ اس کی وضاحت ایک دوسری حدیث میں آ گئی ہے جو کہ صحیح مسلم و بخاری میں تعلیق اور بعض دیگر کتب میں مسنداً حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جس میں ہے۔

﴿اَلْعَیْنَانِ زِنَا ھُمَا النَّظَرُ وَالْاُذُنَانِ زِنَاھُمَا الْاِسْتِمَاعُ وَاللِّسَانُ زِنَاہُ الْکَلَامُ، وَالْیَدُ زِنَاھَا الْبَطْشُ وَالرِّجْلُ، زِنَاھَا الْخُطٰی وَالْقَلْبُ یَھْوٰی وَیَتَمَنّٰی وَیُصَدِّقُ ذَالِکَ الْفَرْجُ اَوْ

(۳۹) صحیح الجامع: ۳/۶/۲۹۹ و حسنہ حجاب المراۃ صفحہ ۳۴

(۴۰) صحیح الجامع: ۴/۴/۶۵، الارواء۔ ۲۳۸

یُكَذِّبُهُ﴾ (۴۱)

''دونوں آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے' کانوں کا زنا سننا ہے' اور ہاتھ کا زنا پکڑنا ہے' پاؤں کا زنا چلنا ہے اور دل چاہتا ہے اور خواہش وتمنا کرتا ہے' اور اس کی تصدیق یا تکذیب شرم گاہ کرتی ہے۔''

۶۔ معجم طبرانی اور طبقات ابن سعد میں حضرت علقمہ بن حویرثؓ سے مروی ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

﴿زِنَا الْعَيْنَيْنِ النَّظَرُ﴾ (۴۲)

''آنکھوں کا زنا نظر ہے۔''

قانون کی نظر میں تو زنا کا اطلاق صرف جسمانی اتصال پر ہوتا ہے مگر اخلاق کی نظر میں دائرہ ازدواج کے باہر صنف مقابل کی جانب بھی ہر میلان ارادے اور نیت کے اعتبار سے زنا ہے۔ اجنبی کے حسن سے آنکھ کا لطف لینا' اس کی آواز سے کانوں کا لذت یاب ہونا' اس سے گفتگو کرنے میں زبان کا لوچ کھانا' اس کے کوچے کی خاک چھاننے کے لئے قدموں کا بار بار اٹھنا سب زنا کے مقدمات اور معنوی حیثیت سے زنا ہیں۔ قانون اس زنا کو نہیں پکڑ سکتا' یہ دل کا چور ہے اور صرف دل کا کوتوال ہی اس کو گرفتار کر سکتا ہے۔ (۴۳)

''تیر نظر'' اور اسلامی حل:

بدنظری کو بھی چونکہ ''ام الخبائث'' کا درجہ حاصل ہے کہ تمام فواحش کی جڑ یہی ہے۔ آنکھوں کے اس فعل کو زنا قرار دیا گیا ہے جو نظر کے فتنوں کا پتہ دینے کے لئے

---

(۴۱) ابن کثیر ۳/۲۸۳۔ مشکوۃ

(۴۲) صحیح الجامع ۔۲/۳/۱۹۳' ۱۱ اروا ۲۳۲۸ء

(۴۳) پردہ مولانا مودودی۔ ۲۶۴

کافی ہے۔''تیر نظر'' کا جملہ تو معروف ہے اور شاعروں نے خاص طور پر اسے استعمال کیا ہے اور بتایا ہے کہ نگاہوں کے تیر کیسے دلوں میں پیوست ہوتے ہیں اور انھیں گھائل کرتے ہیں۔اسلام سے پہلے کے جاہلی شعراء نے دلوں کو زخمی کرنے میں نگاہوں کو قصور وار ٹھہرایا تھا اور پھر عہد اسلام کے شعراء ہوں یا کسی بھی مذہب وملت کے ماننے والے ہوں ان سب کے مابین یہ ایک متفقہ حقیقت ہے نگاہوں سے دل چھلنی ہوتے ہیں اور نگاہوں کی ان تباہ کاریوں یا ہلاکت آفرینیوں کے پیش نظر ہی اسلام نے ان کی حفاظت کی طرف مردوزن سب کو بطور خاص توجہ دلائی ہے۔اور یہ مقام جہاں سے فتنوں کے سوئے ابلتے ہیں۔اسلام نے اس پر سخت قدغنیں اور پہرے بٹھا دیئے ہیں تا کہ ان سوتوں کے سامنے بند باندھا جا سکے۔حتی کہ وہ مواقع اور مقامات جہاں اس ''بریدالعشق ''یا''جنوں کے پیامبر'' کا خطرہ ممکن نظر آتا تھا ان مقامات پر بیٹھنے سے ہی روک دیا گیا ہے۔

صحیح بخاری ومسلم' ابوداؤد اور مسند احمد میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اقدس ﷺ نے فرمایا۔

﴿اِيَّاكُمْ وَالْجُلُوْسَ عَلَى الطُّرُقَاتِ قَالُوْا:يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ لَا بُدَّلَنَا مِنْ مَجَالِسِنَا نَتَحَدَّثُ فِيْهَا فَقَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِنْ اَبَيْتُمْ فَاعْطُوا الطَّرِيْقَ حَقَّهٗ قَالُوْا :وَمَا حَقُّ الطَّرِيْقِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ ؟ قَالَ :غَضُّ الْبَصَرِ وَكَفُّ الْاَذىٰ وَرَدُّ السَّلَامِ 'وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَنْهَا عَنِ الْمُنْكَرِ﴾

(۴۴)

''راستوں پر بیٹھنے سے بچو۔''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا''اے اللہ

(۴۴) صحیح الجامع ا/۲/۳۸۴' تفسیر ابن کثیر ۳/۲۸۲' مسند احمد:۶/۳۸۵' المعجم المفہر ا،۱۸۵،۱۸۵

کے ﷺ! ہم نے باتیں کرنے کے لئے مجلس کرنا ہوتی ہے اس کے علاوہ ہمارے لئے کوئی چارہ نہیں۔'' نبی ﷺ نے فرمایا ''اگر تمہیں اس کے سواء کوئی چارہ نہیں تو پھر راستے کا حق ادا کرو۔'' صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پوچھا ''اے اللہ کے رسول ﷺ! راستے کا حق کیا ہے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا ''نگاہ جھکا کر رکھنا' دوسروں کو اذیت پہنچانے سے باز رہنا' سلام کا جواب دینا' نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا۔''

نگاہوں کا نیچے رکھنا فطرت اور حکمت الٰہی کے تقاضے کے عین مطابق ہے کیونکہ مرد وزن کے مابین باہم محبت اور کشش فطرتی امر ہے۔

جیسا کہ سورہ آل عمران میں ارشادِ الٰہی ہے۔

﴿زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَآءِ﴾ (۴۵)

''عورتوں کی طرف میلان ومحبت پر لوگ فریفتہ کئے گئے ہیں۔''

اس فطرتی امر کا تقاضہ یہ تھا کہ اس نظر پر پابندی لگائی جائے اور اسے حرام کی حدود میں داخل ہونے سے روکا جائے۔ لہٰذا ہر غیر محرم مرد وزن کو ایک دوسرے کی طرف بے مہابا دیکھنے کی ممانعت کر دی گئی ہے تا کہ وہ اس مہلک اور تمام فتنوں اور آفتوں کی جڑ سے بچ رہیں اور وہ نوبت ہی نہ آئے کہ کسی خوبرو نوجوان کی کوئی ادا بھا گئی اور ظاہر طور پر نہ سہی باطنی طور پر گندہ کر گئی۔ اس طرح ایک طرف تو کوئی مرغ بسمل بن کر تڑپنے لگے اور دوسری طرف خبر بھی نہ ہو۔ اور یہ چونکہ ہر دو جانب کے لئے ہی پُر خطر ہے لہٰذا ہر دو کو ہی نگاہوں پر پہرے بٹھائے رکھنے کا حکم ہوا۔ بعض علماء سلف نے لکھا ہے کہ آنکھوں میں ایک ایسا زہر پوشیدہ ہوتا ہے جو موقع پا کر انسانی دل ودماغ میں تیزی سے سرایت کرنے کی سعی پیہم کرتا ہے اور جب سرایت کر جاتا ہے تو دل ودماغ کو ماؤف کر دیتا ہے اور شاید اسے ہی ''جنون'' کہا جاتا ہے۔

---

(۴۵) آل عمران: ۱۴

امام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تفسیر میں بعض سلف صالحین کا قول نقل کیا ہے جس میں کہا گیا ہے۔

﴿اَلنَّظْرُ سَهْمُ سُمٍّ اِلَى الْقَلْبِ﴾ (۴۶)

''نگاہ ایک تیر ہے جو قلب یعنی دل میں زہر ڈال دیتی ہے۔''

چند ضعیف احادیث:

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس بات کی طرف بھی اشارہ کرتے جائیں، کہ نگاہوں کے نشتر تیز دھار اور زہریلے ہوتے ہیں۔ ان کے لگائے ہوئے گھاؤ المناک اور جان لیوا ثابت ہوتے ہیں۔ یہ سب باتیں سلف صالحین اور شعراء وغیرہ کے حوالے سے کہی جاتی ہیں اور احادیث رسول ﷺ میں نگاہوں کے فتنے کے بارے میں جتنی تفصیلات ملتی ہیں ان سے علماء وشعراء کی ان باتوں کو کچھ تقویت بھی پہنچتی ہے۔ جب کہ اور احادیث رسول ﷺ میں نگاہوں کے فتنے کے بارے میں جتنی تفصیلات ملتی ہیں ان سے علماء وشعراء کی ان باتوں کو کچھ تقویت بھی پہنچتی ہے۔ جب کہ اسی مفہوم کی ایک حدیث بھی بیان کی جاتی ہے اور بڑی معروف بھی ہے، حتیٰ کہ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ جیسے کبار محققین نے بھی اسے اپنی کتب میں نقل کیا ہے۔ جیسا کہ ان کی کتاب ''الجواب الکافی لمن سال عن الدواء الشافی'' یا ''الداء والدواء'' شاہد ہیں۔ اور انہوں نے اس مقام پر مسند احمد کے حوالے سے لکھا ہے کہ نبی اقدس ﷺ سے مروی ہے۔

﴿اَلنَّظْرَةُ سَهْمٌ مَسْمُوْمٌ مِنْ سِهَامِ اِبْلِيْسَ فَمَنْ غَضَّ بَصَرَهُ عَنْ مَحَاسِنِ اِمْرَأَةٍ اَوْ اَمْرَدَ لِلّٰهِ اَوْرَثَ اللّٰهُ قَلْبَهُ حَلَاوَةَ الْعِبَادَةِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾ (۴۷)

---

(۴۶) ابن کثیر ۳/۲۸۲

(۴۷) الجواب الکافی: ۱۳۲، ۱۳۳

''نظر شیطان کے زہریلے تیروں میں سے ایک ہے۔ جس نے عورت یا نوعمر بچے کے خوبصورت مقامات سے نگاہ روک کر رکھی اللہ اسے قیامت کے دن تک حلاوت عبادت سے نواز دیتا ہے۔''

اور آگے لکھتے ہیں کہ یہ نص حدیث نہیں بلکہ اسکا معنی ہے۔

سعودی وزارت عدل کے وکیل شیخ بکر ابوزید نے الحدود والتعزیرات عند ابن قیمؒ میں علامہ ابن قیمؒ کی اس عبارت اور حدیث بالمعنی کو نقل کر کے لکھا ہے کہ یہ حدیث مسند احمد میں تو مجھے باوجود بحث و تتبع کے نہیں ملی اور نہ ہی کسی دوسرے محدث نے اسے مسند احمد کی طرف منسوب کیا ہے۔ امام متدری نے اپنے الترغیب والترتیب میں مستدرک حاکم اور معجم طبرانی کی طرف منسوب کیا ہے۔ (۴۸)

اور اسی طرح ہی عجلونی نے بھی کشف الخفاء میں کیا ہے۔ (۴۹)

بہرحال یہ حدیث مستدرک حاکم اور مسند الشہاب القضاعی میں ہے اور امام متذری نے اسے طبرانی کی طرف بھی منسوب کیا ہے۔ اس حدیث کو حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مسند الشہاب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مرفوعاً روایت کیا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔

﴿اَلنَّظْرَةُ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ اِبْلِيْسَ فَمَنْ تَرَكَهَا خَوْفًا مِنَ اللّٰهِ آتَاهُ اللّٰهِ اِيْمَانًا يَجِدُ حَلَاوَتَهُ فِي قَلْبِهِ﴾ (۵۰)

نظر ابلیس کے تیروں میں سے تیر ہے۔ پس جس نے اللہ کے خوف سے اس کو ترک کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسا ایمان نصیب کرے گا جس کی مٹھاس اپنے دل میں پائے گا۔

---

(۴۸) الترغیب والترھیب ۳/۳۴

(۴۹) ۲/ ۳۲۸، الحدود والتعزیرات عند ابن القیم حاشیہ ۱۰۸

(۵۰) مستدرک حاکم ۴/۳۱۳-۳۱۴، الترغیب ۳/۶۳، مسند الشہاب ۲۱/ بحوالہ الضعیفہ ۳/ ۱۷۷

امام حاکم نے اگرچہ اسے صحیح الاسناد کہا ہے۔لیکن تلخیص المستدرک میں علامہ ذہبیؒ نے امام حاکم کا تعاقب کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس کی سند کا ایک راوی اسحاق واہ اور انتہائی ضعیف ہے۔جب کہ دوسرا راوی عبد الرحمٰن الواسطی ہے جسے محدثین کرام نے ضعیف کہا ہے اور اس واسطی کے واہ ہونے کا تذکرہ امام منذری نے بھی الترغیب میں کیا ہے۔علامہ البانی نے لکھا ہے کہ مسند الشہاب کے دو طرق ہیں اور دونوں طرق میں چونکہ یہ واسطی موجود ہے لہذا یہ حدیث ضعیف جداً یعنی سخت ضعیف ہے۔(۵۱)

۲۔ ضعیف حدیث کی بات چلی ہے تو یہاں لگے ہاتھوں ایک اور حدیث کی طرف بھی اشارہ کردیں جسے عموماً علماء بیان کرتے ہیں۔چنانچہ مسند احمد ورویانی اور الترغیب اصبہانی میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع مروی ہے:

﴿مَامِنْ مُسْلِمٍ يَنْظُرُ اِلٰى اِمْرَاةٍ اَوَّلَ نَظْرَةٍ ثُمَّ يَغُضُّ بَصَرَهٗ اِلَّا اَحْدَثَ اللّٰهُ لَهٗ عِبَادَةً يَجِدُ حَلَاوَتَهَا﴾(۵۲)

''کوئی مسلمان جو پہلی نظر عورت کو دیکھے تو اپنی آنکھ بند کرلے۔اللہ تعالیٰ اس کو ایسی عبادت نصیب کریگا کہ اسکی مٹھاس پائے گا۔''

اس حدیث کے ضعف کی طرف تو امام منذری نے الترغیب والترھیب نے بھی اشارہ کیا ہے۔جب کہ اس کے راویوں میں سے عبداللہ بن زحر،علی بن یزید اور ابوعبد الرحمٰن القاسم کے بارے میں کبار نقادان حدیث میں سے امام ابن حبان امام نسائی، امام دارقطنی اور امام ذھبی رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے سخت تنقیدی کلمات استعمال کیئے ہیں۔غرض یہ حدیث بھی سخت ضعیف ہے۔(۵۳)

(۵۱) الضعیفہ ۳/۱۷۷

(۵۲) مسند احمد ۵/۲۶۴، الترغیب ۳/۶۳، الضعیفہ ۳/۱۷۶

(۵۳) للتفصیل الضعیفہ ۳/۱۷۶-۱۷۷

لیکن جہاں تک پہلی بلا قصد اور دفعتاً واقع ہونے والی نگاہ پر آدمی کے بے قصور ہونے کا تعلق ہے وہ صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی حدیث گزری ہے جس میں ہے کہ پہلی نظر پر تو مواخذہ نہیں جب کہ دوسری نظر تمہارے لئے جائز ہی نہیں ہے اور نگاہ نیچی رکھنے کی تاکید پر احادیث بھی ذکر ہو چکی ہیں۔ تو گویا عبادت وحلاوت والا حصہ یہاں صحیح سند سے ثابت نہیں ہے۔

ایک مشہور لیکن ضعیف حدیث

اسی طرح ایک اور حدیث بھی ہے جسے عموماً سورہ نور کی آیت

﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ﴾ (۵۴)

''اے نبی ﷺ! مومن مردوں سے کہو کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں۔''

کے ضمن میں بیان کیا جاتا ہے امام کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اسے وارد کیا ہے۔ (۵۵)

اور وعظ وخطبات میں بھی بیان کی جاتی ہے۔ وہ حدیث سنن ابی داؤد وترمذی، سنن کبری بیہقی اور مسند احمد میں ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے جس میں وہ بیان کرتی ہیں۔

﴿كُنْتُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهٗ مَيْمُوْنَةَ فَاَقْبَلَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ وَذَالِكَ بَعْدَ اَنْ اُمِرْنَا بِالْحِجَابِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِحْتَجِبَا

(۵۴) سورہ نور: ۳۱۔

(۵۵) ابن کثیر ۳/۲۸۶۔

مِـنْـهُ، فَقُلْنَا :یَارَسُوْلَ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَلَیْسَ اَعْـمٰـی وَلَا یُبْصِرُنَا وَلَا یَعْرِفُنَا - فَـقَـالَ الـنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَفَعُمْیَاوَانِ اَنْتُمَا اَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهٖ؟﴾ (۵۶)

میں نبی کریم ﷺ کے پاس تھی اور آپ ﷺ کے پاس ہی میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھیں ۔حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور یہ تب کی بات ہے جب کہ پردہ کرنے کا حکم ہو چکا تھا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا'' تم دونوں ان سے پردہ کرو۔'' ہم نے عرض کیا:'' اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ تو نابینا ہیں' نہ ہمیں دیکھ سکتے ہیں اور نہ پہچان سکتے ہیں۔'' نبی ﷺ نے فرمایا'' لیکن تم تو نابینا نہیں ہو' کیا تم اسے دیکھ نہیں رہی ہو؟''

امام ترمذی نے تو اسے حسن صحیح کہا ہے۔ جب کہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرنے والا راوی نبہان مجہول ہے۔علامہ ذھبی نے ذیل الضعفاء میں علامہ ابن حزم سے اس کا مجہول ہونا نقل کیا ہے۔اور امام بیہقی نے بھی اس کے مجہول ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔(۵۷)

اس کی سند میں جہالت ہونے کے علاوہ یہ بعض دوسری احادیث کی معارض اور ان کے متضاد بھی ہے مثلاً صحیح بخاری میں انتہائی اختصار کے ساتھ لیکن دوسری کتب میں مفصلاً مثلاً صحیح مسلم ابوداؤد نسائی بیہقی' مسند احمد' اور معانی الاثار طحاوی میں حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اقدس ﷺ نے انہیں عدت گزارنے کے لئے حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر رہنے کا حکم فرمایا تھا اور فرمایا تھا۔

﴿اِعْتَـدِّیْ فِـیْ بَیْـتِ ابْـنِ اُمِّ مَکْتُوْمٍ فَاِنَّهٗ رَجُلٌ اَعْمٰی' تَضَعِیْنَ

(۵۶) ضعیف ابی داؤد للالبانی صفحہ ۴۰۸ حدیث نمبر ۸۷۸-۴۱۱۲' ضعیف ترمذی:۲۹۴۰' مشکوۃ -۲/۹۳۴' ۳۱۱۲' ارواء الغلیل :۶-۱۸۰۶/۲-۲۱۰'۲۱۱' مسند احمد:۶/۲۹۶' المعجم المفہرس ۴/۳۸۹

(۵۷) للتفصیل ارواء الغلیل :۶/۱۸۳

ثِیَابَکِ (وَفِی رِوَایَۃٍ) فَاِنَّکِ اِذَا وَضَعْتِ خِمَارَکِ لَمْ یَرَکِ ﴾(۵۸)

"ابن ام مکتوم کے گھر میں عدت گزار لو کیونکہ وہ نابینا ہے تم چادر وغیرہ بھی اتار سکو گی۔ایک دوسری روایت میں ہے کہا اگر تم نے دوپٹہ اتار بھی دیا وہ تمہیں نہیں دیکھ سکے گا۔"

اسی طرح بعض معارض احادیث اور بھی ہیں مثلاً دیکھئے وہ حدیث کہ جس میں ہے کہ نبی اقدس ﷺ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حبشیوں کا کھیل دکھاتے ہیں۔(۵۹)

اور امام ابوداؤد نے اندھے شخص سے پردہ کرنے والے حکم کو نبی اقدس ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ خاص قرار دیا ہے اور ربطور ثبوت یہی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی حدیث ذکر فرمائی ہے۔(۶۰)

مسئلہ کی نوعیت:

سند کے اعتبار سے نابینا صحابی سے پردہ والی حدیث صحیح نہیں اور امام ابوداؤد کی نظر میں وہ امہات المومنین کے ساتھ خاص ہے۔

رہا عورتوں کے لئے نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم اور یہ مسئلہ تو نہ صرف سابق حدیث میں ذکر کی گئی احادیث کے عموم سے ثابت ہے بلکہ اس پر تو قرآن کریم کی سورہ نور کی آیت ۳۱ بھی دلیل قاطع ہے جس میں "قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِھِنَّ" کے الفاظ وارد ہوئے ہیں کہ

---

(۵۹) ارواء الغلیل ۶/ حدیث نمبر ۱۸۰۵

(۶۰) بحوالہ سابقہ از ضعیف ابی داؤد ایضاً۔(۵۸) مسند احمد ۲/ ۴۱۱، ۴۲۱، ۴۱۳، ۴۱۵، مسلم:۴/ ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۹، بیہقی:۷/ ۴۳۲، ارواء الغلیل:۶/ ۲۰۷، ۲۱۰

''اے نبی ﷺ! مومن عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں جھکا کر رکھیں تا کہ نگاہوں کی فتنہ سامانیوں سے محفوظ رہا جا سکے۔''

نگاہ کی فتنہ سامانیاں:

نگاہیں کیا کیا قباحتیں ڈھاتی ہیں اور ان کی ہلاکت آفرینیاں اور حدود کس قدر وسیع ہیں اس کا اندازہ علامہ ابن قیمؒ کی کتاب ''الجواب الکافی الداء والدواء'' سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے جس میں وہ لکھتے ہیں۔

﴿اِنَّ کُلَّ الْحَوَادِثِ مَبْدَؤُهَا مِنَ النَّظْرِ کَمَا اَنَّ مُعْظَمِ النَّارِ مَبْدَؤُهَا مِنْ مُسْتَصْغَرِ الشَّرَرِ تَکُوْنُ نَظْرَةٌ ثُمَّ خَطْرَةٌ ثُمَّ خُطْوَةٌ ثُمَّ خَطِیْئَةٌ﴾

''فحاشی سے متعلقہ تمام حادثات کی بنیاد نظر ہوتی ہے بالکل اسی طرح جس طرح کہ بہت بڑی آگ کے آلاؤ کی بنیاد ایک چھوٹی سی چنگاری ہوتی ہے پہلے نظر' پھر کھٹک' پھر اقدام' اور پھر گناہ۔''

اور آگے لکھتے ہیں۔

اسی لئے کہا گیا ہے کہ جس نے چار چیزوں کی حفاظت کر لی اس نے اپنا دین کو محفوظ کر لیا۔ ان میں سے پہلی لحظات ونظر' دوسری خطرات وکھٹک' تیسری لفظات وکلام' اور چوتھی خطوات واقدام ہے۔

اور آدمی کو چاہیے کہ ان چاروں دروازوں پر سخت پہرے بٹھائے رکھے کیونکہ انہی راستوں سے دشمن داخل ہوتا ہے اور تباہیاں مچاتا ہے اور آگے پھر ان چاروں دروازوں کے راستے وارد ہونے والے گناہوں کی تفصیل ذکر کی گئی ہے اور لحظات کے بارے میں لکھا ہے کہ نگاہیں شہوت کے قاصد و پیامبر ہوتی ہیں اور ان کی حفاظت ہی شرم گاہ کی حفاظت ہے۔ جس نے نظر کو آزاد چھوڑ دیا وہ اسے ہلاکت میں ڈال

دے گی۔

اور ایک جگہ لکھتے ہیں۔

﴿وَالنَّظُرُ اَصْلُ عَامَّةِ الْحَوَادِثِ الَّتِیْ تُصِیْبُ الْاِنْسَانَ فَاِنَّ النَّظْرَةُ تُوْلِدُ الْخَطْرَةَ ثُمَّ تُوْلِدُ الْخَطْرَةُ فِكْرَةَ ثُمَّ تُوْلِدُ الْفِكْرَةُ شَهْوَةٌ ثُمَّ تُوْلِدُ شَهْوَةٌ اِرَادَةٌ ثُمَّ تَقْوٰی فَتَصِیْرُ عَزِیْمَةٌ جَازِمَةٌ فَیَقَعَ الْفِعْلُ وَلَابُدَّ مَالَمْ یَمْنَعُ مِنْهُ الْمَانِعُ﴾

''انسان جن آفتوں میں مبتلا ہوتا ہے ان سب کی بنیاد نظر ہی ہے۔ نظر کھٹک کو پیدا کرتی ہے اور کھٹک فکر کو جنم دیتی ہے۔ فکر شہوت کو ابھارتی ہے اور شہوت ارادہ کو وجود میں لاتی ہے۔ ارادہ پختہ ہو کر عزیمت میں تبدیل ہوتا ہے۔ اور عزیمت میں پختگی کے نتیجہ میں لازماً فعل واقع ہو جاتا ہے۔ جس سے کوئی چارہ ہی نہیں رہ جاتا جب تک کہ کوئی امر مانع نہ ہو۔''

اور اسی لئے کہا گیا ہے:

﴿اَلصَّبْرُ عَلٰی غُضِّ الْبَصَرِ اَیْسَرُ مِنَ الصَّبْرِ عَلٰی اَلَمِ مَابَعْدُ﴾

''نگاہ نیچی رکھنا آسان ہے مگر بعد کی تکلیف پر صبر مشکل۔''

اسی لئے شاعر نے کہا۔

کُلُّ الْحَوَادِثِ مَبْدَأُهَا مِنَ النَّظْرِ
وَمُعْظَمُ النَّارِ مِنْ مُسْتَصْغَرِ الشَّرَرِ
کَمْ نَظْرَةً بَلَغَتْ فِیْ قَلْبِ صَاحِبِهَا
کَمَبْلَغِ السَّهْمِ بَیْنَ الْقَوْسِ وَالْوَتْرِ

''فحاشی سے متعلقہ تمام حادثات و واقعات کی بنیاد ''نظر'' ہے۔ جیسا کہ آگ کے آلاؤ کی بنیاد ایک شرر یا معمولی چنگاری ہوتی ہے۔ کتنی نگاہیں ایسی ہیں جو اس طرح دل پر لگتی ہیں جس طرح تیر کمان میں۔''

اور آگے علامہ ابن قیمؒ لکھتے ہیں۔

﴿وَمِنْ آفَاتِهٖ اَنَّهٗ يُوْرِثُ الْحَسَرَاتِ وَالزَّفْرَاتِ وَالْحَرَقَاتِ فَيَرَى الْعَبْدُ مَالَيْسَ قَادِرًا عَلَيْهِ وَلَا صَابِرًا عَنْهُ وَهٰذَا مِنْ اَعْظَمِ الْعَذَابِ اَنْ تَرَىٰ مَالَا صَبْرَ لَكَ عَنْهُ وَلَا عَنْ بَعْضِهٖ وَلَاقُدْرَةَ لَكَ عَلَيْهِ﴾

''نظر بازی کی آفت سامانیوں میں سے ہی یہ بھی ہے کہ یہ حسرتوں کو جنم دیتی ہے' لمبی اور گرم آہیں پیدا کرتی ہے۔اس کے نتیجہ میں آدمی وہ کچھ دیکھنے لگتا ہے جسکی اس میں قدرت نہیں ہوتی اور نہ ہی اس کے بغیر پھر یہ صبر کر سکتا ہے اور یہ کیفیت (جی چاہے مگر حاصل نہ ہو) بہت بڑا عذاب ہے کہ تم وہ دیکھو جس کے بغیر بلکہ اس کے بعض کے بغیر بھی تم صبر نہ کر سکو گے' اور پانے کی قدرت بھی نہ ہو۔''

قال الشاعر :

وَكُنْتَ مَتٰى اَرْسَلْتَ طَرْفَكَ رَائِدًا لِقَلْبِكَ يَوْمًا
اَتْعَبَتْكَ الْمَنَاظِرُ
رَاَيْتَ الَّذِيْ لَا كُلَّهٗ اَنْتَ قَادِرٌ عَلَيْهِ
وَلَا عَنْ بَعْضِهٖ اَنْتَ مُهَاجِرٌ
وَقَدْ قِيْلَ
اِنَّ حَبْسَ اللَّحْظَاتِ اَيْسَرُ مِنْ دَوَامِ الْحَسَرَاتِ

''اگر کبھی کسی دن تم نے اپنی نگاہ کو دل کی ایلچی بنا کر بھیج دیا تو سامنے والے مناظر تمہیں توڑ کر رکھ دیں گے۔تم وہ دیکھو گے کہ نہ اس سب کچھ کے اور نہ ہی اس کے بعض کے بغیر صبر کر سکو گے اور نہ اسے پا سکو گے اور البتہ تحقیق کہا گیا ہے کہ نگاہوں کو روک کر رکھنا دائمی حسرتوں کے عذاب میں مبتلا ہو جانے سے سہل تر ہے۔'' (۶۱)

(۶۱) الجواب الکافی ۱۳۴'۱۳۵

بلاضرورت گھر سے نہ نکلیں

اسلام نے اس سلسلہ میں بعض دوسری ہدایات بھی دی ہیں کہ اول تو عورت بلاوجہ گھر سے نہ نکلے اور صرف گھر کی چاردیواری کے اندر کی مملکت پر حکومت کرے۔

جیسا کہ سورہ احزاب میں ارشاد الٰہی ہے۔

﴿وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی﴾ (۶۲)

''اپنے گھروں میں ٹک کر رہو۔ اور سابق دور جاہلیت کی سی سج دھج نہ دکھاتی پھرو۔''

آواز میں لوچ نہ ہو

اگر باہر سے کوئی آئے' دروازہ بجائے' پردہ کے پیچھے سے کوئی بات پوچھے تو بات کرنے میں لوچ نہ ہو بلکہ سادہ آواز میں ضروری بات کا جواب دے دیں۔ آواز میں لوچ پیدا کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

جیسا کہ سورہ احزاب میں ارشاد ربانی ہے۔

﴿فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا﴾ (۶۳)

---

(۶۲) سورہ احزاب-۳۳

(۶۳) سورہ احزاب-۳۲

''(اگر تم اللہ سے ڈرنے والی ہو) تو دبی زبان سے بات نہ کیا کرو کہ دل کی خرابی کا مبتلا کوئی شخص لالچ میں نہ پڑ جائے بلکہ سیدھی بات کرو۔''

گویا بوقت ضرورت بول کر جواب تو دیں مگر آواز میں شیرینی و جاذبیت پیدا کرنے کا تصنع نہ کریں تاکہ مریض دلوں کے مالک لوگوں کے جنسی میلان میں تحریک پیدا نہ ہو۔

کیا عورت کی آواز ستر ہے؟

اور یہاں یہ بات پوری طرح ذہن نشین کر لیں کہ غیر محرم مرد سے گفتگو میں وہ عشوہ و ادا ہر گز نہیں کرنی چاہیے جو شوہر سے گفتگو میں ہوتی ہے۔ لگی لپٹی کی بجائے خشک و سادہ مگر مہذب لب و لہجہ ہونا ضروری ہے اور عورت کی آواز کو اگرچہ بعض فقہا و اھل علم نے ستر قرار دیا ہے۔ لیکن اکثر کی یہی رائے ہے کہ عورت کی آواز ستر نہیں ہے۔ بوقت ضرورت و حاجت وہ اجنبی سے بات کر سکتی ہے۔ لیکن اس میں ان آداب کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ ''صَوْتُ الْمَرْأۃُ عَوْرَۃٌ'' کا یہی صحیح مفہوم ہے کہ عورت کی آواز بھی ستر ہے لیکن بعض شرائط و آداب ملحوظ رکھتے ہوئے بوقت ضرورت صرف جائز و ضروری گفتگو کر سکتی ہے۔

پردے کا اہتمام

اگر ناچار کسی شرعی ضرورت کے تحت گھر سے نکلنا ہی پڑے تو با عزت و حشمت عورتوں کی طرح پردے کے آداب و حدود کا مکمل خیال رکھیں اور ساتر چادریں یا برقعہ وغیرہ اوڑھ کر نکلیں۔

جیسا کہ سورہ نور میں ارشاد الٰہی ہے۔

﴿وَ الْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ﴾ (۶۴)

''اور اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبان پر ڈال لیں۔''

یعنی چادر یا اوڑھنی سر پر لا کر چہرے اور سینے پر اس طرح ڈال لیں کہ انکے جسم کے نشیب وفراز اور مفاتن میں سے کوئی حصہ نظر نہ آئے اور پردے کے احکام اور دیگر تفصیلات ہم بیان کر چکے ہیں لہذا یہاں ان کے اعادے کی ضرورت نہیں۔

اظہار زینت کی ممانعت

اور ساتھ ہی یہ پابندی کر دی گئی ہے کہ جس طرح چہرے اور گلے کے زیورات وغیرہ کو دوسروں کی نظروں سے چھپانا ہے اسی طرح ہی پاؤں کے زیورات کی آواز کو بھی روکنا ہے۔ چنانچہ سورہ نور میں ہے۔

﴿ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ﴾ (۶۵)

''اور عورتیں اپنے پاؤں کو اس طرح زمین پر نہ ماریں کہ ان کی مخفی زینت جانی جائے۔''

اور یہ اس لئے کہ بعض عورتیں عموماً پاؤں میں مختلف زیورات پہنا کرتی ہیں اور بعض بنائے ہی اسی طرح جاتے ہیں کہ عورتیں جب انہیں پہن کر چلیں گی تو آواز پیدا ہوگی جیسے گھنگرو وغیرہ ہیں۔ ایسے زیورات کا پہننا ہی بالکل ممنوع ہے اور بعض زیورات خود بخود تو نہیں بجتے ھاں ایک دوسرے سے ٹکرا کر آواز دیتے ہیں۔ جیسے پازیب' ایسے زیورات کا استعمال تو جائز ہے لیکن شرط یہ ہے کہ پہننے والی باہر نکلے تو چلنے میں اتنی احتیاط برتے کہ یہ جھنکار یا کھنکار پیدا نہ کریں کہ سوئے فتنے بیدار ہوں اور جنسی میلان میں تحریک وتلاطم آئے تو گویا ہر وہ حرکت منع ہے جس سے شیطانی

---

(۶۴) سورہ نور: ۳۱

(۶۵) سورہ نور: ۳۱

جذبات بھڑکیں وہ حرکت پاؤں سے ہو یا چوڑیاں کھنکانے کے لئے ہاتھوں سے سب برابر ہے۔

اور زیورات وغیرہ کے سلسلے میں انہیں پردے میں چھپا کر رکھنا اور ان کی آواز تک پیدا نہ کرنا ضروری قرار دیا گیا ہے تو اس سے یہ بات بھی بآسانی سمجھی جاسکتی ہے کہ جن اعضاء میں یہ زیورات پہنے جاتے ہیں چہرہ' گردن' کلائیاں اور پنڈلیاں وغیرہ تو انہیں پردہ میں رکھنے کا حکم بالاولیٰ ہوگا اور ہے۔

خوشبو لگا کر نکلنے کی ممانعت

بوقت ضرورت و مجبوری گھر سے نکلنے کے آداب میں سے ہی یہ بات بھی ہے کہ عورت کوئی ایسی خوشبو لگا کے گھر سے نہ نکلے جس کی مہک پھوٹ کر دوسرے غیر مردوں تک پہنچے اور نہ ہی وہ زرق و برق یا بھڑکیلا کپڑا پہن کر نکلے۔ یہ امور گھر کے اندر جہاں اس کے صرف محرم رشتہ دار اور شوہر ہو وہاں تک جائز ہیں۔ باہر نکلنا ہو تو انتہائی سادگی سے اور خوشبو سے مکمل پرہیز کر کے نکلیں کیونکہ پھوٹنے والی اور پھیلنے والی خوشبو لگا کر غیر مردوں میں نکلنے والی عورت کے بارے میں نبی اقدس ﷺ نے بڑی وعید فرمائی ہے۔

چنانچہ سنن ابی داؤد' ترمذی' نسائی اور مسند احمد میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ثابت بن عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اقدس ﷺ نے فرمایا

﴿كُلُّ عَيْنٍ زَانِيَةٌ ، وَالْمَرْأَةُ اِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَهِيَ كَذَا وَكَذَا يَعْنِي زَانِيَةٌ﴾ (٦٦)

(٦٦) ابن کثیر ۳/ ۲۸۶' صحیح الجامع ۲/ ۴/ ۱۷۷' مشکوۃ: ۱۰۶۵

''ہر آنکھ زانیہ ہے' اور وہ عورت جو خوشبو لگا کر کسی مجلس کے پاس سے گزرتی ہے۔ وہ ایسی ایسی ہے یعنی زانیہ ہے۔''

اور تو اور خاص مسجد میں نماز کے لئے آنا ہو تب بھی نبی اقدس ﷺ نے خوشبو لگا کر آنے سے منع فرمایا ہے۔

بلکہ صحیح مسلم' ابن ماجہ' موطا امام مالک وغیرہ میں ہے کہ نماز کے لئے آؤ تو خوشبو اور بخور استعمال نہ کرو بالکل سادہ لباس میں آؤ۔ جو عورت خوشبو لگا کر آئے گی اس کی نماز نہ ہوگی۔ (٦٧)

اور یہاں یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ مردوں اور عورتوں کی خوشبو بھی الگ الگ ہے جس کی تفصیل ترمذی ونسائی اور شعب الایمان بیہقی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے' اور معجم طبرانی کبیر' الاحادیث المختارہ للضیاء اور شعب الایمان بیہقی میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

﴿وَطِيبُ الرِّجَالِ مَا ظَهَرَ رِيحُه' وَخَفِيَ لَوْنُه' وَطِيبُ النِّسَاءِ مَاظَهَرَ لَوْنُه' وَخَفِيَ رِيحُه'﴾ (٦٨)

''مردوں کی خوشبو وہ ہے جس کی مہک ہو مگر رنگ ظاہر نہ ہو۔ اور عورتوں کی خوشبو وہ ہے جس کا رنگ ظاہر ہو مگر مہک نہ پھوٹے۔''

صحیح مسلم وموطا کے الفاظ ہیں۔

﴿إِذَا شَهِدَتْ إِحْدَاكُنَّ الْمَسْجِدَ فَلَا تَمَسَّنَّ الطِّيبَ﴾ (٦٩)

''تم میں سے جب کوئی عورت مسجد میں آئے تو خوشبو لگا کر ہرگز نہ آئے۔''

ظاہر ہے کہ مہک سے خالی غازہ وپاؤڈر استعمال کیا گیا ہو تو وہ عورت اس وعید

(٦٧) مسلم باب خروج النساء الی المسجد' مؤطا باب خروج النساء الی المسجد' باب فتنۃ النساء

(٦٨) صحیح الجامع :٢/٤/١٥' مشکوۃ:٤٤٤٣

(٦٩) دیکھئے تخریج نمبر ٦٧

کے تحت نہیں آئے گی لیکن آج مہک سے خالی غازہ و پاؤڈر کا تلاش کرنا بھی تو ایک مسئلہ ہے البتہ جنہیں رضائے الٰہی مطلوب ہے ان کے لئے ایسی باتیں کوئی مسئلہ نہیں۔

بے حجاب میل جول یا اختلاط کی ممانعت

عام گزرگاہ سے اجتناب:

گھر سے نکلنے کے آداب میں سے اور ضرر رساں اختلاط و بے حجاب میل جول سے روکنے کی تدابیر میں سے ہی یہ بھی ہے کہ عورتیں عام گزرگاہ یا صدر راستہ سے گزرنے کی بجائے گلی بازار یا راستہ کے ایک کنارے پر رہتی ہوئی گزریں تاکہ مردوں کی ریل پیل میں اختلاط یا ٹڈ بھیڑ نہ ہونے پائے۔ زمین پر پاؤں مارنے کی ممانعت والی سورہ نور کی آیت سے بھی کنایتاً یہ بات معلوم ہوتی ہے جب کہ اس سلسلہ میں تو ابوداؤد و شعب الایمان بیہقی میں حضرت ابواسید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اقدس ﷺ مسجد سے باہر تشریف لائے تو دیکھا کہ راستہ میں مردوزن کے مابین ٹڈ بھیڑ اور اختلاط سا ہوگیا ہے تو آپ ﷺ نے عورتوں سے مخاطب ہوکر فرمایا۔

﴿اِسْتَاخِرْنَ فَاِنَّهٗ لَيْسَ لَكُنَّ اَنْ تَحْقُقْنَ الطَّرِيْقَ عَلَيْكُنَّ بِحَافَاتِ الطَّرِيْقِ﴾(۷۰)

"پیچھے ہٹ جاؤ، راستے کا وسط تمہارے لئے نہیں تمہیں ایک کنارے پر چلنا چاہیے۔"

حضرت ابواسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

﴿ فَكَانَتِ الْمَرْاَةُ تَلْتَصِقُ بِالْجِدَارِ حَتّٰى اَنَّ ثَوْبَهَا لَيَتَعَلَّقُ

(۷۰) صحیح ابی داؤد ۳/۹۸۹ حدیث: ۴۳۹۲، الصحیحہ ۲/۵۳۷، صحیح الجامع ۱/۱/۳۱۷ مشکوۃ: ۴۷۲۷

بِالْجِدَا مِنْ لُصُوقِهَا بِهِ ﴾(۷۱)

''عورتیں دیواروں کے ساتھ ساتھ چلتی تھیں۔حتی کہ دیواروں کے ساتھ چلنے کی وجہ سے انکے کپڑے دیواروں سے چمٹتے اور رگڑ کھاتے تھے۔''

ایسے ہی صحیح ابن حبان الکامل ابن عدی' شعب الایمان للبیہقی اور الفوائد المنتقاۃ للمخلص میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

﴿لَيْسَ لِلنِّسَاءِ وَسْطُ الطَّرِيْقِ ﴾(۷۲)

''عورتوں کے لئے چلنے کی جگہ راستے کا وسط نہیں۔''

مردوزن کے اختلاط اور دیگر برائیوں میں مبتلا ہونے سے بچانے کے لئے یہ بھی ایک تدبیر ہے۔

---

(۷۱) حوالہ جات سابقہ ایضا۔

(۷۲) مواردوالظمان زوائدابن حبان:۱۹۷۹' الصحیحہ ۸۵۶ ۵۳۶/۲ حسنہ

شوہر کے اعزاء واقارب (غیر محرم) سے پرہیز واجتناب

ہمارے پاک وہند سے متعلقہ لوگوں میں بالخصوص اور عام مسلم معاشرے میں بھی قدرے ایک عادت یا رواج پایا جاتا ہے۔ کہ عورت اپنے شوہر کے رشتہ داروں میں بے مہابا اور بے حجاب اٹھتی بیٹھتی اور ہنسی مذاق کرتی ہے۔ حالانکہ شریعت کی رو سے یہ بھی جائز نہیں۔ جو رشتہ دار غیر محرم ہے وہ بہر حال غیر محرم ہے۔ اس سے پردہ کرنا ہر عورت کے لئے ضروری ہے۔ وہ شوہر کا بھائی یا کوئی کزن ہو، عورت کے سسرالی گھر میں بھی اس کے شوہر کے علاوہ صرف اس کا سسر محرم ہے۔ باقی تمام مرد خواہ وہ شوہر کے چھوٹے بھائی یا دیور ہوں یا اس کے بڑے بھائی جنہیں جیٹھ کہا جاتا ہے۔ اور کزن وغیرہ تو پھر دور کے لوگ ہیں۔ سسر کے محرم ہونے کا ذکر تو سورہ نور کی آیت ۳۱ میں اَوْ آبَـــاءِ بُـعُـــوْلَتِهِـنَّ کے الفاظ میں موجود ہے کہ شوہر کے باپوں کے سامنے بھی اظہار زینت جائز ہے۔ اسی مناسبت سے یہاں محرم رشتہ داروں کی اور جن کے سامنے بے پردہ عورت آ جاسکتی ہے ان کی تفصیل صرف نام بنام بھی دیکھ لیں کہ ان میں اس آیت کی رو سے عورت کا

۱۔ شوہر ۲۔ باپ ۳۔ سسر
۴۔ بیٹے ۵۔ شوہر کے بیٹے (یعنی عورت کے سوتیلے بیٹے)
۶۔ بھائی ۷۔ بھتیجے ۸۔ بھانجے
۹۔ اپنی میل جول کی عورتیں
۱۰۔ ملک یمین یا غلام

۱۱۔زبردست اور شہوت سے خالی مرد
۱۲۔اور چھوٹا بچہ جو ابھی عورتوں کی پردہ کی باتوں کو نہ جانتا ہو (لتفصیل کتب تفسیر)
ان حضرات کے علاوہ عورت کسی کے سامنے بے پردہ نہ آئے اور مذاق کرنا' گپیں ہانکنا تو الگ رہے۔

شوہر کے سگے بھائی:

اب رہے شوہر کے سگے بھائی جن کے معاملہ میں سب سے زیادہ کوتاہی برتی جاتی ہے ان کے بارے میں ایک مرتبہ نبی اقدس ﷺ سے پوچھا گیا تھا تو آپ ﷺ نے اجتناب کی سخت تاکید فرمائی تھی چنانچہ صحیح بخاری و مسلم سنن ترمذی اور مسند احمد میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

﴿اِیَّاکُمْ وَالدُّخُوْلُ عَلَی النِّسَآءِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَ نْصَارِ اَفَرَأَیْتَ الْحَمْوَ ؟فَقَالَ اَلْحَمْوُ الْمَوْتُ ﴾ (۷۳)

''خبردار عورتوں کے پاس تنہائی میں نہ جاؤ۔'' انصار میں سے ایک آدمی نے دیور اور جیٹھ کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا'' وہ تو موت ہے۔''

لطیفہ:

دیور و جیٹھ کو موت کے ساتھ تشبیہ دے کر نبی اقدس ﷺ نے یہ عبارت واضح

(۷۳) بخاری: باب لا یخلون رجل بامراۃ الا ذو محرم' مسلم: باب تحریم الخلوۃ بالاجنبیۃ' صحیح الجامع: ۱/۲/۳۸۴' غایۃ المرام فی تخریج الحلال والحرام: ۱۸۰

فرمادی کہ قرابت داروں اور رشتہ دار غیر محرم زیادہ خطرناک ہیں بہ نسبت غیر رشتہ دار کے۔ کیونکہ رشتہ دار سے فتنہ کا خوف زیادہ ہے اور اس کا امکان بھی زیادہ ہے کیونکہ یہ تو بے دھڑک اٹھیں بیٹھیں اور ملیں گے لہٰذا اسلام نے ان کی بے حجاب اور تنہائی کی ملاقاتوں پر پابندی عائد کردی ہے۔

اور لطیفہ یہ ہے کہ قرآن نے سسر کو محرم شمار کیا ہے اور دیور و جیٹھ کو نبی اقدس ﷺ نے موت قرار دیا ہے۔ لیکن ہوتا یہ ہے کہ بعض عورتیں سسر سے گھونگٹ نکال کر پردہ کرتی ہیں اور دیور جیٹھ سے پردہ کی بجائے کھلا مذاق چلتا ہے۔

مرد وعورت کا خلوت میں ملنا:

شیطان مسلسل بنی آدم کو بہکانے میں لگا رہتا ہے۔ فتنہ وفساد پیدا کرنا اس کی فطرت ہے۔ لہٰذا جہاں اسکا داؤ چلتا ہے وہ اپنا کام دکھاتا ہے۔ مثلاً کہیں ایک مرد اور ایک عورت خلوت میں ملے ہیں تو یہ ان دونوں کے دلوں میں برائی کا جذبہ پیدا کرتا ہے اور یہ دونوں ایک دوسرے کی طرف فطری کشش کی بناء پر کھنچے چلے آئے بہت آسانی کے ساتھ شیطان کا نوالہ تر بن جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نبی اقدس ﷺ نے مرد وزن کی تنہائی میں ملنے کو منع کردیا ہے۔

چنانچہ سنن ترمذی میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ارشاد نبوی ہے۔

﴿ لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَاَةٍ اِلَّا كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ ﴾ (۷۴)

"جب کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے تو (انہیں بہکانے کے لئے)

(۷۴) مشکوۃ: ۲/ ۹۳۵

تیسرا شیطان آ جاتا ہے۔''

اور صحیح بخاری و مسلم سنن کبری و کتاب الآداب بیہقی، مسند احمد اور مسند ابی یعلی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

﴿ لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ وَلَا تُسَافِرَنَّ امْرَأَةٌ إِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ ﴾ (۷۵)

''کوئی عورت کسی غیر مرد سے تنہائی میں نہ ملے اور نہ کوئی عورت کسی محرم کی رفاقت کے بغیر سفر کرے۔''

اسی طرح صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ارشاد نبوی ﷺ ہے:

﴿ لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ ﴾ (۷۶)

اسی طرح اسلام نے شیطان کا راستہ ہی بند کر دیا کہ وہ جانبین کی شہوت کو ابھار کر انہیں فحاشی میں مبتلا کر سکے اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ شیطان لعین جب دیکھتا ہے کہ یہ دونوں تو میرے بہکاوے میں نہیں آئے اور انہوں نے حرام کا ارتکاب نہیں کیا تو کسی تیسرے کے پیچھے لگ جاتا ہے اور اسے جا کر کہتا ہے کہ دیکھو فلاں فلاں مرد و زن تخلیہ میں دونوں اس جگہ اکٹھے کیا کر رہے ہیں۔ اور یوں وہ کئی لوگوں کے دلوں میں سوئے ظن پیدا کر دیتا ہے اور اس بدظنی کے نتیجے میں ناکردہ گناہ پر بھی وہ دونوں بدنام ہو جاتے ہیں اور ان دونوں کے ماتھے پر کلنک کا یہ ٹیکہ شیطان کی بہت بڑی کامیابی ہے۔ اس لئے اسلام نے ایسی خلوت کی بے گناہ ملاقات کو بھی گناہ قرار دیا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ آج کی مہذب دنیا میں برائی کا ایک اہم سبب اس معاملہ میں لاپرواہی بھی ہے کہ دو مرد و زن انتہائی بیباکی و صاف دل سے ملتے ہیں مگر شیطان کے

---

(۷۵) مشکوۃ: ۳/۷۷ سوئے حرم: ۲۴

(۷۶) بحوالہ تربیۃ الاولاد فی الاسلام۔ عبداللہ ناصح علوان ۱/۱۹۴ طبع دارالسلام حلب شام

ساتھ لگ جانے سے باتوں باتوں میں وہ انہیں لے ڈوبتا ہے۔

جب شوہر گھر نہ ہوتو؟

مردوزن کی تخلیہ کی ملاقات کے انہی خوفناک نتائج کے پیشِ نظر نبی اقدس ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر کسی عورت کا شوہر گھر پر نہ ہو جہاد و تجارت وغیرہ کے کسی سفر پر ہو تو اس کے پاس اکیلے کوئی آدمی نہ جائے۔ اگر جانا ضروری ہو جائے تو اس کا کوئی محرم رشتہ دار ساتھ ہو یا پھر دو ایک آدمی ساتھ ہوں اور پردے کی پابندیوں کا لحاظ رکھتے ہوئے بات کی جائے۔

چنانچہ صحیح مسلم اور مسند احمد میں حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

﴿لَا يَدْخُلَنَّ رَجُلٌ بَعْدَ يَوْمِیْ هٰذَا عَلٰى مَغِيْبَةٍ اِلَّا وَمَعَهٗ رَجُلٌ اَوْ اِثْنَانِ﴾ (۷۷)

''کوئی شخص آج کے بعد کسی اکیلی عورت کے پاس نہ جائے۔ سوائے اس کے کہ اس کے ساتھ ایک یا دو مرد اور بھی ہوں۔''

اور تخلیہ میں کسی بھی عورت کے پاس نہ جانے کے بارے میں ہی صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿اَلَا لَا يَبِيْتَنَّ رَجُلٌ عِنْدَ امْرَاَةٍ ثَيِّبٍ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ نَاكِحًا اَوْ ذَا مَحْرَمٍ﴾ (۷۸)

---

(۷۷) صحیح الجامع: ۳/۲/۲۲۹

(۷۸) مشکوۃ: ۲/۹۳۱

''کسی بیوہ (اکیلی) عورت کے گھر میں کوئی مرد رات نہ گزارے۔ سوائے اس کے
کہ وہ اس سے نکاح کرے یا وہ اس کا محرم ہو۔''

اور تخلیہ کی ایسی ملاقاتوں کے ناجائز ہونے کی علت ایک دوسری حدیث میں بھی آئی ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

﴿فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَجْرِیْ مِنْ اَحَدِکُمْ مَجْرِ ی الدَّمِ.﴾(۷۹)

''تم میں سے شیطان اس طرح داخل ہوتا ہے۔ جس طرح جسم میں خون گردش کرتا ہے۔''

سنن ترمذی میں حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اقدس ﷺ سے استفسار کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا اس سلسلہ میں آپ ﷺ کا بھی یہی عالم ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

﴿ وَمِنِّیْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ اَعَانَنِیْ عَلَیْہِ فَاَسْلَمَ ﴾(۸۰)

''میرا بھی یہی حال ہے البتہ اللہ نے میری مدد فرمائی ہے اور میں اس سے بچا لیا گیا ہوں۔''

صحیح مسلم میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اقدس ﷺ نے فرمایا۔

﴿ مَا مِنْکُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ وُکِّلَ بِہٖ قَرِیْنُہٗ مِنَ الْجِنِّ وَقَرِیْنُہٗ مِنَ الْمَلٰئِکَۃِ قَالُوْا :وَاِیَّاکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ' قَالَ :وَاِیَّایَ وَلٰکِنَّ اللّٰہُ اَعَانَنِیْ عَلَیْہِ فَلَا یَاْمُرُنِیْ اِلَّا بِخَیْرٍ﴾(۸۱)

تم میں سے ہر کسی کے ساتھ ایک جن اور ایک فرشتہ لگا دیا گیا ہے۔'' صحابہؓ نے عرض

(۷۹) مشکوۃ:۱/۲۶

(۸۰) مشکوۃ:۲/۹۳۵

(۸۱) مشکوۃ:۱/۲۶

کیا'' یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپؐ کے ساتھ بھی؟'' آپ ﷺ نے فرمایا'' ہاں میرے ساتھ بھی۔ لیکن اللہ نے میری مدد فرمائی ہے اور میرا جن مجھے بھلائی کے سوا کوئی حکم نہیں دیتا''۔

سوئے ظنی اور شیطان

سوئے ظن پیدا کرنا چونکہ شیطان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے اس لئے عوام الناس اور خواص تو کجا خود نبی اکرم ﷺ نے اپنی ذات بابرکت کے بارے میں شیطان کے لئے واسطہ محسوس کیا تو اسے خاک آلود کرنے کے لئے فوراً وضاحت فرمادی جیسا کہ کتب حدیث میں آپ ﷺ کا واقعہ مذکور ہے۔

صحیح بخاری و مسلم میں ام المؤمنین حضرت صفیہ بنت حی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتی ہیں:

﴿كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مُعْتَكِفًا فَاَتَيْتُه' اَزُوْرُه' لَيْلًا فَحَدَّثْتُه' ثُمَّ قُمْتُ لِاَ نْقَلِبَ فَقَامَ مَعِيَ لِيَقْلِبَنِيْ فَمَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْاَنْصَارِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا فَلَمَّا رَاءَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اَسْرَعَا فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رِسْلِكُمَا اِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ' فَقَالَا سُبْحَانَ اللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِىْ مِنْ اِبْنِ آدَمَ مَاجْرَى الدَّمِ وَاِنِّىْ خَشِيْتُ اَنْ يَقْذِفَ فِىْ قُلُوْبِكُمَا شَرًّا اَوْقَالَ شَيْئًا﴾ (۸۲)

(۸۲) بخاری مع الفتح ۴/۲۷۸' مسلم ۲۱۷۵' ریاض الصالحین بتحقیق الارناؤوط: ۶۸۷' ۶۸۸

نبی ﷺ اعتکاف بیٹھے ہوئے تھے۔ میں ایک رات آپ ﷺ کی زیارت کے لئے آئی، بات چیت کی اور جانے کے لئے اٹھی تو آپ ﷺ مجھے الوداع کرنے باہر تک آئے۔ اسی اثنا میں انصار کے دو آدمی وہاں سے گزرے۔ جب انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا تو جلدی نکل گئے۔ آپ ﷺ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا ''ٹھہریئے، سنیئے، یہ (صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بنت حی ہے۔'' انہوں نے کہا'' سبحان اللہ اے اللہ کے رسول ﷺ! (کیا ہم آپ ﷺ پر شک کریں گے)'' تو آپ ﷺ نے فرمایا'' شیطان آدمی کے جسم میں یوں چلتا ہے جس طرح اس کی رگوں میں خون گردش کرتا ہے۔ اور مجھے یہ خدشہ لاحق ہوا کہ وہ کہیں تمہارے دل میں برا وہم نہ ڈال دے۔''

ان احادیث سے بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ اسلام یہ چاہتا ہے کہ لوگوں میں آزادانہ میل جول ایسا نہ ہو کہ غیر محرم مرد وزن کھلم کھلا ملیں اور شیطان کے ہاتھوں کھلونا بن کر فحاشی میں مبتلا ہوں۔ لہٰذا محض انسانوں کے بھلے کے لئے یہ پابندی عائد کر دی گئی ہے۔

مغرب زدہ لوگ:

بعض مغرب زدہ لوگ یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ عدم اعتماد یا اپنے بال بچوں اور بہن بھائیوں پر بداعتمادی کے مترادف ہے۔ حالانکہ ایسا ہرگز نہیں یہ محض ان لوگوں کا فریب ہے۔ وہ تو آپ خود فریبی میں مبتلا ہیں اور دوسرے لوگوں کو بھی فریب دیتے ہیں۔ بال بچوں اور بہن بھائیوں کو فحاشی کے دروازوں سے بچانے کے لئے انہیں اسلامی احکام کی پابندی کی تعلیم دینا اور اسلامی آداب کو اپنانے اور ان پر کاربند رہنے کا مطالبہ کرنا بداعتمادی نہیں بلکہ سراسر خلوص واپنائیت کا ثبوت ہے کہ وہ گناہ کی زندگی میں مبتلا ہو کر دین ودنیا دونوں برباد نہ کر بیٹھیں۔ ان لوگوں کے اس فریب میں اگر ذرا بھی حقیقت ہوتی تو اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کی بیٹیوں اور بیویوں اور عام مسلمان عورتوں کے لئے پردے کے احکام نازل نہ فرماتا۔ نبی اقدس ﷺ پردے کا حکم نہ دیتے کیونکہ

اگر اعتماد کی بات ہو تو سب سے زیادہ قابل اعتماد تو وہ مقدس خواتین تھیں جو نبی اکرم ﷺ کے گھر تھیں یا آپ ﷺ کے دور میں تھیں اور مومن تھیں۔ اس قرابت رسول او رصحابیت کے درجہ کے باوجود ان خواتین سے پردے کے احکام میں کسی قسم کی کوئی تخفیف یا لاپرواہی ثابت نہیں۔

''بس دل صاف ہو''؟

بعض خواتین کہہ دیتی ہیں کہ ''مخلوط سوسائٹی میں کیا حرج ہے اس پردے اور برقعے کی کیا ضرورت ہے اور بس دل صاف ہونا چاہیے''

مغربی فیشنوں کی دل دادہ ان خواتین سے پوچھا جائے کہ بھلا آج تمہارے دل نبی اقدس ﷺ کی ازواج مطہرات سے زیادہ صاف ہیں؟ یا تمہارے دلوں کی صفائی نبی اقدس ﷺ کی لخت جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دل کی صفائی سے بڑھی ہوئی ہے؟ یا آج کی بیگمات صحابیات سے زیادہ پاکباز و پاک دل ہیں؟ کچھ بھی تو نسبت نہیں۔ پھر بھی ان تقدس مآب خواتین نے اختلاط سے اجتناب کیا۔ پردے کی پابندیوں کو خوش دلی سے قبول کیا۔ دنیا میں بھی عزت واحترام سمیٹے اور آخرت میں بھی درجات پائے۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡهُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡهُ ذٰلِکَ لِمَنۡ خَشِیَ رَبَّہٗ.

مخلوط تعلیم

کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ انہیں غیر محرم مرد وزن کے اختلاط سے روکنے کے لئے اسلامی احکام بتائیں تو وہ اپنے فکر ونظر کے دروازے وا کر دیتے ہیں اور ایسے دلائل دینا شروع ہو جاتے ہیں جن سے ثابت کر دیں کہ اس اختلاط یا میل جول میں کوئی قباحت وحرج نہیں۔ اس طرح یہ ہوتا ہے اور وہ ہوتا ہے اور ان کی تان یہاں آ ٹوٹتی

ہے کہ سکولوں کالجوں اور یونیورسٹیوں میں مخلوط تعلیم ہوتی ہے تو اس سے یہ ہوتا ہے کہ ان کی طبائع کی تہذیب ہو جاتی ہے، شعور میں پختگی آتی ہے اور جنسی معاملات میں ان کی سوچ کم سے کم رہ جاتی ہے۔ حالانکہ یہ باتیں اتنے کھلے ہوئے جھوٹ ہیں کہ ان کے جھوٹ ہونے میں شک کرنا بھی ضعف ایمان کی نشانی ہے کیونکہ اختلاط و بے پردگی فیشن کے اس دور میں مخلوط سوسائٹی اور مخلوط تعلیم جو رنگ دکھا رہی ہے وہ کسی سے کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں رہ گئی۔ آنکھوں دیکھی، کانوں سنی باتیں تو بہت محدود ہوتی ہیں۔ ایک نظر ذرا روزنامہ اور ہفتہ وار خبارات پر ڈال کر دیکھ لیں کہ اس اختلاط و بے پردگی کے کیا کیا بھیانک نتائج سامنے آرہے ہیں۔ کس طرح عفت دریاں ہو رہی ہیں اور کیا کیا حوادث وواقعات رونما ہو رہے ہیں۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ یہ لوگ آخر بالکل بنیادی باتوں کا ادراک وشعور کیوں نہیں رکھتے، بڑی بڑی باتیں کرنے تقریریں جھاڑنے والے اس کا کیا جواب دیتے ہیں کہ جب کسی کو ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر میں پھینک دیا جائے اور کہا جائے کہ دیکھو کپڑے نہیں بھیگنے چاہئیں تو کیسے ممکن ہے کہ وہ کپڑوں کو بھیگنے سے بچالے گا؟ اور جب کسی کو بھڑکتی ہوئی آگ میں پھینکیں اور کہیں کہ اپنا خیال رکھنا کہیں جل نہ جانا، بھلا بتائیے تو کہ وہ جلنے سے کیسے بچ سکتا ہے؟ یہ کیسے صحیح ہے کہ آگ پر پٹرول چھڑک کر یہ بھی یقین کر لیا جائے کہ شعلہ نہیں ابھرے گا۔

بالکل اسی طرح جب ہم نوجوان بچوں اور بچیوں کو جنسیات کے موجیں مارتے ہوئے اس سمندر میں خود اپنے ہاتھوں سے دھکیلیں گے تو پھر یہ مطالبہ کیسے صحیح ہوسکتا ہے کہ وہ برائی میں مبتلا نہ ہوگا یا یہ عفت وشرف کا تحفظ کر پائے گی۔ ایسی امتحان میں ان ناپختہ ذہنوں کو آزمانا اور وہ بھی اس ماحول میں بھی یہ حماقت نہیں تو اور کیا ہے؟

ایسی ہی لایعنی دلیلوں اور خود فریبیوں کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے کہ آج ہر طرف فحاشی کا دور دورہ ہے۔ دراصل یہ نتیجہ ہے اختلاط کا اور پردہ سے متعلقہ اسلامی احکام وآداب سے بغاوت کا شب وروز اختلاط و بے پردگی دن کے وقت دفتروں اور

فیکٹریوں میں کھلے عام میل جول' راتوں کو دعوتوں اور پارٹیوں میں شراب وشباب کا طوفان بدتمیزی اور روزمرہ زندگی کے شب وروز ہی عریانی اور فیشن کے بحر فسق وفجور میں ڈوبے جارہے ہیں اور ان کی فلاح ونجات کا صرف ایک ہی حل ہے کہ عام لوگ نہیں تو کم از کم مسلمان خواتین وحضرات خود اسلامی احکام وآداب کو اختیار کریں۔ اپنے متعلقہ لوگوں اور بیوی بچوں پر انہیں حکمت ودانائی سے نافذ کریں تاکہ وہ اس جہیم جنس سے بچ سکیں۔ مغربی تہذیب اور فیشن ہمارے لئے کیسے اچھے ہو سکتے ہیں جو کہ خود اہل مغرب کے لئے اچھے ثابت نہیں ہوئے۔ اب مغربی مفکر خود چلا رہے ہیں کہ مرد وزن کو مادر پدر آزاد کر کے انہوں نے پانا تو کیا تھا صرف کھویا ہی کھویا ہے۔

مخلوط سوسائٹی اور مغربی لوگ:

اختلاط وبے پردگی فحاشی پھیلانے اور عفت وعصمت کو داغ دار کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔

اس سلسلہ میں زیادہ تفصیلات کے تذکرہ سے قطع نظر دو ایک باتیں ہم مغربی ممالک کے لوگوں کی زبانی ذکر کر دیتے ہیں جن سے مخلوط تعلیم اور مخلوط سوسائٹی یا بے پردہ معاشرے کے اصلیت وحقیقت سامنے آجائے۔

پہلی شہادت:

''عورتوں کی تعلیمی دقت'' کے زیرعنوان ایک مغربی خاتون مسز ڈون نے ایک تفصیلی مضمون لکھا جس کا اینڈ (end) ان الفاظ پر کیا کہ:

"آخر میں یہ امر قابل توجہ ہے کہ مخلوط طریقہ تعلیم میں اگرچہ دعویٰ کتنا بھی کیا جائے' ان جذباتی دقتوں کا ازالہ نہیں ہوتا جو نوجوانوں میں صنفی شعور کے آغاز سے ہی پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور بعض طبائع کے لئے مطالعہ میں کامل انہاک کی راہ میں حقیقی

رکاوٹیں پیدا کرتی ہیں، جو چودہ اور اٹھارہ برس کی درمیانی مدت (عمر) میں ناگزیر ہیں۔ نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے مابین روزمرہ کے اختلاط کے نتیجہ کے طور پر نہ صرف جذباتی تعلقات پیدا ہو سکتے ہیں، بلکہ مطالعہ اور ضبط زندگی کے لئے اور بھی زیادہ، لیکن تباہ کن بات یہ ہے کہ بعض اوقات شاگرد استادوں سے جذباتی وابستگی پیدا کر لیتے ہیں۔" (۸۳)

دوسری شہادت:

جن ممالک میں مخلوط تعلیم عام ہے انہوں نے طویل عرصہ کے دوران جو تجربات کیے اور جو رپورٹس تیار کی ہیں وہ ہوش ربا بھی ہیں اور باعث عبرت بھی۔ چنانچہ امریکہ کے ایک جج مسٹر لنڈ سے وہاں سکولوں کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"ہائی سکولوں کی کم عمر چار سو چھانوے لڑکیوں نے خود مجھ سے اقرار کیا کہ ان کو لڑکوں سے صنفی تعلقات کا تجربہ ہو چکا ہے۔" (۸۴)

تیسری شہادت:

اسی جج مسٹر لنڈ سے نے ہی لکھا ہے۔

"اندازہ ہے کہ ہائی سکول کی کم از کم ۴۵ فیصد لڑکیاں مدرسہ چھوڑنے سے پہلے خراب ہو چکی ہیں۔" (۸۵)

﴿اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ﴾

---

(۸۳) "ندائے حرم" جمادی الاولیٰ ۱۳۶۹ھ بحوالہ اسلام کا نظام عفت و عصمت مولانا فخر ظفر الدین

(۸۴) "پردہ" مولانا مودودی صفحہ اے طبع لاہور طبع دارالاشاعت کراچی ۲۰۹، ۲۱۰

(۸۵) بحوالہ بالا ایضا

مقامات عبادت

اسی طوفان بلاخیز سے بچانے کے لئے اسلام نے تعلیمی ادارے ہوں یا کام کے مواقع اور کام کاج یا تعلیم تو دور کی بات ہے اسلام نے تو خاص ''مقامات عبادت'' مساجد میں بھی اختلاط کو جائز نہیں قرار دیا ہے۔ ۔اور وہ یوں کہ نماز جمعہ او رنماز باجماعت کی کس قدر اہمیت ہے یہ جملہ اہل اسلام بخوبی جانتے ہیں کہ جمعہ تو خود اللہ تعالی نے فرض قرار دیا ہے۔ چنانچہ سورہ جمعہ میں ارشاد الٰہی ہے۔

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَالِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴾ (۸۶)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب پکارا جائے نماز کے لئے جمعہ کے دن تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو۔''

اور نبی اقدس ﷺ نے بھی اسے ہر مسلمان پر فرض وواجب ہی قرار دیا ہے لیکن بعض دیگر معذور اصناف کے ساتھ ہی عورت کو بھی اس کے وجوب سے مستثنیٰ کر دیا ہے تا کہ ان کی گھریلو مصروفیات اور بال بچوں کی ذمہ داریوں کے علاوہ اختلاط کو روکا جائے اور پردے میں رہنے کے امکان کو زیادہ سے زیادہ کیا جائے۔ چنانچہ ابوداؤد ومستدرک حاکم' دارقطنی وبیہقی او رالاحادیث المختارہ للضیاء المقدسی

میں حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ارشاد نبوی ہے:

﴿اَلْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلٰی كُلِّ مُسْلِمٍ فِیْ جَمَاعَةٍ اِلَّا اَرْبَعَةً عَبْدًا مَّمْلُوْكًا اَوْ اِمْرَاَةً اَوْ صَبِيًّا اَوْ مَرِيْضًا﴾(۸۷)

''نمازِ جمعہ ہر مسلمان پر حق وواجب ہے کہ با جماعت ادا کریں سوائے چار قسم کے لوگوں کے: مملوک غلام، عورت، نابالغ بچہ اور بیمار۔''

اسی طرح معجم طبرانی کبیر سنن کبری بیہقی اور مسند احمد میں حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

﴿اَلْجُمُعَةُ وَاجِبَةٌ اِلَّا عَلٰی اِمْرَاَةٍ اَوْ صَبِيٍّ اَوْ مَرِيْضٍ اَوْ عَبْدٍ﴾ (۸۸)

''جمعہ واجب ہے سوائے چار قسم کے لوگوں کے: عورت، بچہ، بیمار، غلام وکنیز۔''

اتنی اہم ہفت روزہ عبادت اور وعظ وتبلیغ کا موقع ہونے کے باوجود عورت کو اسکے وجوب سے الگ کر دیا گیا ہے۔ تاکہ اسے چار وناچار ہر مشکل میں نہیں بلکہ حسب موقع عمل کرنے کی گنجائش دی جائے۔

نماز باجماعت

نماز باجماعت کی بھی اسلام میں بہت اہمیت ہے اور نبی اقدس ﷺ نے اس کی سخت تاکید بھی فرمائی ہے حتیٰ کہ ابوداؤد، ابن ماجہ، صحیح ابن حبان اور مستدرک حاکم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

﴿مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ يَاْتِهِ فَلَا صَلٰوةَ لَهٗ اِلَّا مِنْ عُذْرٍ﴾(۸۹)

''جو اذان سن کر مسجد میں نہ آئے اس کی کوئی نماز نہیں اِلّا یہ کہ اسے کوئی عذر ہو۔''

---

(۸۷) صحیح ابی داؤد: ۹۷۸، الارواء الغلیل ۵۸۵، صحیح الجامع ۲/۳/۸۴، مشکوۃ: ۱۳۷۷

(۸۸) صحیح ابی داؤد: ۹۷۸، الارواء الغلیل ۵۸۵، صحیح الجامع ۲/۳/۸۴، مشکوۃ: ۱۳۷۷

(۸۹) صحیح ابی داؤد: ۵۶۰، صحیح الجامع ۳/۵/۳۰۳، الارواء: ۵۴۴

اسی طرح کی اور بھی احادیث ہیں ہم یہاں صرف اس ایک حدیث پر ہی اکتفاء کرتے ہیں۔(۹۰)

جب کہ جماعت کی اس اہمیت اور فضیلت کے باوجود عورت کو جماعت کے وجوب سے الگ کیا گیا ہے حتیٰ کہ نماز پنجگانہ کی جماعت کے لئے ان کی حاضری کو ان کے مطالبے کے ساتھ جوڑا گیا ہے کہ اگر وہ مسجد میں جا کر نماز باجماعت پڑھنا چاہیں تو انہیں روکو نہیں۔ اور ساتھ ہی فرمادیا کہ ویسے ان کی نمازیں ان کے گھر میں ہی بہتر ہیں۔

چنانچہ ابوداؤد، صحیح ابن خزیمہ، معجم طبرانی کبیر، مستدرک حاکم اور مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ارشاد نبوی ہے:

﴿لَا تَمْنَعُوْا نِسَاءَ كُمُ الْمَسَاجِدَ وَبُيُوْتُهُنَّ خَيْرٌ لَّهُنَّ﴾(۹۱)

''عورتوں کو مسجدوں سے نہ روکو اگرچہ ان کے گھر ان کے لئے بہتر ہیں۔''

۲۔ صحیح بخاری و مسلم، ابوداؤد اور مسند احمد میں حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

﴿لَا تَمْنَعُوْا اِمَآءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ﴾(۹۲)

''اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مساجد میں جانے سے مت روکو۔''

۳۔ اور صحیح بخاری و ابن ماجہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

---

(۹۰) نوٹ: ''وجوب جماعت کے دلائل'' اور نماز کے دیگر تمام احکام و مسائل اور متعلقات نماز، پر الشیخ مولانا محمد قمر حفظہ اللہ کی کتاب ''فقہ الصلاۃ'' کتاب ہے فقہ الصلاۃ جلد اول و دوم کو مکتبہ کتاب و سنت ریحان چیمہ ضلع سیالکوٹ پاکستان نے بہت خوبصورت انداز میں شائع کر دیا ہے اور جلد سوم و چہارم زیر طبع ہیں (غلام مصطفیٰ فاروق)

(۹۱) صحیح ابی داؤد: ۵۷۶، صحیح الجامع: ۳/۶/۱۸۴، الارواء: ۵۰۸

(۹۲) صحیح ابی داؤد: ۵۷۵، صحیح الجامع: ۳/۲/۱۸۳، الارواء: ۵۰۸

﴿لا تَمْنَعُوْا اِمَآءَ اللّٰهِ اَنْ يُصَلِّيْنَ فِي الْمَسَاجِدِ﴾ (۹۳)

''اللہ کی بندیوں کو مساجد میں نماز کے لئے جانے سے منع نہ کرو۔''

۴۔ جب کہ صحیح مسلم' تاریخ امام بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ارشاد نبوی ﷺ کے الفاظ ہیں۔

﴿لا تَمْنَعُوا النِّسَآءَ حَظُوْظَهُنَّ مِنَ الْمَسَاجِدِ اِذَا اسْتَاْذَنَتْكُمْ﴾ (۹۴)

''عورتوں کو ان کے مساجد جانے اور اپنا نصیب حاصل کرنے سے نہ روکو جب کہ وہ تم سے اجازت لے کر جائیں۔''

۵۔ ابوداؤد و مسند احمد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

﴿لا تَمْنَعُوْا اِمَآءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ وَلٰكِنْ يَخْرُجْنَ وَهُنَّ تَفِلاتٌ﴾ (۹۵)

''عورتوں کو مساجد سے نہ روکو البتہ وہ اس طرح نکلیں کہ ان پر سادگی طاری ہو۔''

۶۔ اسی طرح مسلم ابوداؤد اور نسائی میں حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

﴿اَيُّمَا امْرَاَةٍ اَصَابَتْ بُخُوْرًا فَلا تَشْهَدَنَّ مَعَنَا الْعِشَآءَ الْاٰخِرَةَ﴾ (۹۶)

'' جو عورت بخور (خوشبو) لگالے وہ نماز عشاء میں ہمارے ساتھ مسجد میں نہ آئے۔''

---

(۹۳) المنتقی مع النیل ۲/۴/۱۱: غایۃ المرام تخریج الحلال والحرام: ۲۰۲' حوالہ جات بالا

(۹۴) صحیح الجامع: ۳/۶/۱۸۳

(۹۵) صحیح ابی داؤد: ۵۲۹' صحیح الجامع ۳/۶/۱۸۳' المنتقی مع النیل ۲/۴/۱۱ طبع الریاض

(۹۶) المنتقی مع النیل ۲/۴/۱۲ طبع الریاض

۷۔ صحیح مسلم میں حضرت زینب زوجہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

﴿اِذَا شَهِدَتْ اِحْدَاكُنَّ الْمَسَاجِدَ فَلَا تَمَسَّنَّ طِيْبًا﴾ (۹۷)

’’تم میں سے جب کوئی عورت مسجد کے لئے نکلے تو خوشبو ہرگز نہ لگائے۔‘‘

ان ذکر کی گئی ساتوں احادیث کے الفاظ غور کرکے دیکھ لیں ان میں سے ہر کسی سے یہ بات مترشح ہورہی ہے کہ عورت اگر مسجد میں باجماعت نماز کی اجازت مانگے تو اسے اجازت دے دو لیکن اس کا گھر میں نماز ادا کرنا اس کے لئے بہتر ہے اور اگر وہ مسجد میں جائے تو پھر اس کے لئے ضروری ہے کہ چمک ودمک والے لباس وزیورات اور خوشبوؤں سے کامل پرہیز کرکے بالکل سادہ وضع قطع اور عام سے لباس میں جائے۔ اندازہ فرمائیں کہ بازاروں‘ گلیوں سمندری کناروں باغیچوں اور کلبوں وغیرہ میں بن ٹھن کر اور بے پردہ ہوکر جانا تو دور کی بات ہے اسلام
نے تو اوقات نماز اور خاص مساجد میں بھی عورت سے اختلاط وبے پردگی میں مکمل اجتناب کا مطالبہ کیا ہے تاکہ عورت کی عفت وعصمت پر حرف نہ آنے پائے۔

عورتوں کی افضل صف

مسجدوں میں جانے کی صورت میں سادگی کے اہتمام کے ساتھ ہی یہ تعلیم بھی دے دی کہ عورتوں کی صفیں اگرچہ مردوں کی صفوں سے الگ اور پیچھے ہوں گی اس کے باوجود عورتوں کی وہ صفیں سب سے بہتر ہوں گی جو مردوں سے دورتر ہیں۔ چنانچہ صحیح مسلم اور سنن اربعہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

(۹۷) النیل: ۲/۴/۱۱

﴿ خَيْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ اَوَّلُهَا وَشَرُّهَا آخِرُهَا وَخَيْرُ صُفُوْفِ النِّسَاءِ آخِرُهَا وَشَرُّهَا اَوَّلُهَا ﴾ (۹۸)

''مردوں کی بہترین صفیں آگے والی اور بدترین صفیں پیچھے والی ہوتی ہیں جب کہ عورتوں کی بہترین صفیں پیچھے والی اور بدترین آگے والی ہوتی ہیں۔''

اور اسی طرح صحیح بخاری میں بھی عورت کی صف کا انداز یہ آیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں۔

﴿ صَلَّيْتُ اَنَا وَالْيَتِيْمُ فِيْ بَيْتِنَا خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَاُمِّيْ خَلْفَنَا ' اُمُّ سُلَيْمٍ ﴾ (۹۹)

''میں نے اور یتیم نے اپنے گھر میں نبی اکرم ﷺ کے پیچھے نماز ادا کی جب کہ میری ماں ام سلیم ہمارے پیچھے تھیں۔''

غالباً یہی واقعہ صحیحین اور ابن ماجہ کے سوا سنن اربعہ میں بھی وارد ہوا ہے جس میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری دادی نے نبی اقدس ﷺ کی دعوت کی آپ ﷺ تشریف لائے اور کھانے سے فارغ ہو چکے تو فرمایا:

﴿ قُوْمُوْا فَلِاُصَلِّيْ لَكُمْ فَقَامَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَقُمْتُ اَنَا وَالْيَتِيْمُ وَرَاءَ ه' وَقَامَتِ الْعُجُوْزُ وَرَاءَ نَا فَصَلّٰى لَنَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ ﴾ (۱۰۰)

''اٹھو' میں تمہیں جماعت کرواؤں تو میں اٹھا اور ایک چٹائی دھو کر لایا جو کہ کثرتِ استعمال سے کالی ہو چکی تھی: نبی ﷺ اس پر کھڑے ہوئے۔ میں اور یتیم آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو گئے پیچھے کھڑے ہو گئے اور بوڑھی اماں ہمارے پیچھے کھڑی ہو گئیں۔ آپ ﷺ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں اور تشریف لے

(۹۸) المنتقی مع النیل ۲/۴/۶۱

(۹۹) بحوالہ بالا

(۱۰۰) ایضاً

گئے۔"

ان سب احادیث میں عورت کی صف مردوں سے دور بنائی گئی اور اس دور تر کو ہی افضل قرار دیا گیا۔ کیونکہ یہ اختلاط سے دور تر ہوتی ہے۔

ان سب آداب وتعلیمات کے ساتھ ہی یہ بات بھی ذہن میں رکھیں کہ نبی اقدس ﷺ کی مسجد "مسجدِ نبوی" میں عورتوں کی آمد ورفت کے لئے مستقل دروازہ تھا جیسا کہ آج کل بھی عموماً ہوتا ہے۔ اور نبی اقدس ﷺ سلام پھیر کر تھوڑا سا رکتے تھے تا کہ لوگ بھی رکیں اور اتنے میں عورتیں اٹھ کر چلی جائیں اور راستے میں بھی اختلاط نہ ہونے پائے۔

عورتوں کے لئے افضل مقام نماز

اور کتب حدیث کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ نبی اقدس ﷺ نے عورتوں کی مساجد میں بکثرت حاضری اور خصوصاً اندھیرے کی نمازوں میں ان کی آمد کی حوصلہ افزائی نہیں کی۔ جب کہ مردوں کو اندھیرے میں نمازوں کے لئے چل کر مسجد میں آنے کی ترغیب دلائی ہے۔ اور جن احادیث سے عورتوں کی عدم حوصلہ افزائی کا پتہ چلتا ہے۔ ان میں سے ایک مسند احمد، ابی یعلی اور معجم طبرانی کبیر میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مرفوعاً مروی ہے۔ جس میں ہے:

﴿خَيْرُ مَسَاجِدِ النِّسَآءِ قَعْرُ بُيُوْتِهِنَّ﴾ (۱۰۱)

''عورتوں کی بہترین جانماز ان کے گھروں کی کوٹھڑیاں ہیں۔''

اس کی سند میں ابن لہیعہ متکلم فیہ راوی ہے لیکن اس کی تائید کئی دوسری احادیث سے بھی ہوتی ہے جن میں سے ایک تو ذکر کی جا چکی ہے جس میں ہے۔

﴿ وَبُيُوْتُهُنَّ خَيْرٌ لَّهُنَّ ﴾ (۱۰۲)

''اگر چہ انکے گھر ان کے لئے بہتر ہیں۔''

اسی طرح ابوداؤد میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے۔

﴿صَلٰوةُ الْمَرْأَةِ فِيْ بَيْتِهَا اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِهَا فِيْ حُجْرَتِهَا صَلٰوتُهَا فِيْ مِخْدَعِهَا اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِهَا فِيْ بَيْتِهَا﴾ (۱۰۲)

''عورت کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا (مسجد میں) اس کے حجرے میں نماز پڑھنے سے بہتر

(۱۰۱) المنتقی مع النیل ۲/۴/۱۲

(۱۰۲) وقدمر

ہے۔اور اس کا کوٹھڑی میں نماز پڑھنا گھر (کے عام کمروں) میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔''

اور مسند احمد وطبرانی میں حضرت ام حمید ساعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اقدس ﷺ نے فرمایا:

﴿ صَلٰوتُکِ فِیْ بَیْتِکِ خَیْرٌ لَّکِ مِنْ صَلٰوتِکِ فِیْ حُجْرَتِکِ وَصَلٰوتُکِ فِیْ حُجْرَتِکِ خَیْرٌ لَّکِ مِنْ صَلٰوتِکِ فِیْ دَارِکِ وَصَلٰوتُکِ فِیْ دَارِکِ خَیْرٌ لَّکِ مِنْ صَلٰوتِکِ فِیْ مَسْجِدِ قَوْمِکِ وَصَلٰوتُکِ فِیْ مَسْجِدِ قَوْمِکِ خَیْرٌ لَّکِ مِنْ صَلٰوتِکِ فِیْ مَسْجِدِ الْجَمَاعَةِ ﴾ (۱۰۳)

''تمہاری نماز اپنے گھر' تمہارے حجرے میں نماز سے بہتر ہے۔تمہاری تمہارے حجرے میں پڑھی گئی نماز' تمہارے صحن میں پڑھی گئی نماز سے بہتر ہے۔اور تمہاری تمہارے صحن میں پڑھی گئی نماز' تمہاری قوم کی مسجد میں پڑھی گئی تمہاری نماز سے بہتر ہے۔اور تمہاری قوم کی مسجد میں پڑھی گئی نماز' جامع مسجد میں پڑھی گئی نماز سے بہتر ہے۔''

اس حدیث کو نقل کر کے امام شوکانی نے نیل الاوطار میں لکھا ہے کہ حافظ ابن حجر نے اس کی سند کو حسن قرار دیا ہے اور یہ یقیناً ان احادیث کی مجموعی حیثیت کی تحسین ہے۔یہ تمام تعلیمات مرد وزن کے اختلاط کو روکنے اور شیطان کے سامنے بند باندھنے کے لئے ہیں تاکہ معاشرہ برائیوں سے پاک رہے۔

---

(۱۰۲) النیل ایضا۔ (۱۰۳) النیل ایضا

عورت کے لئے اکیلے سفر پر نکلنے کی ممانعت

اسلام نے فحاشی کی روک تھام کے لئے جو تدابیر اختیار کی ہیں ان میں سے ہی ایک انسدادی تدبیر یہ بھی ہے کہ عورت کے اکیلے تن تنہا سفر پر نکلنے کو ممنوع قرار دیا ہے۔ یہ بات متعدد احادیث میں آئی ہے جن میں سے ایک تو صحیح بخاری و مسلم، سنن کبریٰ، بیہقی اور کتاب الآداب بیہقی، مسند احمد و بزار اور مسند ابو یعلیٰ میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے جس میں ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

﴿لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٍ بِامْرَاَةٍ وَلَا تُسَافِرَنَّ امْرَاَةٌ اِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٍ﴾(۱۰۴)

"کوئی مرد (غیر محرم) کسی عورت کے ساتھ خلوت اختیار نہ کرے اور نہ ہی کوئی عورت محرم کے بغیر سفر کرے۔"

(۱۰۴) الدلیل ایضا

عورت کے لئے اکیلے سفر پر نکلنے کی ممانعت

اسلام نے فحاشی کی روک تھام کے لئے جو تدابیر اختیار کی ہیں ان میں سے ہی ایک انسدادی تدبیر یہ بھی ہے کہ عورت کے اکیلے تن تنہا سفر پر نکلنے کو ممنوع قرار دیا ہے۔ یہ بات متعدد احادیث میں آئی ہے جن میں سے ایک تو صحیح بخاری و مسلم، سنن کبری، بیہقی اور کتاب الآداب بیہقی، مسند احمد و بزار اور مسند ابو یعلیٰ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جس میں ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

﴿لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ وَلَا تُسَافِرَنَّ امْرَأَةٌ اِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ﴾ (۱۰۵)

"کوئی مرد (غیر محرم) کسی عورت کے ساتھ خلوت اختیار نہ کرے اور نہ ہی کوئی عورت محرم کے بغیر سفر کرے۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کوئی عورت محرم کے بغیر کسی قسم کا کوئی سفر ہرگز اختیار نہ کرے۔ اور اس میں اس سفر کی مدت و مسافت وغیرہ کا کوئی ذکر نہیں ہے جب کہ بعض احادیث میں سفر کی مدت بھی مذکور ہے۔ مثلاً صحیح بخاری و مسلم، مسند احمد طیالسی اور مؤطا امام مالک میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

﴿لَا يَحِلُّ لِاِمْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُسَافِرَ مَسِيْرَةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ اِلَّا مَعَ ذِىْ مَحْرَمٍ مِنْهَا﴾ (۱۰۶)

---

(۱۰۵) وقد مر قریبا وانظر مشکوٰۃ: ۲/۳/۷۷۲ سوئے حرم: ۲۴

''اللہ اور روزِ قیامت پر ایمان رکھنے والی کسی عورت کے لئے حلال نہیں کہ وہ کسی محرم کے بغیر ایک دن اور رات کی مسافت کا سفر کرے۔''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک شب و روز کا سفر ہو تو کوئی عورت محرم کے بغیر نہ نکلے۔ جب کہ صحیح مسلم' ابوداؤد' ابن ماجۃ' ابن خزیمۃ' دارمی' بیہقی' مسند احمد اور الاوسط ابن المنذر میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

﴿لا يَحِلُّ لِاِمْرَاَةٍ تُؤمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ اَنْ تُسَافِرَ سَفَرًا يَكُوْنُ ثَلاَثَةَ اَيَّامٍ فَصَاعِدًا اِلَّا وَمَعَهَا اَبُوْهَا اَوْ اِبْنُهَا اَوْ زَوْجُهَا اَوْ اَخُوْهَا اَوْ ذُوْ مَحْرَمٍ مِنْهَا.﴾ (١٠٧)

''اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھنے والی عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ کوئی ایسا سفر اکیلی اختیار کرے جو تین دن یا اس سے زیادہ کا ہو۔ سوائے اس کے کہ اس کے ساتھ اس کا باپ بیٹا شوہر' بھائی یا کوئی دوسرا محرم ہو۔''

اور صحیح مسلم و بخاری' ابوداؤد و ابن خزیمہ' بیہقی و مسند احمد اور الاوسط ابن المنذر میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

﴿لَا تُسَافِرُ الْمَرْاَةُ ثَلَاثًا اِلَّا مَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ﴾ (١٠٨)

''کوئی عورت محرم کے بغیر تین دن کا سفر اختیار نہ کرے۔''

ایک وضاحت

ان احادیث میں ایک شب و روز اور تین دنوں اور تین راتوں کے سفر کی بات آئی

(١٠٦) سوئے حرم: ٢٥

(١٠٧) سوئے حرم: ٢٦

(١٠٨) سوئے حرم: ٢٧ط

ہے تو اس سلسلے میں امام بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ وضاحت فرمائی ہے کہ بظاہر مختلف لوگوں نے مختلف مقامات پر سوالات کئے اور سوال کے مطابق ہی جواب دیا گیا جس سے دنوں کی کمی وبیشی سامنے آئی ۔ مثلاً کسی نے سوال کیا کہ ایک دن کے سفر پر اکیلی عورت نکل سکتی ہے؟ تو آپ ﷺ نے اس کو منع کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والی عورت کے لئے یہ روا نہیں ہے کہ وہ ایک دن کے سفر پر اکیلی نکلے اور کسی نے دو دن یا تین دن یا ان سے زیادہ کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے ان سے بھی منع فرما دیا اور ہر واقعہ کو سننے والوں نے انہی الفاظ میں بیان کر دیا ہے لہٰذا اس سے یہ نہیں سمجھ لینا چاہئے کہ شائد تین دن سے کم مسافت کے سفر پر اکیلی عورت روانہ ہو سکتی ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مطلق مسافت جسے کسی علاقے میں سفر کہا اور سمجھا جاتا ہو اس کے لئے اکیلی عورت کا نکلنا منع ہے اور یہ خاص اس غرض کے لئے ممنوع کیا گیا ہے کہ کوئی شیطان صفت شخص اس عورت کے اکیلے ہونے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اسے پریشان نہ کرے اور فسق و فجور کے وقوع کا امکان پیدا ہی نہ ہو اور ویسے بھی یہ بات انتہائی معقول ہے کہ گھر چھوڑ کر جب کوئی عورت سفر پر نکلتی ہے تو اسے کئی خطرات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ راستہ میں نیک و بد ہر طرح کے لوگ ہوتے ہیں اور تخلیقی اعتبار سے بھی عورت کمزور واقع ہوئی ہے لہٰذا اسے سہارے کی ضرورت ہوتی ہے جو اسکا تحفظ کر سکے اور اسکی عفت و عصمت کا نگہبان ہو اور پھر جذبات کی نزاکت بھی معروف بات ہے۔ لہٰذا سفر میں کسی محرم کا ساتھ ہونا ضروری قرار دیا گیا ہے تاکہ کبھی کسی رفیق سفر کی امداد و اعانت سے متاثر ہو تو کوئی غلط جذبہ ابھارنے والا نہ ہو بلکہ وہ رفیق سفر محرم ہو۔

اکیلی عورت کا سفر حج

حج جو کہ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے۔اس کی ادائیگی بھی بغیر محرم کے صحیح نہیں ۔انہی احادیث سے حج وعمرہ کے سفر پر نکلنے والی عورت کے لئے بھی مسئلہ واضح ہو جاتا ہے جس کی تفصیلات کا موقع دوسرا ہے۔(۱۰۹)

تاہم صحیح بخاری و مسلم کی ایک حدیث گوش گزار کردیں جس سے اس موضوع کی بڑی وضاحت ہو جاتی ہے۔چنانچہ صحیحین میں ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

﴿لا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَاَةٍ اِلَّا وَمَعَهَا ذُوْمَحْرَمٍ وَلَا تُسَافِرَنَّ امْرَاَةٌ اِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ فَقَالَ رَجُلٌ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ! اِنَّ امْرَاَتِیْ خَرَجَتْ حَاجَّةً وَاِنِّیْ كُتِبْتُ فِیْ غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا؟ قَالَ :اِنْطَلِقْ فَحُجَّ مَعَ اِمْرَاتِکَ﴾(۱۱۰)

''کوئی آدمی کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ جائے سوائے اس کے کہ اس کے ساتھ اس کا کوئی محرم ہو اور کوئی عورت محرم کے بغیر سفر نہ کرے۔ایک آدمی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ !میری بیوی حج کے لئے جارہی ہے اور میں فلاں غزوہ کے لئے نکل رہا ہوں۔آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ' اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔''

---

(۱۰۹) للتفصیل سوئے حرم: صفحہ ۴۴'۴۹' طبع اولاً حیدرآباد انڈیا۔طبع دوم مکتبہ کتاب وسنت ریحان چیمہ

نوٹ: عورت کا سفر حج اور حج وعمرہ کے دیگر تمام مسائل واحکام کو مولانا محمد منیر قمر حفظہ اللہ نے ''سوئے حرم'' کے نام سے جمع کردیا ہے اور وہ کتاب اب مکتبہ کتاب وسنت ریحان چیمہ سے بھی شائع ہوگئی ہے۔فاروق

(۱۱۰) قَدْ مَرَّ وَانْظُرْ سوئے حرم: ۲۴

اس حدیث سے عورتوں کے متعلق قانون الٰہی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ان کی عفت وعصمت اور دوسری ضروریات کا کتنا لحاظ اور پاس ہے۔ جہاد کے مقابلہ میں اس بات کو ترجیح دی گئی کہ مرد اپنی بیوی کے ساتھ سفر حج پر جائے۔ عورت بغیر محرم کے سفر نہ کرے۔ جہاد کی شرکت سے بھی ضروری اس وقت عورت کے ساتھ جانا ہے۔ (۱۱۱)

غرض اسلام نے ان تمام راستوں پر پہرے بٹھا دیئے ہیں جو غیر محسوس طور پر عفت وعصمت کے لئے خطرناک ہیں اور جن کے کھلے چھوڑنے سے فحاشی کے بڑھنے کا خدشہ رہتا ہے۔

(۱۱۱) اسلام کا نظام عفت وعصمت: ۲۳۱، ۳۲

غیر عورت کے اوصاف، اپنے شوہر کے سامنے بیان کرنے کی ممانعت

اسلام نے بیسویں تدبیر یہ اختیار کی ہے کہ یہ حکم صادر فرما دیا ہے کہ کوئی عورت کسی دوسری عورت کے حسن و جمال اور دیگر اوصاف لیاقت و ذہانت وغیرہ کا تذکرہ اپنے شوہر کے سامنے نہ کرے۔ اور اسی طرح ہی کوئی مرد کسی دوسرے مرد کی ایسی ہی تعریفیں اپنی بیوی کے سامنے نہ کرے۔

چنانچہ صحیح بخاری، سنن اربعہ میں سے ابوداؤد و ترمذی اسی طرح مسند احمد اور دیگر کتب حدیث میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

﴿لَا تُبَاشِرُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فَتَنْعَتُهَا لِزَوْجِهَا كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا﴾ (١١٢)

"کوئی عورت کسی دوسری عورت کے ساتھ اس طرح نہ ملے کہ پھر وہ جا کر اپنے شوہر کے سامنے اپنی ملنے والی کے اوصاف اس طرح بیان کرے کہ گویا وہ اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔"

(١١٢) بخاری مع الفتح ۹/مع الفتح ۹/۳۳۸، مشکوٰۃ ۲/۹۳۱، صحیح ابن ماجہ مع ۳/۹/۱۲۷

حکمت ممانعت:

یہ ممانعت اس لئے ہے کہ کسی دوسری عورت کے اوصاف جب وہ اپنے شوہر کے سامنے بیان کرے گی تو پھر اس کے دل میں اسے دیکھنے کا داعیہ پیدا ہوگا' اس کے حسن وجمال وغیرہ کے تذکرے اس کے دل میں گھر کر جائیں گے اور وہ اندر ہی اندر اس حسینہ کی ٹوہ میں رہنے لگے گا اور اس تک پہنچنے کی ہر ممکن کوشش کرے گا۔ اس طرح اگر وہ اس تک نہ بھی پہنچ پایا تب بھی بیوی نے فتنہ کو ہوا تو دی اگر وہ پہنچ گیا تو اور بھی بڑا فتنہ برپا ہونے کے امکانات پیدا ہو گئے۔ یوں ممکن ہے کہ وہ اسے طلاق دے کر اسے حاصل کرنے کی کوشش میں لگ جائے یا کم از کم پہلی سے متنفر ہو جائے۔ اس لئے اسلام نے عورتوں پر پابندی عائد کر دی ہے کہ وہ دوسری عورتوں کی تعریفیں اپنے شوہر کے سامنے ہرگز نہ کریں۔ اس حکمت کا تذکرہ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں بھی کیا ہے۔ (۱۱۳)

وجہ تخصیص:

اس کے برعکس مردوں کو بھی احتیاط برتنی چاہئے تاکہ ایسا کوئی موقع کسی طرف بھی نہ آئے لیکن اس حدیث میں یہ ممانعت صرف عورتوں کے ساتھ خاص ہے۔ تو اس کی وجہ دراصل یہ ہے کہ مرد کی طبیعت میں اقدام وپیش قدمی پائی جاتی ہے اور اس کے لئے کسی کے پیچھے پڑنے کے امکانات بھی زیادہ ہوتے ہیں کیونکہ اس کا باہر آنا جانا عام ہوتا ہے۔ جب کہ اس کے برعکس عورت چادر و چار دیواری کی پابند ہوتی ہے اس لئے اس کا کسی کے پیچھے پڑنا اس کے لئے آسان نہیں ہوتا۔ ویسے بھی عورت کی اصل

(۱۱۳) فتح الباری ۹/ ۳۳۸

فطرت اقدام وپیش قدمی نہیں بلکہ وہ شرم وحیا کی پیکر ہوتی ہے۔الاّ یہ کہ کوئی لباس حیا اتار پھینکے تو یہ دوسری بات ہے۔

زن وشو کی باتوں کے اظہار کی ممانعت

اس ذکر کی گئی حدیث میں اگرچہ مردوں کا صراحتاً ذکر نہیں ہے تاہم ایک دوسری حدیث میں انہیں بھی اس قسم کی ایک دوسری احتیاط کا حکم دیا گیا ہے جو کہ باعثِ فتنہ ہو سکتی ہے۔اور وہ حدیث صحیح مسلم اور دیگر کتب میں ہے جس میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

﴿ اِنَّ مِنْ شَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ الرَّجُلُ يُفْضِيْ اِلٰى اِمْرَاَةٍ وَتَفْضِيْ اِلَيْهِ ثُمَّ يَنْشُرُ سِرَّها ﴾ (۱۱۴)

''لوگوں میں سے اللہ کے نزدیک بدترین شخص وہ ہے کہ جو اپنی بیوی سے مباشرت کرتا ہے۔اور وہ اس سے مباشرت کرتی ہے اور پھر وہ اپنی بیوی کے پردے کی باتیں لوگوں کے سامنے کرتا ہے۔''

اس حدیث میں جو بات واضح طور پر آئی ہے وہ کسی مزید وضاحت کی متقاضی نہیں ہے کہ میاں بیوی دونوں ایک دوسرے کا لباس ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں سورہ بقرہ میں ارشاد الٰہی ہے۔

﴿ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ﴾ (۱۱۵)

''وہ تمھارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔''

اور جب دونوں ایک دوسرے کے لئے لباس ہیں تو دونوں کے مابین کوئی چیز

(۱۱۴) مسلم: ۲/۱۰۶۰ ، بترقیم محمد فواد عبد الباقی

(۱۱۵) بقرہ: ۱۸۷

ایک دوسرے سے چھپی نہیں ہے۔

صحیح مسلم، ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ و مسند احمد میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

﴿ لَايَنْظُرُ الرَّجُلُ اِلٰی عَوْرَةِ الرَّجُلِ وَالْمَرْاَةُ اِلٰی عَوْرَةِ الْمَرْاَةِ ﴾ (۱۱۶)

''کوئی مرد کسی مرد کی شرمگاہ کو نہ دیکھے اور کوئی عورت کسی عورت کی شرمگاہ کو نہ دیکھے۔''

اس حدیث کی شرح میں امام نووی نے کہا ہے کہ اس میں مرد و زن کے ایک دوسرے کی شرمگاہ کو دیکھنے کی تحریم کی دلیل موجود ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے بلکہ یہ بالا جماع حرام ہے البتہ میاں بیوی کا معاملہ اس سے مختلف ہے وہ دونوں ایک دوسرے کی شرمگاہ کو دیکھ سکتے ہیں البتہ بلا سبب یہ بھی ناپسندیدہ فعل ہے۔ ان دونوں کی حد تک تو یہ بات ٹھیک ہے لیکن اگر شوہر میاں بیوی کے درمیان واقع ہونے والی ملاقات و جماع کی تفصیلات و جزئیات پر مشتمل راز دوسروں کو یعنی اپنے دوستوں ساتھیوں میں کہتا پھرے تو یہ بات سننے والوں کے لئے تحریک شہوت بلکہ دوسروں کی شہوانی جذبات کے پرسکون سمندر میں تلاطم و طغیانی لانے کا باعث ہے۔ جس سے ان کے فتنہ و فحاشی میں مبتلا ہونے کے امکانات پیدا ہوتے ہیں۔ اس لئے اسلام نے ایسی شہوت انگیز باتوں سے منع کر دیا ہے۔ تو گویا جس طرح عورت کو اجازت نہیں کہ وہ دوسری کسی عورت کے حسن و جمال کی جزئیات وغیرہ کا تذکرہ اپنے شوہر سے کرے۔ اسی طرح شوہر کو بھی اجازت نہیں کہ وہ اپنی بیوی کے پرائیویٹ پہلو کی تفصیلات و جزئیات لوگوں کے سامنے بیان کرتا پھرے۔

(۱۱۶) صحیح الجامع ۲۵۴/۶/۳

ہیجان پیدا کرنے والے امور کی ممانعت

معاشرے کو فحش ومنکر سے پاک رکھنے کے لئے اسلام کی بتائی ہوئی تدابیر میں سے ایک تدبیر یہ ہے کہ مردوزن کوئی بھی آپس میں خواہ مرد ہی ہوں اور خواہ عورتیں ہی ہوں' خواہ مرد اور عورتیں ہوں ایک دوسرے کی شرمگاہ کو نہ دیکھیں۔ کیونکہ یہ فعل شہوانی جذبات میں ہیجان پیدا کرنے کا باعث ہے۔لہٰذا اس سے منع کر دیا گیا ہے۔
چنانچہ صحیح مسلم وابوداؤد وترمذی وابن ماجہ اور مسند احمد میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اقدس ﷺ نے فرمایا۔

﴿ لَا یَنْظُرُ الرَّجُلُ اِلٰی عَوْرَۃِ الرَّجُلِ وَالْمَرْاَۃُ اِلٰی عَوْرَۃِ الْمَرْاَۃِ ﴾(117)

"مرد کسی مرد کی شرمگا کو نہ دیکھے۔اور عورت کسی عورت کی شرمگاہ کو مت دیکھے۔"

اس ممانعت سے جہاں مردوزن دونوں اصناف کے جذبات کنٹرول کرنا مقصود ہے اسی طرح ایک غیر اخلاقی حرکت سے روکنا بھی مطلوب ہے کیونکہ ستر پوشی کا اہتمام کرنا عین اخلاق ہے اور اس کا برعکس بداخلاق۔

ستر پوشی کی تاکید:

ستر پوشی کی تاکید تو اس حد تک کی گئی ہے کہ باہم میاں بیوی کے سوا اکیلے میں بھی ستر نہیں کھولنا چاہئے جیسا کہ سنن کبریٰ' بیہقی' مستدرک حاکم' مسند احمد اور ابویعلیٰ میں

---

(117) صحیح مسلم: ۳۳۸' صحیح الجامع ۳/۶/۲۵۴' الارواءالغلیل: ۱۸۶۵' مشکوۃ: ۲/۹۳۱ ریاض الصالحین بتحقیق الارناؤوط

حضرت بہز بن حکیم اپنے باپ اور دادا کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ نبی اقدس ﷺ نے ایک شخص سے مخاطب ہو کر فرمایا:

﴿ اِحْفَظْ عَوْرَتَکَ اِلَّا مِنْ زَوْجَتِکَ اَوْ مَامَلَکَتْ یَمِیْنُکَ قِیْلَ :اِذَا کَانَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ فِیْ بَعْضٍ ؟ قَالَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ لَّایَرَیَنَّهَا اَحَدٌ فَلَا یَرَیَنَّهَا قِیْلَ :اِذَا کَانَ الرَّجُلَ خَالِیًا ؟ قَالَ:فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ یُسْتَحْیٰ مِنْهُ.﴾ (118)

''اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرو سوائے اپنی بیوی یا کنیز کے۔'' کہا گیا: اگر صرف مرد ہی جمع ہوں تو؟'' فرمایا: ''اگر ممکن ہو کہ تمہاری شرمگاہ کوئی نہ دیکھے تو ضرور ایسا ہی کرو۔'' کہا گیا: ''اگر آدمی تن تنہا ہو تو؟'' فرمایا: ''اللہ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اس سے حیا کی جائے۔''

(118) صحیح الجامع: ۱/۱/۱۱۷، آداب الزفاف: ۳۴ وحسنہ الالبانی

دو مردوں یا دو عورتوں کا اکٹھے لیٹنا

فحاشی کے سد باب کے لئے ہی اسلام نے چوبیسویں تجویز یا تدبیر یہ اختیار کی ہے کہ دو مرد یا دو عورتیں باہم اکٹھے نہ سوئیں۔ کیونکہ ماہرین نفسیات کے نزدیک بھی اس کا نفسیاتی اثر غلط پڑتا ہے اور ناخوشگوار نتائج کا خدشہ ہوتا ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم و ابوداؤد، ترمذی اور مسند احمد میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿لَا يُفْضِيُ الرَّجُلُ اِلَى الرَّجُلِ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ، وَلَا تُفْضِي الْمَرْاَةُ اِلَى الْمَرْاَةِ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ﴾ (۱۱۹)

"کوئی مرد کسی دوسرے مرد کی چادر اور کوئی عورت کسی دوسری عورت کی چادر میں نہ گھسے۔"

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے لکھا ہے کہ یہ فعل شہوت میں ہیجان کا باعث ہو جایا کرتا ہے۔ اس سے کبھی کبھی عورتوں میں سحاق یا استلذاذ بالمثل اور مردوں میں لواطت یا اغلام بازی کی رغبت جنم لیتی ہے۔ جو کہ نہایت مبغوض افعال ہیں۔

---

(۱۱۹) مسلم: ۳۳۸، صحیح الجامع ۳/۶/۳۵۴، الارواء ۸۶۵، ریاض الصالحین: ۶۱۶، مشکوٰۃ: ۲/۹۳۱، وقد مر قریبا

اولاد میں سے بچوں اور بچیوں کو الگ الگ سلانا

فحاشی و برائی کو روکنے والی انسدادی تدابیر میں سے ہی ایک یہ بھی ہے کہ بچوں کو الگ الگ سلایا جائے۔ خصوصاً جب وہ ہوش سنبھالنے لگیں اور باشعور ہو جائیں۔ مثلاً آٹھ دس سال کے ہو جائیں تو انہیں ایک بستر پر اکھٹے نہ سلایا جائے کیونکہ انسان سے سوتے میں بعض دفعہ ایسی حرکات کا صدور بھی ہوتا ہے کہ ہوش کے عالم میں انہیں خود ہرگز نہ کرے مگر بے سدھ سویا ہوا ہے اور اسے معلوم بھی نہیں کہ وہ کیا کر رہا ہے یا اس کے ہاتھ کہاں ہیں۔ ایسے میں انجانے ہی سہی کوئی غیر اخلاقی حرکت نہ ہونے پائے۔ اس لئے اسلام نے انہیں الگ الگ سلانے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ حضرت عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنن ابوداؤد و بیہقی دارمی مصنف ابن ابی شیبہ مسند احمد تاریخ بغداد خطیب اور مستدرک حاکم میں مروی ہے کہ نبی اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿ مُرُوْا اَوْلَادَكُمْ بِالصَّلٰوةِ وَهُمْ اَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِيْنَ وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ اَبْنَاءُ عَشْرٍ وَفَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ ﴾ (۱۲۰)

''بچے جب سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز کا حکم دو۔ اور جب وہ دس سال کے ہو جائیں تو انہیں مار کر نماز پڑھاؤ۔ اور ان کے بستر الگ کر دو۔''

اس کی شاھد ایک دوسری حدیث حضرت سبرہ بن معبد رضی اللہ تعالی عنہ سے ابوداؤد ترمذی، دارمی، دار قطنی بیہقی، مستدرک حاکم، مصنف ابن ابی شیبہ مشکل الاثار طحاوی اور المنتقی ابن الجارود میں مروی ہے جس میں ہے۔

(۱۲۰) الارواء ۱/ ۲۶٦

﴿ مُرُوْا الصَّبِیَ بِالصَّلٰوۃِ اِذَا بَلَغَ سَبْعَ سِنِیْنَ وَاِذَا بَلَغَ عَشْرَ سِنِیْنَ فَاضْرِبُوْا عَلَیْھَا. ﴾ (۱۲۱)

''بچہ سات سال کا ہو جائے تو اسے نماز کا حکم دو۔ اور اگر وہ دس سال کا ہو کر بھی نماز نہ پڑھے تو اسے مار کر پڑھاؤ۔''

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ نے بچوں کو اکٹھے سونے کی اس ممانعت کو اپنی کتاب اعلام الموقعین میں ذکر کر کے لکھا ہے۔

﴿ وَھٰذَا اَیْضًا مِنْ اَلْطَفِ سَدِّ الذَّرَائِعِ ﴾ (۱۲۲)

''فحاشی کے سدباب کی تدابیر میں سے یہ بھی ایک نہایت لطیف ودقیق تدبیر ہے۔''

(۱۲۱) الارواء ۱/ ۲۶۷

(۱۲۲) اعلام الموقعین ۲/ ۳/ ۱۶۲

نکاح کے بعض طریقوں کا ابطال

سفاح وزنا وفحاشی وبدکاری کو روکنے کے لئے ہی اسلام نے نکاح کے بعض طریقوں کو باطل قرار دے دیا ہے۔جن میں اگرچہ میاں بیوی کی رضامندی شامل ہوتی تھی لیکن ایام جاھلیت کے ان طریقوں میں ایک عقد مؤبد یا دائمی نکاح کو چھوڑ کر نکاح کے باقی طریقوں سے فساد وشر کے راستے نکلتے تھے۔لہٰذا نبی اقدس ﷺ نے ان میں سے اس ایک کو باقی رکھ کر باقی تمام کو منسوخ کر دیا ان میں سے بعض آغاز اسلام تک روا رہے لیکن بعد میں حرام قرار دے دیئے گئے ان حیا سوز حمیت گداز نکاحوں کی تفصیل حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کی ہے۔چنانچہ وہ فرماتی ہیں کہ عہد جاھلیت میں نکاح کی چار مختلف صورتیں ہوا کرتی تھیں۔

پہلا جائز طریقہ:

ان میں سے پہلی صورت یا طریقہ تو یہی تھا جو آج کل رائج ہے ۔کہ ولی امر اپنی زیر سرپرستی لڑکی یا بیٹی کو حق مہر طے کر کسی سے بیاہ دیتا (اسے نکاح مروجہ کہہ لیجیئے)

دوسرا طریقہ: باطل

دوسرا طریقہ نکاح یہ تھا کہ آدمی اپنی منکوحہ بیوی سے کہتا کہ''جب تیرا حیض کا خون بند ہو جائے تو پاک ہو جانے پر تم فلاں مرد کے پاس چلی جانا اور اس سے وظیفہ زوجیت کروانا۔''اور اس کے بعد شوہر اپنی بیوی کو اس وقت تک ہاتھ نہ لگاتا جب

تک اس عورت کا اس غیر مرد سے حاملہ ہونا ظاہر نہ ہو جائے اور جب حمل ظاہر ہو جاتا تو پھر وہ حسب رغبت جب چاہتا وظیفہ زوجیت ادا کرتا اور عہد جاھلیت میں ایسا اس لئے کیا جاتا تا کہ پیدا ہونے والا بچہ نجیب وعمدہ نسل کا ہو۔ اور نکاح کے اس طریقہ کو ''نکاح استبضاع'' کہا جاتا تھا۔ یعنی ''نکاح حصول تخم یا طریقہ تخم یابی۔''

تیسرا طریقہ: باطل

عہد جاھلیت میں نکاح کی تیسری شکل یہ ہوتی تھی کہ ایک عورت کے ساتھ دس سے کم مرد مگر متعدد مرد باری باری موقع بموقع جماع کرتے۔ عورت حاملہ ہو جاتی تو وضع حمل یا بچہ جننے کے چند دن بعد وہ ان سب مردوں کو پیغام بھیجتی کہ سب میرے پاس آؤ۔ وہ سب جمع ہو جاتے اور اس حاضری سے انکار کی کسی کو جرات نہ ہوتی تھی۔ وہ عورت ان سب سے مخاطب ہو کر کہتی کہ تم معاملہ سے تو واقف ہی ہو میں نے اس بچے کو جنم دیا ہے اور پھر وہ ان میں سے جس کسی کو وہ چاہتی اس کا نام لے کر کہتی کہ اے فلاں یہ بچہ تمہارا ہے۔ وہ بچہ اس کا ہو جاتا اور اس سے انکار کی بھی کوئی جسارت نہیں کر سکتا تھا۔

چوتھا طریقہ: باطل

نکاح کی چوتھی صورت یہ ہوتی تھی کہ کچھ عورتوں کے دروازوں پر جھنڈے گڑے رہتے تھے۔ ان کے پاس بکثرت لوگ آتے اور اپنی خواہش پوری کرتے۔ یہ پیشہ ور بازاری عورتیں ہوتی تھیں۔ اور جب ان میں سے کسی کے یہاں بچہ پیدا ہوتا تو اس کے پاس آنے والے تمام مرد اکٹھے ہو جاتے اور کسی قیافہ شناس کو بلا کر لاتے اور وہ اپنے تجربے وقیافہ سے اس بچہ کو جس کا قرار دے دیتا وہ سب اسے اسی کا مان لیتے اور اس مرد کو انکار کی گنجائش نہیں ہوتی تھی۔

ان چاروں صورتوں کو بیان کر کے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں:

﴿ فَلَمَّا بُعِثَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ هَدَمَ نِكَاحَ الْجَاهِلِيَّةِ كُلَّهُ اِلَّا نِكَاحَ النَّاسِ الْيَوْمَ ﴾(۱۲۳)

"پس جب محمد ﷺ مبعوث ہوئے تو جاہلیت کے نکاح کو منہدم کر دیا۔ صرف ایک ہی نکاح باقی رکھا جو اب رائج ہے۔"

اس حدیث سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ عہد جاہلیت میں کس کس طرح کے نکاح مروج تھے۔ اور وہ حیاء سوزی و اخلاق باختگی میں ایک بڑھ کر ایک تھے۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ نے ان سے صرف مروج معقول طریقہ نکاح کو باقی رکھ کر دیگر اقسام کو ختم کروا دیا۔ تا کہ اس سرکاری رنگ میں ہونے والی فحاشی کا سد باب ہو۔

(۱۲۳) بخاری مع الفتح ۹/۱۸۲، ۱۸۳، کتاب النکاح۔ صحیح سنن ابی داؤد للالبانی ۲/۴۲۹ طبع الریاض

بعض دیگر اقسام کی ممانعت

صرف انہی تین پر بس نہیں بلکہ آپ ﷺ نے کئی دیگر طریقوں کی بھی ممانعت کردی کیونکہ ان کے جواز کی شکل میں بھی شتر بے مہار کی سی شکل پیدا ہوتی تھی۔ لڑکے لڑکی والدین کے کنٹرول سے نکل سکتے تھے اور معاشرے میں فتنہ وفساد بنتا تھا۔ لہٰذا ایسی شکلوں کو بھی روک دیا گیا۔ اور بعض شرائط کا نفاذ واجب قرار دے دیا گیا۔ مثلاً

ا۔ نکاح بلا ولی:

ایک لڑکا اور لڑکی اکٹھے ہوئے انڈرسٹینڈنگ ہوگئی تو لڑکے نے کہا کہ اتنے حق مہر کے عوض میرے ساتھ نکاح کرلو اور ساتھ ہی کوئی دو آدمی اٹھائے اور انہیں گواہ بنالیا۔ ان گواہوں کی گواہی کے صدق وکذب کا اندازہ اسی سے لگایا جاسکتا ہے کہ عموماً ایسے نکاحوں میں راہ چلتے لوگوں، ٹیکسی، رکشہ ڈرائیوروں اور تانگے کے کوچوانوں کو ہی کچھ نہ کچھ دے دلا کر گواہ بننے پر راضی کرلیا جاتا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے ممالک میں تو کورٹ کچہری کے سامنے ہر قسم کے کیس میں گواہی دینے کے لئے ہر چھوٹے بڑے ریٹ کے گواہ موجود ہوتے ہیں اور ظاہر ہے کہ جس نکاح میں اس قسم کے انتظامات ہوں گے وہاں نہ تو لڑکی کے والدین اور بہن بھائیوں یا عزیزوں رشتہ داروں کو کوئی خبر ہوگی اور نہ ہی لڑکے کے اہل خانہ کو۔ اور پھر یہ نکاح صیغہ راز میں رکھا جاتا ہے کہ کانوں کان اس کی خبر کسی کو نہ ہونے پائے، جب تک کہ اس کا "مناسب وقت" نہ آجائے۔ اس نکاح میں کئی شرعی اصولوں کی خلاف ورزیاں ہوتی ہیں۔ اس لئے ایسے نکاح کو شرعاً ناجائز قرار دیا گیا ہے۔

۲۔ ولی و سرپرست کی عدم موجودگی

جن شرعی شرائط' اصولوں آداب کی خلاف ورزیاں ہوتی ہیں ان میں سب سے پہلے اور اہم ترین چیز لڑکی کے ولی یا سرپرست کی غیر حاضری ہے کہ اسے تو پتہ تک بھی نہیں ہوتا حالانکہ صحیح حدیث میں جو کتب حدیث میں سے صحیح بخاری ترجمۃ الباب' سنن اربعہ' مسند احمد اور مستدرک حاکم' ابن حبان' دارمی' دار قطنی' بیہقی' مصنف ابن ابی شیبہ' المنتقی' ابن الجارود اور طحاوی میں حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے اس میں نبی اقدس ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

﴿ لَا نِكَاحَ اِلَّا بِوَلِيٍّ ﴾ (۱۲۴)

''ولی کے بغیر نکاح صحیح نہیں ہے۔''

اور ایک دوسری حدیث سنن ابن ماجہ میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

﴿ لَا نِكَاحَ اِلَّا بِوَلِيٍّ وَالسُّلْطَانُ وَلِيٌّ مَنْ لَّا وَلِيَّ لَه' ﴾ (۱۲۵)

''ولی سرپرست کے بغیر نکاح نہیں ہے اور جس کا کوئی سرپرست نہ ہو حاکم اس کا سرپرست ہوتا ہے۔''

گویا کسی کا کوئی ہو ہی نہ تو حاکم ولی ہے مگر بلا ولی پھر بھی نکاح نہیں ہوتا۔

(۱۲۴) بخاری مع الفتح ۹/۱۸۲' ترجمۃ الباب۔ صحیح الجامع ۲/۶/۲۰۲۔ ترمذی مع تحفۃ ۴/۲۲۷۔ الارواء ۶/۲۳۵' ۲۴۴' ۲۵۷' ۲۶۱' ۲۵۱' ۲۵۲' ۱۸۳۹' ۱۸۴۰' ۱۸۵۸۔ المنتقی مع النیل: ۴/۷/۲۱۰

(۱۲۵) نصب الرایہ ۳/۱۸۸' حوالہ جات بالا

۳۔ دو نیک گواہوں کی عدم موجودگی:

طبرانی کبیر میں حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی حدیث میں ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

﴿ لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ وَشَاهِدَيْنِ ﴾ (۱۲۶)

''سرپرست اور دو گواہوں کے بغیر نکاح نہیں ہے۔''

اس حدیث میں دو گواہوں کی موجودگی کو بھی ضروری قرار دیا گیا ہے۔ایک اور حدیث میں ان گواہوں کے لئے ایک معیار بھی مذکور ہوا ہے کہ دونوں مسلمان اور ملتزم یعنی پابند صوم وصلوۃ قسم کے گواہ ہونے چاہییں جنہیں ''عدل'' کہا جاتا ہے۔آوارہ' اوباش اور بے نماز آدمی کی گواہی دراصل قابل قبول نہیں ہوتی اور اس معیار کا ذکر بھی ایک حدیث میں آیا ہے جو کہ سنن کبری بیہقی دارقطنی صحیح ابن حبان میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اس میں ہے کہ نبی اقدس ﷺ فرماتے ہیں۔

﴿ لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ وَشَاهِدَيْ عَدْلٍ ﴾ (۱۲۷)

''سرپرست اور دو عادل گواہوں کے سوا نکاح نہیں ہے۔''

اس بات کی تائید بعض آیات سے بھی ہوتی ہے۔یہ آیات اور وجوہ استدلال فتح الباری شرح صحیح بخاری میں دیکھ لیں۔ (۱۲۸)

---

(۱۲۶) ایضاً

(۱۲۷) نصب الرایہ ۳/ ۱۶۷' ۱۸۹۔ تحفۃ الاحوذی ۴/ ۲۲۴۔ ۲۲۷۔

(۱۲۸) فتح الباری ۹/ ۱۸۲۔ ۱۸۸

(ا) ''کورٹ میرج''

غرض نبی اقدس ﷺ کے ارشادات کی رو سے ایسا نکاح ہوتا ہی نہیں جس میں لڑکی کے باپ یا شرعی سرپرست کی اجازت شامل نہ ہو اور بکاؤ قسم کے گواہ ہوں۔ تو اس سے آپ ان نکاحوں کی حقیقت بھی بآسانی سمجھ سکتے ہیں۔ جنہیں ہمارے ممالک برصغیر اور بعض دیگر ملکوں میں ''کورٹ میرج'' کہا جاتا ہے۔ اس انداز کو اگرچہ بعض ائمہ وفقہا نے جائز کہا ہے لیکن صحیح احادیث رسول ﷺ سے ان کی تائید نہیں ہوتی۔

(ب) باطل نکاح

ابوداؤد و ترمذی ابن ماجہ' مسند احمد' دارمی' بیہقی وطحاوی' مستدرک حاکم' مصنف ابن ابی شیبہ' المنتقی' ابن الجارود' ابن حبان اور تاریخ دمشق ابن عساکر میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

﴿ اَیُّمَا امْرَأَۃٍ نَکَحَتْ بِغَیْرِ اِذْنِ وَلِیِّھَا فَنِکَاحُھَا بَاطِلٌ ، فَنِکَاحُھَا بَاطِلٌ ، فَنِکَاحُھَا بَاطِلٌ فَاِنْ دَخَلَ بِھَا فَلَھَا الْمَھْرُ بِمَا اسْتَحَلَّ مِنْ فَرْجِھَا وَاِنِ اشْتَجَرُوْا ، فَالسُّلْطَانُ وَلِیٌّ مَنْ لَا وَلِیَّ لَھَا ﴾ (۱۲۹)

''جو عورت اپنے سرپرست کی اجازت کے بغیر نکاح کرے اس کا نکاح باطل ہے' اس کا نکاح باطل ہے' اس کا نکاح باطل ہے۔ اگر اس شخص نے ایسے نکاح کے بعد اس عورت سے جماع کرلیا تو پھر وہ اس پر اسے حق مہر بھی ادا کرے کہ اس نے اس کی شرم گاہ کو حلال کرلیا ہے۔

(۱۲۹) الارواء ۶/ ۲۴۳۔ ترمذی مع التحفہ ۔۴/ ۲۲۸

اور اگر متعدد سرپرستوں کا اختلاف ہو جائے تو ایسے میں حاکم سرپرست ہوگا۔"

(ج) سخت وعید:

ولی کے بغیر نکاح کر لینے والی عورت کے بارے میں سخت وعید آئی ہے۔ چنانچہ سنن ابن ماجہ، دارقطنی، بیہقی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ارشاد نبوی ہے۔

﴿لا تُزَوِّجُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ وَلا تُزَوِّجُ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا﴾

"کوئی عورت کسی عورت کی شادی نہ کرے اور نہ ہی کوئی عورت (ولی کے بغیر خود سے) اپنی شادی کرائے۔"

اسی حدیث کے آخر میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

﴿كُنَّا نَعُدُّ الَّتِي تُنْكِحُ نَفْسَهَا هِيَ الزَّانِيَةُ﴾ (۱۳۰)

"اگر کوئی عورت اپنا نکاح خود ہی (بلا ولی) کروالیتی ہے تو ہم لوگ اسے زانی عورت شمار کرتے تھے۔"

۴۔ اخفاء و پردہ پوشی:

ایسے نکاح کے ٹھیک نہ ہونے کی وجوہات میں سے ہی ایک تیسری وجہ یہ بھی ہے کہ ایسے نکاح کی خبر کو عموماً عام نہیں کیا جاتا۔ بلکہ زیادہ سے زیادہ چھپا کر رکھا جاتا ہے۔ حالانکہ اسلام نے تو نکاح کی خبر کو عام کرنے کا حکم دیا ہے۔ بلکہ اس سلسلہ میں حلال وحرام کا فرق ہی یہ بتایا ہے کہ چھپ کر کیا گیا تو حرام، اور عام اعلان کر کے کیا گیا تو

(۱۳۰) نصب الرایہ ۳/ ۱۸۸۔ الارواء ۶/ ۲۴۸۔ ۲۴۸

حلال۔

(ل) حلال وحرام میں فرق

چنانچہ ترمذی' نسائی' ابن ماجہ' مستدرک حاکم' بیہقی اور مسند احمد میں حضرت محمد بن حاطب الجمحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

﴿ فَصْلُ مَابَيْنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ ضَرْبُ الدُّفِّ وَالصَّوْتِ فِي النِّكَاحِ ﴾ (۱۳۱)

''حلال وحرام میں فرق یہ ہے کہ (حرام چھپا کر کیا جاتا ہے اور) حلال نکاح میں دف بجائی جاتی ہے اور خوشی کی آوازیں ہوتی ہیں۔''

نکاح کی خبر عام پھیلانے کی سلسلہ میں صحیح ابن حبان' مستدرک حاکم' مسند احمد' معجم طبرانی کبیر' الاحادیث المختار للضیاء اور الفوائد المنتقاہ للمخلص میں حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

﴿ اَعْلِنُوا النِّكَاحَ ﴾ (۱۳۲)

''نکاح کا عام اعلان کرو۔''

ان احادیث اور اس سے پہلے ذکر کی گئی احادیث کا مجموعی مفاد واضح طور پر یہی ہے کہ ایسا نکاح صحیح نہیں ہے اور اسے غیر صحیح و باطل قرار دینے کی غرض بڑی واضح ہے کہ معاشرے میں ماں باپ اور سرپرست کی حیثیت برقرار رہے۔ اور ایسا نہ ہو کہ کوئی بھی لڑکا کسی بھی لڑکی کو باتوں باتوں میں پھانس کر بھگا لے جائے اور اس طرح کا نکاح کرلے اور شادی رچالے۔ اس ممانعت سے بھی معاشرے کو فساد و بگاڑ سے بچانا

(۱۳۱) صحیح الجامع ۲/۳/۸۴۔ الارواء: ۷/۵۰۔۱۹۹۴

(۱۳۲) صحیح الجامع ۱/۱/۳۵۳۔ آداب الزفاف: ۹۷

مقصود ہے۔

(ب) خودسری:

انہی احادیث کو سامنے رکھتے ہوئے یہ اندازہ لگانا بھی آسان ہے کہ جو بچیاں والدین کی نافرمانی اور خودسری میں مبتلا ہوکر سمجھتی اور کہتی ہیں کہ اب میں بالغ ہو چکی ہوں' اپنا بھلا برا خوب جانتی پہچانتی ہوں اور اسی کی آڑ میں اپنی من مانی شادی پر اکیلے ہی بضد ہو جاتی ہے۔ اس کا یہ فعل اگر والدین کی رضامندی کے بغیر ہے تو غلط ہے۔ اسلام ایسے نکاح کی اجازت نہیں دیتا۔ ہاں اگر ولی وسرپرست فاسق وفاجر ہو اور ناجائز طور پر لڑکی کی شادی میں رکاوٹ بنے اور کسی دنیاوی مفاد کی بناء پر اپنی مرضی کرتے ہوئے کسی غیر مناسب لڑکے سے لڑکی کی شادی کرنا چاہے تو ایسا شخص ولایت وسرپرستی کا درجہ کھو بیٹھتا ہے۔ ایسے میں اس اقرب ولی کی بجائے یہ ذمہ داری اس کے بعد والے شخص کی طرف منتقل ہو جاتی ہے اور اس موضوع کی تفصیل اور دلائل کا یہ موقع نہیں۔ تاہم ولایت منتقل ہو جانے کے باوجود اور اقرب ولی کے نااہل قرار پانے کے باوجود لڑکی کو پھر بھی اجازت نہیں کہ وہ اکیلی جہاں چاہے اپنی شادی کرلے بلکہ اس کے لئے پھر بھی ضروری ہے کہ دوسرے درجہ والے ولی کی اجازت ومرضی سے نکاح کرے۔

اور کہیں ایسا بھی ہوتا ہے کہ اقرب ولی موجود ہے اور نیک وصالح بھی ہے اور وہ لڑکی کی شادی کسی جگہ محض اس بناء پر نہیں کرنا چاہتا کہ وہ لڑکا مناسب نہیں۔ اوباش وآوارہ اور بے دین قسم کا ہے۔ مگر کوئی دور کا ولی لڑکی کا نکاح اس لڑکے کے ساتھ کروانے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ اور سرپرست بن کھڑا ہوتا ہے۔ اس کا ولی وسرپرست بننا بھی بے جا وناجائز ہے کیونکہ اقرب ولی کی موجودگی میں کسی دوسرے کو یہ درجہ حاصل نہیں ہوتا سوائے اس کے کہ وہ اپنی مرضی سے کسی کو اپنا وکیل مقرر

کردے۔

نکاح متعہ

جن نکاحوں سے روکا گیا ہے اور انہیں قیامت تک کے لئے منسوخ کردیا گیا ہے۔ انہی میں سے ہی نکاح متعہ بھی ہے۔

نکاح متعہ کیا ہوتا ہے؟

نکاح متعہ کیا ہوتا ہے کہ عمر بھر کے ساتھ کے لئے نہیں بلکہ چند دنوں یا چند ماہ کے لئے طے شدہ وقت کے عوض حق مہر دے کر نکاح کیا جائے۔ نکاح کا یہ انداز ہ عہد جاہلیت میں تھا اور نورِ اسلام کی آمد کے آغاز کے وقت بھی روا رہا پھر اسے منسوخ قرار دے دیا گیا۔ اس سلسلے کی کئی احادیث ہیں۔

ممانعت کی احادیث:

ا۔ صحیح مسلم، ابوداؤد، مصنف ابن ابی شیبہ، مسند احمد، دارمی، سنن کبری بیہقی میں حضرت سبرہ بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جس میں ہے۔

﴿ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ نَھٰی (یَوْمَ الْفَتْحِ) عَنْ مُتْعَةِ النِّسَآءِ اَلَا اِنَّھَا حَرَامٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ ﴾ (۱۳۳)

''نبی ﷺ نے فتح مکہ کے دن عورتوں سے نکاح متعہ کرنے سے منع فرمادیا۔ خبردار! یہ قیامت تک کے لئے حرام ہے۔''

بعض احادیث میں مطلق روکنے کا ذکر ہے اور بعض میں فتح مکہ کے دن روکنے کا

(۱۳۳) الارواء ۶/۳۱۳۔ صحیح الجامع وحاشیہ ۳/۶/۵۶

تذکرہ آیا ہے۔

(۲)۔ ابوداؤد و بیہقی اور مسند احمد کی ایک روایت میں حجۃ الوداع کا دن ہے مگر اسے اہل علم نے شاذ قرار دیا ہے۔(۱۳۴)

۳۔ صحیح مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان، بیہقی، دارمی، مصنف ابن ابی شیبہ، ابن الجارود، المحلی، ابن حزم اور مسند احمد میں حضرت سبرہ بن معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

﴿ انّہ، کَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَااَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ قَدْ کُنْتُ اَذِنْتُ لَکُمْ فِی الْاِسْتِمْتَاعِ مِنَ النِّسَآءِ وَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ حَرَّمَ ذَالِکَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ فَمَنْ کَانَ عِنْدَہُ مِنْھُنَّ شَیْءٌ فَلْیُخَلِّ سَبِیْلَہ، وَلَا تَاْخُذُوْا مِمَّا اٰتَیْتُمُوْھُنَّ شَیْئًا. ﴾(۱۳۵)

''وہ نبی ﷺ کے ساتھ تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: لوگو! میں نے تمہیں عورتوں سے نکاح متعہ کی اجازت دی تھی لیکن اب اللہ نے یہ قیامت تک کے لئے حرام قرار دے دیا ہے۔ اگر کسی کے پاس ایسے نکاح والی کوئی عورت ہو تو وہ اسے فارغ کر دے اور اسے جو حق مہر دیا ہوا تھا اس میں کچھ واپس نہ کرے۔''

۴۔ صحیح مسلم میں حضرت سبرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

﴿ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنِ الْمُتْعَۃِ وَقَالَ اَلَا اِنَّھَا حَرَامٌ مِنْ یَوْمِکُمْ ھٰذَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ وَمَنْ کَانَ اَعْطٰی شَیْئًا فَلَا یَاْخُذْہُ ﴾ (۱۳۶)

''نبی کریم ﷺ نے نکاح متعہ سے منع کر دیا ہے اور فرمایا ہے۔ خبردار! یہ آج سے

(۱۳۴) الصحیحہ: ۱/۲۶۰۔ الارواء ۶/۳۱۵۔ المحلی ۱۱/۹/۱۷۱

(۱۳۵) الصحیحہ: ۱/۲۵۹، ۲۶۰۔ الارواء: ۶/۳۱۵۔ المحلی: ۱۱ (۱۳۶) حوالہ جات)

لے کر روز قیامت تک حرام کر دیا گیا ہے۔ اور اگر کسی نے کسی کو ایسے نکاح کے لئے مہر کے طور پر کچھ دیا ہوا ہے تو وہ اس سے واپس نہ لے۔"

۵۔ صحیح مسلم و بیہقی میں ان کی ایک روایت کے الفاظ ہیں:

﴿ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْمُتْعَةِ عَامَ الْفَتْحِ حِيْنَ دَخَلْنَا مَكَّةَ ثُمَّ لَمْ نَخْرُجْ حَتّٰى نَهَانَا عَنْهُ ﴾ (۱۳۷)

"نبی ﷺ نے ہمیں فتح مکہ کے دن متعہ کی اجازت دی تھی، پھر مکہ مکرمہ سے نکلنے سے پہلے ہی ہمیں اس سے روک دیا تھا۔"

صحیح مسلم و بخاری، مسند احمد، معجم طبرانی اوسط میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ متعہ میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تو انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

﴿ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ وَعَنْ لُحُوْمُ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ زَمَنِ خَيْبَرَ ﴾ (۱۳۸)

"نبی ﷺ نے فتح خیبر کے وقت نکاح متعہ اور گھریلو پالتو گدھوں کے گوشت سے منع کیا تھا۔"

۷۔ یہی حدیث صحیح مسلم اور بعض دیگر کتب میں بھی ہے لیکن اس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ذکر کے بغیر ہی ہے۔ (۱۳۹)

۸۔ اور صحیح مسلم و سنن نسائی میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی سے مخاطب ہو کر فرمایا:

﴿ اِنَّكَ رَجُلٌ تَائِهٌ، نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَآلِهِ

---

(۱۳۷) الارواء ایضاً، نصب الرایہ ۳/ ۱۷۷

(۱۳۸) بخاری مع الفتح: ۹/ ۱۶۶، ۱۶۷۔ صحیح الجامع: ۳/ ۶/ ۵۶۔ المنتقی مع النیل: ۴/ ۷/ ۲۲۶۔ نصب الرایہ: ۳/ ۱۷۹

(۱۳۹) الارواء: ۶/ ۳۱۷

وَسَلَّمَ عَنِ الْمُتْعَةِ ﴾(۱۴۰)

''تم بیکار آدمی ہو،ہمیں نبی ﷺ نے نکاح متعہ سے منع کر رکھا ہے۔''

۹۔ معجم طبرانی اوسط میں ہے کہ یہ الفاظ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہے تھے۔

مسند احمد میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے۔

﴿ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنِ الْمُتْعَةِ ﴾(۱۴۱)

''نبی کریم ﷺ نے نکاح متعہ سے منع فرمایا ہے۔''

(ج) جواز کی روایات:۔

صحیح بخاری میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جواز کی حدیث مروی ہے۔

ایسے ہی صحیحین میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ایک حدیث مروی ہے۔جس سے کسی غزوہ کے موقع پر متعہ کے جواز کا پتہ چلتا ہے۔(۱۴۲)

(د) امام بخاری کا فیصلہ:

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صحیح میں جواز وتحریم والی دونوں طرح کی احادیث وروایات کوذکر کرنے کے بعد اس باب کی آخری حدیث جواز کے آخر میں لکھا ہے:

(۱۴۰) الارواء:۶/۳۱۷،۳۱۸

(۱۴۱) صحیح الجامع ۳/۶/۵۶

(۱۴۲) المنتقی مع النیل:۴/۷/۲۲۷

﴿ وَقَدْ بَيَّنَهُ، عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَّهُ، مَنْسُوْخٌ ﴾ (۱۴۳)

''حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی ﷺ سے بیان کر دیا ہے کہ یہ منسوخ ہو گیا ہے۔''

صحیح مسلم میں خود حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

﴿ رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ عَامَ اَوْطَاسٍ فِي الْمُتْعَةِ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ ثُمَّ نَهٰى عَنْهَا ﴾ (۱۴۴)

''اوطاس کے سال نبی کریم ﷺ نے تین دن کے لئے نکاح متعہ کی اجازت دی تھی پھر اس سے منع فرما دیا تھا۔''

(ر) قول ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما:

اب رہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو ان کے بارے میں ایک تو ابن عمرو زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی وضاحت ہم آگے چل کر ذکر کر رہے ہیں کہ عہد نبوی میں وہ بہت کم سن بچے تھے جب کہ خود بھی وہ مطلق جواز کے قائل نہیں تھے۔ بلکہ زیادہ سے زیادہ وہ اسے ان حالات میں جائز قرار دیتے تھے۔ جن حالات میں کسی کے لئے مردار و خنزیر کا گوشت اور خون کا کھانا روا ہو جاتا ہے کیونکہ سنن کبریٰ بیہقی میں ہے۔

﴿ اَنَّ الْمُتْعَةَ لَا تَحِلُّ اِلَّا لِمُضْطَرٍّ اَلَا اِنَّمَا هِيَ كَالْمَيْتَةِ وَالدَّمِ وَلَحْمِ الْخِنْزِيْرِ ﴾ (۱۴۵)

''متعہ کی اجازت صرف مجبور کو ہے۔ خبردار یہ بھی اسی طرح حرام ہے جس طرح کہ

---

(۱۴۳) بخاری: ۹/ ۱۶۷

(۱۴۴) صحیح مسلم

(۱۴۵) فتح الباری: ۹/ ۱۷۱۔ بیہقی ۷/ ۲۰۵

مردار کا گوشت' خون اور خنزیر کا گوشت حرام (اور صرف انتہائی مجبوری میں معاف) ہیں۔"

لیکن اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ (۱۴۶)

اہل علم نے لکھا ہے کہ انہوں نے اپنے فتویٰ سے بھی مطلق رجوع کرلیا تھا۔ (۱۴۷)

یہ زنا ہے:

معجم طبرانی اوسط میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے سامنے کہا گیا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نکاح متعہ کو جائز قرار دیتے ہیں تو انہوں نے فرمایا۔ سبحان اللہ میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں یہ سوچ بھی نہیں سکتا۔ انہیں بتایا گیا کہ واقعی وہ کہتے ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ دراصل نبی اقدس ﷺ کے عہد مبارک میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کم سن بچے تھے۔ اور پھر فرمایا۔

﴿ نَهَانَا عَنْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَكُنَّا مُسَافِحِيْنَ ﴾ (۱۴۸)

"ہمیں اس کی اجازت دی گئی تھی لیکن پھر نبی ﷺ نے ہمیں اس سے منع فرما دیا تھا۔"

---

(۱۴۶) الارواء: ۶/ ۳۱۹

(۱۴۷) فتح الباری: ۹/ ۱۷۳۔ الارواء ۶/ ۳۱۹

(۱۴۸) الارواء: ۶/ ۳۱۸۔ وقواہ الحافظ فی التلخیص: ۲/ ۳/ ۱۵۴

صحیح ابی عوانہ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں مروی ہے۔

﴿ سُئِلَ عَنِ الْمُتْعَةِ ، فَقَالَ حَرَامٌ ﴾ (۱۴۹)

''ان سے متعہ کے بارے میں سوال کیا گیا جس کے جواب میں انہوں نے فرمایا: یہ حرام ہے۔''

صحیح مسلم، سنن کبریٰ بیہقی میں ہے کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قیام مکہ کے دوران فرمایا۔

﴿ اِنَّ نَاسًا اَعْمَى اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ كَمَا اَعْمٰى اَبْصَارَهُمْ يُفْتُوْنَ بِالْمُتْعَةِ ﴾ (۱۵۰)

'' کچھ لوگوں کی اللہ نے آنکھیں اور دل اندھے کر دیئے ہیں۔ وہ متعہ کے جواز کا فتویٰ دیتے ہیں۔''

ایک آدمی نے (جن سے مراد حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں) عہد نبوت میں اس کے اجازت دیئے جانے کی بات کی' تو انہوں نے فرمایا۔

﴿ جَرِّبْ بِنَفْسِكَ ، فَوَاللّٰهِ لَئِنْ فَعَلْتَهَا لَاَرْجُمَنَّكَ بِاَحْجَارِكَ ﴾ (۱۵۱)

''تم خود یہ کر کے دیکھو' اللہ کی قسم اگر تم نے ایسا کیا تو تمہیں پتھروں سے سنگسار کر دوں گا۔''

صحیح مسلم و بیہقی کی اسی روایت میں ہے کہ حضرت ابن ابی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے جب عہد نبوی میں جواز متعہ کی بات کی گئی تو انہوں نے فرمایا۔

﴿ اَنَّهَا كَانَتْ رُخْصَةً فِىْ اَوَّلِ الْاِسْلَامِ لِمَنِ اضْطُرَّ اِلَيْهَا

(۱۴۹) الارواہ ایضاً وصححہ فتح الباری ۹/ ۱۶۹

(۱۵۰)

(۱۵۱) حوالہ جات بالا ونصب الرایہ ۳/ ۱۸۰'۱۷۷

كَالْمَيْتَةِ وَالدَّمِ وَلَحْمِ الْخِنْزِيْرِ ثُمَّ اَحْكَمَ اللّٰهُ الدِّيْنَ وَنَهٰى عَنْهَا ﴿(۱۵۲)

''شروع اسلام میں مجبور کے لئے اس کی رخصت دی گئی تھی جیسا کہ مردار' خون اور خنزیر کے گوشت کی مجبور کو اجازت ہے۔ پھر اللہ تعالی نے اپنے دین کو مضبوط کر دیا اور اس سے منع کر دیا۔''

غرض متعہ کا جواز منسوخ کر دیا گیا ہے اور راجح تر قول یہ ہے کہ یہ غزوہ خیبر کی بجائے غزوہ فتح مکہ کے وقت منسوخ کیا گیا تھا۔ علامہ ابن قیمؒ حافظ ابن حجر' علامہ البانی اور بعض دوسرے کبار علماء نے یہی رائے اختیار کی ہے۔ (۱۵۳)

(س) حرمت متعہ پر اجماع:

تمام دلائل کو سامنے رکھتے ہوئے امام قرطبی نے کہا ہے کہ تمام سلف وخلف اہل سنت کا اس کی حرمت پر اجماع ہے۔ علامہ ابن حزم' امام المنذر اور قاضی عیاض وابن عبدالبرؒ نے بھی اس پر اجماع کیا ہے۔ (۱۵۴)

(ص) اہل تشیع کے فتاوی:

حرمت متعہ پر تو آئمہ وفقہا اہل بیت کے فتاوی بھی ملتے ہیں۔

---

(۱۵۲) حوالہ جات بالا

(۱۵۳) زادالمعاد۔ فتح الباری۔ الارواء۔ الصحیحہ

(۱۵۴) فتح الباری ۹/۱۷۳۔ نصب الرایہ ۳: ۱۸۱' ۱۸۲

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات وفتاوی تو گزر چکے ہیں جب کہ انہیں کا ایک ارشاد یہ بھی ہے۔

﴿ لَا اُوْتٰی بِمُسْتَمْتِعِیْنَ اِلَّا رَجَمْتُهُمَا ﴾ (۱۵۵)

''میرے پاس اگر متعہ کرنے والے مرد وزن لائے گئے تو میں انہیں رجم کردوں گا۔''

حضرت جعفر بن محمد رحمہ اللہ تعالیٰ:

سنن کبری بیہقی میں ہے کہ حضرت جعفر بن محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے متعہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا:

﴿هِیَ الزِّنَا بِعَیْنِهٖ. ﴾(۱۵۶)

''یہ تو عین زنا ہے۔''

حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

اسی طرح روایت ہے کہ بسام صیر فی نے ابوعبداللہ حضرت جعفر الصادق رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے متعہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا۔

﴿ ذَالِکَ هُوَ الزِّنَا وَاِنَّهَا مِنَ الْمُخَادَنَةِ الَّتِیْ نَهَی اللّٰهُ تَعَالٰی

(۱۵۵) بطلان نکاح المتعۃ تالیف شیخ عبداللہ زید آل محمود رئیس شرعی کورٹس وامور اسلامیہ حکومت قطر صفحہ ۵۔۱۳۔طبع مطابع الدوحۃ الحدیثیہ۔قطر

(۱۵۶) فتح الباری: ۱۷۳/۹۔ بیہقی۔

عَنْهَا فِيْ كَثِيْرٍ مِنْ آيَاتِ الْقُرْآنِ مِثْلَ قَوْلِهِ تَعَالٰى مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسَافِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْ اَخْدَانٍ ﴾(۱۵۷)

''یہ تو کھلا زنا ہے اور یہ وہ چوری چھپے آشنائی کرنا ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی کئی آیات میں روکا ہے جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے'' نکاح کر کے ان کے محافظ بنو نہ یہ کہ آزاد شہوت رانی کرنے لگو یا چوری چھپے آشنائیاں کرو۔''

﴿وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى مُحْصَنَاتٍ غَيْرَ مُسَافِحَاتٍ وَّلَامُتَّخِذَاتِ اَخْدَانٍ﴾(۱۵۸)

''وہ حصار نکاح میں محفوظ (محصنات) ہوکر رہیں' آزاد شہوت رانی نہ کرتی پھریں اور نہ چوری چھپے آشنائیاں کریں۔''

امام جعفر صادق نے متعہ کو چوری چھپے آشنائیاں کرنا قرار دیا ہے۔ جس سے قرآن پاک نے منع کیا ہے۔

علامہ حسن بن یحیٰ بن زید رحمۃ اللہ تعالیٰ:

علامہ حسن بن یحی بن زید رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

﴿ اَجْمَعَ آلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ كَرَاهِيَةَ الْمُتْعَةِ وَالنَّهْيِ عَنْهَا وَالْكَرَاهِيَةِ مَعَ النَّهْيِ تَقْتَضِى التَّحْرِيْمَ ﴾(۱۵۹)

''نبی کریم ﷺ کے تمام اہل بیت کا اس بات پر اجماع ہے کہ متعہ مکروہ و منع ہے اور جب کراہت و ممانعت دونوں جمع ہو جائیں تو یہ اس کام کے حرام ہونے کا تقاضا

(۱۵۷) المائدہ:۵

(۱۵۸) النساء:۲۵

(۱۵۹) بحوالہ بطلان نکاح المتعہ صفحہ ۳۱ نظر موسوعۃ الفقہ الاسلامی للشیخ ابوزھرہ مصری ا

کرتی ہیں۔"

نقصان متعہ:

پھر نکاح متعہ سے کئی مقاصد حاصل ہی نہیں ہوتے جو کہ شریعت میں مقصود ہیں۔مثلا:
قرآن کریم میں اللہ تعالی نے بیوی کوکھیتی قرار دیا ہے۔سورہ بقرہ میں ارشاد الٰہی ہے۔

﴿ نِسَآءُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ﴾

"تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں۔"

اورکھیتی فصل کے لئے ہوتی ہے۔جب کہ بیوی اولاد کی فصل کے لئے ہے جس کی کثرت اسلام میں محبوب ہے کیونکہ ابوداؤد ونسائی میں حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور سنن کبری بیہقی اورالکامل ابن عدی میں حضرت ابوامامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، صحیح ابن حبان معجم طبرانی اوسط سنن سعید بن منصور رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بیہقی میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مختلف مگر ملتے جلتے الفاظ والا نبی اقدس ﷺ کا ارشادگرامی ہے۔

﴿ تَزَوَّجُوا الْوُلُوْدَ الْوَدُوْدَ فَإِنِّيْ مَكَاثِرٌ بِكُمُ (الْاَنْبِيَآءِ) الْاُمَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ﴾(۱۶۰)

"زیادہ بچے پیدا کرنے اور زیادہ محبت کرنے کی صلاحیت رکھنے والی عورت سے شادی کرو۔قیامت کے دن میں اپنی امت کی کثرت کی وجہ سے (دیگر انبیاء یا) ان کی امتوں پرفخر کروں گا۔"

(۱۶۰) صحیح الجامع:۲/۳/۳۰۔الصحیحہ:۱۷۸۲، الارواء ۶/۱۹۵۰۔۱۷۸۴، آداب الزفاف:۵۵

جب کہ متعہ میں یہ چیزیں یا یہ امتیازات وصفات مفقود ہیں۔ وہاں بیوی اولاد کی کھیتی بن ہی نہیں سکتی۔ کیونکہ چند دنوں یا ھفتوں یا مہینوں کے طے شدہ وقت والی عورت ان مقاصد کو کہاں پورا کرے گی۔ اسی طرح متعہ نسب کو خراب کرنے کا بھی ذریعہ ہے جب کہ اسلام نے نسب کے تحفظ کے لئے ایک عورت کو ایک وقت میں صرف ایک ہی مرد سے نکاح کی اجازت دی ہے تاکہ نسب میں کوئی خرابی نہ آئے۔ ان سب امور کے علاوہ حقیقت یہ ہے کہ ایک ایسا کام ہے کہ اسے جائز کہنے والے خود اس کے کئی پہلوؤں پر عمل کرنے کو انتہائی ناپسند سمجھتے ہیں۔ یعنی اپنی بہن یا بیٹی وغیرہ کو اسکی ہرگز اجازت نہیں دیتے۔ اس سے بھی اندازہ ہو جاتا ہے کہ اس کی شرعی حیثیت کیا ہو سکتی ہے۔

فرقہ زیدیہ

زیدیہ کے یہاں بھی متعہ جائز نہیں حتیٰ کہ حضرت زید بن علی نے اپنے جدامجد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے جس میں ہے۔

﴿ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهِ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنِ الْمُتْعَةِ عَامَ خَيْبَرَ ﴾ (۱۶۱)

''نبی کریم ﷺ نے فتح خیبر کے سال متعہ سے منع کر دیا تھا۔''

---

(۱۶۱) للتفصیل فتح الباری ۹/ ۱۶۶/۴/۱۷۴۔ نیل الاوطار ۴/ ۷/ ۲۶۲۔۲۳۱، کتاب بطلان نکاح المتعۃ شیخ عبداللہ بن زید آل محمود قطر

نکاح حلالہ

نکاح کی جو صورتیں اسلام میں ممنوع و باطل قرار دی گئی ہیں ان میں سے ہی نکاح حلالہ بھی ہے اور نکاح حلالہ بعض وجوہ کی بناء پر متعہ سے بھی بدتر ہے۔ کیونکہ متعہ تو آغاز اسلام میں کبھی بعد میں عرصہ کے لئے حلال و روا رہا جبکہ یہ حلالہ تو کبھی بھی حلال نہیں رہا۔ نہ اسلام کے آغاز میں اور نہ کبھی بعد میں۔

پہلی حدیث:

اس حلالہ کے حرام و باطل ہونے کا پتہ متعدد احادیث رسول ﷺ سے چلتا ہے ۔جن میں سے پہلی حدیث ابوداؤد' ترمذی' ابن ماجہ' سنن کبری' بیہقی' الکامل ابن عدی اور مسند احمد میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جس میں ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

﴿ لَعَنَ اللّٰهُ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَه، ﴾(۱۶۲)

''اللہ تعالیٰ نے حلالہ کرنے اور حلالہ کروانے والے دونوں مردوں پر لعنت کی ہے۔''

اس حدیث میں تو ہے کہ حلالہ کرنے والے اور حلالہ کروانے والے پر اللہ کی لعنت کی ہے۔

(۱۶۲) الارواء:۶/۳۰۷'۳۰۹۔ صحیح الجامع:۳/۵/۲۱۔ وصححہ الالبانی وقبلہ ابن السکن ترمذی مع التحفۃ: ۴/۲۶۳۔ مسند احمد ۱/۸۸'۸۷'۸۳۔ بیہقی:۷/۲۰۸

دوسری حدیث:

جب کہ ایک دوسری حدیث میں رسالت مآب ﷺ نے بالفاظ دیگر نبی کریم ﷺ نے بھی لعنت فرمائی ہے۔ چنانچہ ترمذی ونسائی، دارمی وبیہقی، مصنف ابن ابی شیبہ اور مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ارشاد نبوی ہے۔

﴿لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰه صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَلْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَه'﴾ (۱۶۳)

''نبی ﷺ نے حلالہ کرنے اور حلالہ کروانے والے دونوں مردوں پر لعنت فرمائی ہے۔''

یہی الفاظ مصنف ابن ابی شیبہ، المنتقی ابن الجارود وسنن کبری بیہقی اور مسند احمد میں بھی ہیں اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مسند اسحاق، مسند بزار اور العلل ترمذی کی طرف بھی منسوب کیا ہے۔ یہ حدیث حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اور اسے امام بخاری نے حسن قرار دیا ہے۔ (۱۶۴)

تیسری حدیث

(۱۶۳) ترمذی: ۴/۲۶۴۔ مسند احمد ۱/ ۴۴۸۔ ۴۶۲۔ بیہقی: ۷/ ۲۰۸۔ المنتقی مع النیل: ۳/ ۶/ ۱۳۷۔ التلخیص: ۲/ ۳/ ۱۷۰۔ وقال صححہ ابن القطان وابن دقیق العید علی شرط البخاری کما صححہ الترمذی، والالبانی فی الارواء ۶/ ۳۰۷۔ ابن شیبہ: ۷/ ۴۴، ۴۵۔

(۱۶۴) الارواء: ۶/ ۳۰۸

سنن ابن ماجہ بیہقی اور مستدرک حاکم میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

﴿ اَلا اُخبِرُکُمْ بِالتَّیْسِ الْمُسْتَعَارِ؟ قَالُوْا: بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! قَالَ الْمُحَلِّلُ لَعَنَ اللّٰہُ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَہُ ﴾ (۱۶۵)

''کیا میں تمہیں کرائے کے سانڈ کے بارے میں نہ بتاؤں؟'' صحابہ نے عرض کیا ''کیوں نہیں اے اللہ کے رسول ﷺ!'' فرمایا '' حلالہ کرنے والا۔ اللہ نے حلالہ کرنے اور کروانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔''

اس حدیث کے ایک راوی ابومصعب کی وجہ سے بوصیری نے مصباح الزجاجہ فی زوائد ابن ماجہ میں اس سند کو مختلف فیہ قرار دیا ہے۔ جب کہ عبدالحق اشبیلی نے الاحکام میں علامہ ابن تیمیہ نے اپنے فتاوی کتاب ابطال الحیل میں اور شیخ البانی نے الارواء میں اور صحیح الجامع الصغیر میں اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ (۱۶۶)

امام حاکم نے بھی اسے صحیح کہا ہے اور علامہ ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔ (۱۶۷)

اور حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث مسند احمد بزار ابویعلی مسند اسحاق میں ہے اسے علامہ زیلعی حنفی نے صحیح کہا ہے۔ (۱۶۸)

---

(۱۶۵) مستدرک حاکم: ۲/ ۲۱۷۔ طبع جدید مرقم۔ بیہقی ۷/ ۲۰۸۔ الارواء ۶/ ۳۰۹۔ ۳۱۱۔ صحیح الجامع ۱/ ۲/ ۳۵۹۔ التلخیص: ۲/ ۳/ ۱۷۰۔ المنتقی مع النیل: ۳/ ۶/ ۱۳۸، ۱۳۹۔

(۱۶۶) الارواء ایضا، والتحفۃ الاحوذی: ۴/ ۲۶۳

(۱۶۷) المستدرک ایضا

(۱۶۸) التحفۃ: ۴/ ۲۶۳

چوتھی حدیث:

ایک اور حدیث معجم طبرانی اوسط، سنن کبری بیہقی اور مستدرک حاکم میں ہے جس میں حضرت نافع رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں۔

﴿ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ فَسَاءَ لَه، عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَءَ تَه، ثَلاثًا فَتَزَوَّجَهَا اَخٌ لَه، مِنْ غَیْرِ مُؤَامِرَةٍ مِنْهُ لِیُحِلَّهَا لِاَخِیْهِ هَلْ تَحِلُّ لِلاَوَّلِ؟ قَالَ: لَا، اِلَّا نِکَاحَ رَغْبَةٍ وَکُنَّا نَعُدُّ هٰذَا سِفَاحًا عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ ﴾ (۱۶۹)

''ایک آدمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آ کر عرض کی کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں اور اس کے بھائی نے بغیر کسی باہمی مشورہ و پلاننگ کے اس عورت سے نکاح کرلیا ہے تاکہ وہ اس عورت کو اپنے بھائی کے لئے حلال کردے کیا یوں وہ اس کے لئے حلال ہو جائے گی؟ انہوں نے فرمایا نہیں۔ سوائے اس کے کہ کوئی بھی ساتھ زندگیگزارنے کی رغبت سے نکاح کرے۔ (اور پھر کسی وجہ سے وہ عورت بیوہ یا مطلقہ ہو جائے) اور ہم عہد رسالت ﷺ میں ایسے نکاح کو زنا سمجھتے تھے۔''

اس حدیث کو امام حاکم نے صحیح کہا ہے اور علامہ ذہبی و البانی نے ان کی موافقت کی ہے اور علامہ ہیثمی نے مجمع الزوائد میں اس کی سند کے تمام رواۃ کو صحیح کے راوی قرار دیا ہے۔ اور بظاہر تو یہ صحابی کا قول معلوم ہوتا ہے لیکن ایسا ہے نہیں کیونکہ یہ اصول حدیث کا قاعدہ نہیں ہے۔

---

(۱۶۹) مستدرک حاکم: ۲/ ۲۱۷۔ بیہقی ۷/ ۲۰۸۔ مجمع الزوائد ۲/ ۴/ ۲۶۷۔ الارواء ۶/ ۳۱۱۔ المحلی: ۱۰/ ۱۸۱۔ نیل الاوطار ۳/ ۶/ ۱۳۹۔ التلخیص: ۲/ ۳/ ۱۷۰۔ تحفۃ الاحوذی: ۴/ ۲۶۳، ۲۶۵۔

اصول حدیث کا قاعدہ:

اصول حدیث کا قاعدہ ہے کہ اگر کوئی صحابی اپنی بات میں عہد نبوت کا ذکر بھی کرے کہ نبی اقدس ﷺ کے زمانے میں وہ یوں کرتے یا سمجھتے یا کہتے تھے تو وہ موقوف اثر نہیں بلکہ مرفوع حدیث کے حکم میں ہوتا ہے۔ اور اس حدیث میں بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما "کُنَّا نَعُدُّ هٰذَا سَفَاحًا" کے ساتھ "عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ" کہہ رہے ہیں۔ لہذا یہ بھی مرفوع حدیث کے حکم میں شمار ہوگی۔

آثار صحابہ و آئمہ:

بعض آثار میں بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ حلالہ حلال نہیں ہے بلکہ حرام ہے۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں عبدالمالک بن مغیرہ بن نوفل بیان کرتے ہیں۔

﴿اَنَّ ابْنَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا سُئِلَ عَنْ تَحْلِيْلِ الْمَرْأَةِ لِزَوْجِهَا؟ فَقَالَ ذَالِكَ السَّفَاحُ! لَوْ اَدْرَكَكُمْ عُمَرُ لَنَكَّلَكُمْ﴾ (۱۷۰)

"حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح حلالہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا۔ یہ زنا ہے اور اگر (حضرت) عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ لگ گئے تو وہ تمہیں سزا دیں گے۔"

مصنف ابن ابی شیبہ ومحلی ابن حزم میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

---

(۱۷۰) مصنف ابن ابی شیبہ: ۷/۴۴/۲ وصحیحہ الالبانی فی الارواء ۶/۳۱۱

﴿ لَا اُوْتِیَ بِمُحَلِّلٍ وَلَا مُحَلَّلٍ لَه' اِلَّا رَجَمْتُه' ﴾(۱۷۱)

''میرے سامنے اگر حلالہ کرنے والا یا حلالہ کروانے والا لایا گیا تو میں اسے سنگسار کردوں گا۔''

حدیث عسیلہ:

اس کی شاہد حدیث بھی ہے۔ جو کہ صحیح مگر مرسل سند سے مصنف ابن ابی شیبہ میں ہی مروی ہے جس میں عمرو بن دینار بیان کرتے ہیں:

﴿اَنَّه' سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَاَتَه' فَجَاءَ مِنْ اَهْلِ الْقَرْيَةِ بِغَيْرِ عِلْمِهٖ وَلَا عِلْمِهَا' فَاَخْرَجَ شَيْئًا مِنْ مَالِهٖ فَتَزَوَّجَهَا بِهٖ لِيُحَلِّلَهَا لَه' فَقَالَ :لَا ثُمَّ ذَكَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم سُئِلَ عَنْ مِثْلِ ذَالِكَ فَقَالَ لَا حَتّٰى يَنْكِحُهَا مُرْتَغِبًا لِنَفْسِهٖ حَتّٰى يَتَزَوَّجَهَا مُرْتَغِبًا لِنَفْسِهٖ فَاِذَا فَعَلَ ذَالِكَ لَمْ تَحِلَّ لَه' حَتّٰى يَذُوْقَ الْعُسَيْلَةَ ﴾(۱۷۲)

''ان سے ایک ایسے آدمی کے بارے میں سوال کیا گیا جس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی تو کسی کے گاؤں سے کوئی آدمی آیا جس کا نہ مرد کو پتہ ہے نہ عورت کو (کہ کیوں وہ ایسا کر رہا ہے) اس نے حق مہر کے پیسے ادا کئے اور اس عورت سے شادی کرلی' تا کہ وہ اسے اس کے سابقہ شوہر کے لئے حلال کردے (کیا وہ حلال ہو جائے گی؟) فرمایا: نہیں' پھر ذکر کیا کہ نبی ﷺ سے بھی ایسا ہی سوال ہوا تھا اور آپ ﷺ نے فرمایا تھا: نہیں' الا یہ کہ نکاح کرنے والا اپنے لئے اور زندگی بھر کے ساتھ

(۱۷۱) المحلی: ۱۰/۱۸۱

(۱۷۲) مصنف ابن ابی شیبہ ۷/۴۵/ اوقال الالبانی فی الارواء ۶/ ۳۱۲ھو مرسل صحیح الاسناد

کی نیت سے برضا ورغبت نکاح کرے۔اور اگر کسی نے صرف عورت کو دوسرے کے لئے حلال کرنے کی نیت سے نکاح کیا تو وہ حلال نہیں ہوگی جب تک کہ وہ دونوں ازدواجی زندگی کا مزہ نہ چکھ لیں۔''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کوئی نکاح اس وقت تک صحیح ہی نہیں ہوتا جب تک کہ نکاح کرنے والا شخص یا شوہر اس منکوحہ بیوی کو دلی رغبت کے ساتھ اپنی شریک حیات بنانے کا ارادہ نہ رکھتا ہو۔اور پھر صرف عقد اور خلوت ہی پر کفایت نہیں ہوگی بلکہ ضروری ہے کہ میاں بیوی نے وظیفہ زوجیت بھی ادا کیا ہو۔اگر کسی نے نکاح تو کیا مگر جماع وہم بستری نہیں کی تو ایسے فقط نکاح سے بھی وہ عورت پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں ہوتی۔نکاح بھی صحیح شریک حیات بنانے کی نیت سے ہو۔دونوں وظیفہ زوجیت بھی ادا کریں اور پھر اس شوہر کو طبعی طور پر موت آ جائے،قتل کر دیا جائے یا اپنی باہمی ناچاکی کے نتیجے میں کسی بیرونی دباؤ کے بغیر اپنی رضا ومرضی سے اسے طلاق دے دے تب جا کر وہ عورت دوبارہ اپنے پہلے شوہر کے لئے حلال ہوتی ہے ورنہ نہیں۔صحیح بخاری ومسلم ترمذی اور دیگر کتب حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا،ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ،انس اور ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی احادیث عسیلہ بھی اس کا پتہ دیتی ہیں۔(۱۷۳)

اللہ کو دھوکا؟

آجکل جس حلالہ کو بعض لوگوں نے رواج دے رکھا ہے اس میں ان امور میں سے کچھ بھی تو نہیں ہوتا۔نہ شادی اپنی شریک حیات بنانے کے لئے نہ طلاق ہی اپنی مرضی سے بلکہ سارے کا سارے کھیل ہی ایک ڈرامہ ہوتا ہے۔بلکہ یہ حیلہ تو اللہ کو دھوکا

(۱۷۳) ترمذی و تحفۃ الاحوذی: ۴/ ۲۶۱،۲۶۲

دینے والی بات ہے حتیٰ کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے تو اسے اللہ کو دھوکہ دینا قرار دیا ہے۔ چنانچہ ان کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے آ کر کہا۔

﴿ اِنَّ عَمِّیْ طَلَّقَ امْرَاَتَه' ثَلاثًا اَیُحِلُّھَا لَه' رَجُلٌ؟ قَالَ : مَنْ یُّخَادِعُ اللّٰهَ یَخْدَعْه' ﴾ (۱۷۴)

''میرے چچا نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں۔ کیا کوئی آدمی اسے اس کے لئے حلال کر سکتا ہے؟'' انہوں نے فرمایا'' جو اللہ کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتا ہے اسے اللہ دھوکہ دیتا ہے۔''

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حلالہ کے بارے میں فرمایا:

''حلالہ کرنے اور کروانے والے قیامت کے دن نبی کریم ﷺ کی زبان سے ملعون ہوں گے۔'' (۱۷۵)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ' عثمان غنی اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی حلالہ کی ممانعت کے اقوال ملتے ہیں جب کہ حضرت ابن مسعود' عقبہ بن عامر اور دیگر صحابہ ان احادیث کے راوی ہیں۔ علامہ ابن قیم کے بقول نکاح حلالہ نہ کبھی مباح رہا نہ روا ہوگا' نہ کسی صحابی نے کیا نہ اس کے جواز کا فتویٰ دیا۔ حضرت ابراہیم نخعی فرماتے ہیں کہ پہلے یا دوسرے خاوند یا اس مطلقہ بیوی تینوں میں سے کسی ایک کی نیت بھی حلالے کی ہو تو دوسرے حلالہ کرنے والے کا نکاح باطل ہے اور عورت پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں ہوتی۔ (۱۷۶)

ایک روایت میں امام ابوحنیفہؒ اور ان کے دونوں شاگرد امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک ایسی عورت پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں ہوتی۔ (۱۷۷)

---

(۱۷۴) المحلی: ۱۰/۱۸۱۔ الارواء الغلیل: ۶/۳۱۲۔ بیہقی: ۷/۳۳۷

(۱۷۵) المحلی: ۱۰/۱۸۱

(۱۷۶) تحفۃ الاحوذی: ۴/۲۶۶

حضرت قتادہ حسن بصری فرماتے ہیں کہ تینوں میں سے کسی ایک کی نیت بھی حلالے کی ہوئی۔ دونوں کا نکاح (حلالہ کرنے والے کا اور پھر شوہر کا دوسرا دونوں ہی) باطل ہیں۔ (۱۷۸)

حضرت سعید بن مسیبؒ نے بھی ایسی عورت کو اس طرح پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں مانا ہے۔ اور یہی قول سعید بن جبیر، طاؤس، امام اسحاق بن راہویہ، امام مالکؒ امام شافعیؒ، وکیعؒ لیثؒ، عبداللہ بن مبارکؒ، ثوریؒ، احمد بن حنبلؒ کا ہے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ جب نکاح میں حلالہ کی شکل آجائے تو نکاح باطل ہو جاتا ہے کیونکہ اس نکاح سے اصل نکاح کا مقصد پورا نہیں ہوتا بلکہ یہ بھی متعہ کی طرح بے مقصد ہو جانے کی وجہ سے ناجائز ہے۔ (۱۷۹)

امام احمد بن حنبلؒ سے پوچھا گیا اگر کوئی آدمی ایسی عورت سے محض اس لئے شادی کرے کہ وہ اسے اس کے پہلے شوہر کے لئے حلال کر دے جب کہ وہ عورت اس معاملہ کو نہیں جانتی تو اس کو کیا حکم ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ وہ شخص ''محلل'' یا ''حلالہ کرنے والا'' ہے اور ملعون ہے۔ (۱۸۰)

ان تمام احادیث رسول ﷺ اور آثار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اقوال تابعین کی تصریحات اور ائمہ کرام سے مسئلہ واضح ہو گیا کہ نکاح حلالہ باطل و ناجائز ہے، حیلہ و مکر ہے، اللہ کو دھوکہ دہی والا معاملہ ہے۔ لہٰذا تمام مسلمانوں کو وہ مرد ہوں یا عورتیں ان

---

(۱۷۷) المحلی: ۱۰/۱۸۲۔ نیل الاوطار: ۳/۶/۱۴۰

(۱۷۸) المحلی: ۱۰/۱۸۱

(۱۷۹) کتاب نکاح حلالہ تالیف ابو سلمی ناشر نعیم الدین قریشی دہلی فاروقی کتب خانہ ملتان تحفۃ الاحوذی: ۴/۲۶۲، ۲۶۷۔ المحلی: ۱۰/۱۸۱، ۱۸۵۔

(۱۸۰) نکاح حلالہ: ابو سلمی

احادیث و آثار کے پیش نظر حلالے جیسے حرام طریقہ نکاح سے بچنا چاہیے۔ اور ساتھ بیک وقت تین طلاقیں دینے کے ناجائز طریقہ سے بھی بچنا چاہیے تاکہ ایک ہوئی یا تین اس اختلاف میں پڑنے کی نوبت ہی نہ آئے اور حلالے جیسے شرمناک طریقوں کو ڈھونڈنے کی ضرورت ہی نہ پڑے۔

طلاق کا مشروع طریقہ:

مسائل طلاق کی تفصیلات ہمارا موضوع نہیں۔ البتہ یہاں صرف اتنا کہے جاتے ہیں کہ نبی اقدس ﷺ نے طلاق کا مشروع طریقہ یہ بتایا ہے کہ ایک وقت بلکہ ایک ماہ اور ایام طہر (طہارت) میں کہ جس طہر میں بیوی سے جماع نہ کیا ہو اس میں صرف ایک طلاق دی جائے۔ تینوں والا یعنی تین اکٹھی دینے والا طریقہ ہی ناجائز ہے اور اگر کبھی کسی نے کسی وجہ سے تین یا جتنی بھی طلاقیں بیک وقت دے دیں۔ صحیح احادیث کی رو سے نبی اقدس ﷺ کے عہد مسعود میں پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھی عہد خلافت کے پہلے دو سالوں میں ان تینوں طلاقوں کو ایک ہی شمار کیا جاتا تھا۔ (۱۸۱)

ان احادیث کو پیش نظر رکھا جائے تو حلالے جیسے حرام فعل کے ارتکاب کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ حق کو پہچاننے کی توفیق سے نوازے۔

---

(۱۸۱) صحیح مسلم

الغرض:

ہم قدرے تفصیل سے نکاح کے ان تمام طریقوں کا ذکر کر چکے ہیں جن سے اسلام نے منع فرمایا ہے۔ اور یہ اس لئے ہے کہ یہ طریقے کسی نہ کسی طرح فحاشی وبدکاری کے راستے کھولنے کا باعث ہوتے ہیں اور ان راستوں کو بند کر کے اسلام نے فحاشی کے دروازوں پر پہرے بٹھا دیئے ہیں تاکہ افراد معاشرہ میں عفت وپاکدامنی کی نسبت زیادہ سے زیادہ رہے۔

نکاح وبیاہ کی ترغیب

فحاشی کی روک تھام اور بدکاری کے انسداد وتدارک کے لئے اسلام نے جو تدابیر اختیار کی ہیں انہی میں سے ستائیسویں تدبیر یہ ہے کہ اس نے اپنے ماننے والوں کو نکاح وبیاہ یا شادی کرنے کی خوب ترغیب دلائی ہے تاکہ انسان اپنی جنسی ونفسانی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے نکاح جیسا حلال ومسنون طریقہ اختیار کرے اور بے راہ روی سے بچ سکے۔ اور نفسانی خواہشات کی تسکین تو ہر انسان کا فطری حق ہے۔ جس کے حاصل کرنے کا خود اسلام نے ہی طریقہ طے کیا ہے۔ اسلام اس حق کو حاصل کرنے کے خلاف ہرگز نہیں وہ تو بے راہ روی کے خلاف ہے کہ کوئی انسان جنسی خواہشات کی تسکین کے لئے تمام حدود وقیود کو پھلانگ جائے اور حلال وحرام کی تمیز ہی بھول جائے کیوں کہ یہ حق کا حصول تو کیا یہ تو شرف انسانیت کے بھی منافی انداز ہے بلکہ اس بے راہ روی کو تو حیوانیت کہنا قطعاً غلط نہ ہوگا۔ جہاں نہ شرف کا لحاظ نہ حیا کا پاس' نہ خاندان کے قیام وبقاء کی فکر' اور نہ نسب کے اختلاط وملاوٹ کا خدشہ۔ اسلام ایسی حیوانیت کے خلاف ہے اور اسے ختم کرنا چاہتا ہے۔ یہ ہرگز نہیں کہ وہ انسان کے فطری تقاضوں کے پورا کرنے میں حائل ہوتا ہو۔ قطعاً نہیں بلکہ اس کے برعکس اسلام

نے تو نکاح وشادی کی ترغیب دلائی ہے۔

نعمت الٰہی:

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے شادی جیسے پاکیزہ بندھن کو ایک نعمت کے طور پر متعارف کرواتے ہوئے بندوں پر احسان جتلایا ہے۔

چنانچہ سورہ روم میں ارشاد الٰہی ہے:

﴿وَمِنْ آيَاتِهِ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَّرَحْمَةً اِنَّ فِيْ ذَالِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ﴾ (۱۸۲)

''اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی۔ یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر کرتے ہیں۔''

اللہ کے بندوں (عباد الرحمن) کی جو دعائیں قرآن کریم میں وارد ہوئی ہیں ان میں سے ہی ایک دعا سورہ فرقان میں یوں وارد ہوئی ہے۔

﴿ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا. ﴾ (۱۸۳)

(رحمان کے بندے وہ ہیں) جو دعائیں مانگا کرتے ہیں کہ ''اے ہمارے رب ہمیں اپنی بیویوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک دے اور ہم کو پرہیزگاروں کا امام

---

(۱۸۲) سورہ روم

(۱۸۳) سورہ فرقان: ۷۴۔

بنا۔''

عہدِ شباب:

قرآن کریم میں جس طرح اللہ تعالیٰ نے شادی و نکاح کی ترغیب دلائی ہے۔ اسی طرح حدیث شریف میں نبی اقدس ﷺ نے بھی افرادِ امت اور خصوصاً نوجوان طبقہ کو نکاح کی خوب ترغیب دلائی ہے۔ کیونکہ ادھیڑ عمر میں قدرے کم اور بڑھاپے میں تو آوارگی کا تصور بھی نہ ہونے کے برابر رہ جاتا ہے۔ ان دونوں مرحلوں سے قبل عمر انسانی کے دو دوسرے مرحلے ہیں اور ان میں سے بھی بچپن و لڑکپن معصومیت کی عمریں ہیں۔ بلوغت کو پہنچنے تک فحاشی و بدکاری کیا ہوگی؟

البتہ ان تمام ادوار میں سے سب سے اہم ترین بھی اور بلا خیز و خطرناک ترین بھی عہدِ شباب یا دورِ جوانی ہے جس کا دیوانی ہونا معروف ہے اس دور میں اپنے آپ کو سنبھالنا بڑا اہم و ضروری ہوتا ہے اور اسے بہت بڑا کارنامہ بھی شمار کیا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

در جوانی توبہ کردن شیوہ پیغمبری
وقت پیری گرگ ظالم میشود پرھیز گار

''جوانی میں اپنے آپ کو سنبھالنا اور توبہ تائب ہونا تو ایک پیغمبرانہ شیوہ ہے۔ رہا بڑھاپے میں توبہ کرنا تو اس وقت اور کیا بھی کیا جا سکتا ہے۔ بڑھاپے میں تو ظالم ترین بھیڑیا بھی شکار و چیر پھاڑ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر صوفی و پرہیز گار ہو بیٹھتا ہے۔''

اصحابِ کہف اور جوانی:

جوانی میں برائی سے بچنے اور کارِ خیر میں صرف کرنے والوں کی تو خود اللہ تعالیٰ

نے بھی بڑی تعریفیں بیان کی ہیں ۔ چنانچہ قرآن کریم میں اصحاب کہف کا واقعہ معروف ہے جن کے متعلق پوری ایک سورت ہی سورۃ الکہف کے نام سے نازل ہوئی ہے۔ ان اصحاب کہف کا واقعہ بالتفصیل ذکر کیا جائے تو بات لمبی ہو جائے گی ۔ لہذا تفصیل کے طالب پندرھویں سپارے سے شروع ہونے اور سولہویں میں جا کر ختم ہونے والی اس سورت کا ترجمہ اور تفسیر دیکھ لیں ۔ ہمارا محل استشہاد یا مقام مقصود اس سورت کی وہ آیات ہیں جہاں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ وہ کون لوگ تھے ان کا عمل کیا تھا۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے۔

﴿ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ﴾ (۱۸۴)

" آپ کیا سمجھتے ہیں کہ غار اور کتبے والے ہماری کوئی بڑی عجیب نشانیوں میں سے تھے؟ جب وہ چند نوجوان غار میں پناہ گزین ہوئے اور انہوں نے کہا: اے پروردگار ہمیں اپنی رحمت خاص سے نواز اور ہمارا معاملہ درست کر دے۔"

یہاں بتایا گیا ہے کہ وہ چند نوجوان تھے جنہوں نے اللہ کی رحمت اور معاملے کی درستی کی دعا کی تھی ۔ آگے فرمایا:

﴿ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى ﴾ (۱۸۵)

"ہم ان (اصحاب کہف) کا اصل واقعہ تمہیں سناتے ہیں حق کے ساتھ وہ چند نوجوان تھے ۔ جو اپنے رب پر ایمان لے آئے تھے ہم نے ان کو ہدایت میں ترقی بخشی تھی۔"

---

(۱۸۴) سورہ کہف: ۹،۱۰

(۱۸۵) سورہ کہف: ۱۳

اور اس سے آگے بھی ان نوجوانوں کی تعریفیں ہیں جن میں سے ہی ان کا رب کائنات کی وحدانیت پر ایمان اور اعلان توحید اور شرک سے بیزاری کا اظہار ہے اور ان کا اپنی قوم کی روش شرک پر نکیر کرنا بھی ہے۔ اعلان توحید و مقابلہ نفرت و شرک اور عہد شباب یہی بات تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ان نوجوانوں کو اس قدر سراہا کہ ان کے نام و مقام پر پوری سورت اتار کر انہیں زندہ جاوید کر دیا۔

ترغیب نکاح:

جوانی میں ہی بے راہ روی کا خدشہ بھی زیادہ ہوتا ہے۔ خصوصاً جب کہ نوجوان لڑکا یا لڑکی غیر شادی شدہ بھی ہو اس لئے نبی اقدس ﷺ نے نوجوان نسل سے مخاطب ہو کر انہیں نکاح کی بڑی ترغیب دلائی ہے۔

چنانچہ صحیح بخاری و مسلم اور سنن اربعہ اور مسند احمد میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

﴿ یَامَعْشَرَ الشَّبَابِ ! مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَاِنَّهٗ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَاِنَّهٗ لَهٗ وِجَاءٌ ﴾ (۱۸۶)

"اے نوجوانو! تم میں سے جس میں جنسی استطاعت و رغبت ہو اسے چاہئے کہ شادی کرے۔ یہ اس کی نگاہ نیچی رکھنے اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے کا باعث ہوگی۔ اور اگر کسی میں اس کی طاقت نہ ہو تو اسے چاہئے کہ وہ روزے رکھے یہ اس کی شہوت کو کم کر دیں گے۔"

نان و نفقہ کی توفیق اور جسمانی صحت کا نام ہی استطاعت ہے۔ یہ بھی نہیں کہ پہلے

(۱۸۶) صحیح الجامع ۳/۶/۳۰۵۔ ترمذی مع التحفہ ۴/۱۵۵

وہ لاکھوں کا کاروبار کرے پھر ہی شادی کرے کیوں کہ اس استطاعت کا اندازہ تو صحیح بخاری کی اس حدیث سے بھی لگایا جاسکتا ہے جس میں ارشادِ نبوی ہے:

﴿ تَزَوَّجْ وَلَوْ ا بِخَاتَمٍ مِنْ حَدِيْدٍ ﴾ (۱۸۷)

''شادی کرلو چاہے وہ لوہے کی انگوٹھی (حق مہر) کے عوض ہی کیوں نہ ہو۔''

نیک عورت:

صحیح مسلم ونسائی ابن ماجہ اور مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿ اَلدُّنْيَا كُلُّهَا مَتَاعٌ ' وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا اَلْمَرْاَةُ الصَّالِحَةُ ﴾ (۱۸۸)

''یہ دنیا سب مال واسباب ہے اور اس مال واسباب میں سے سب سے قیمتی چیز نیک بیوی ہے۔''

تین سعادتیں تین شقاوتیں:

اور مستدرک حاکم معجم طبرانی کبیر اور مسند احمد' بزار اور صحیح ابن خزیمہ ملتے جلتے الفاظ والی حدیث میں حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

﴿ ثَلاثَةٌ مِنَ السَّعَادَةِ ' وَثَلاثَةٌ مِنَ الشَّقَاءِ: فَمِنَ السَّعَادَةِ

(۱۸۷) صحیح الجامع:۲/۳/۲۹

(۱۸۸) الترغیب ۳/۴۱۔ مشکوۃ:۲/۹۲۷

الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ تَرَاهَا فَتُعْجِبُكَ وَتَغِيْبُ عَنْهَا فَتَأْمَنُهَا عَلَى نَفْسِهَا وَمَالِكَ وَالدَّابَّةُ تَكُوْنُ وَطِيْئَةً فَتُلْحِقُكَ بِأَصْحَابِكَ وَالدَّارُ تَكُوْنُ وَاسِعَةً كَثِيْرَ الْمَرَافِقِ ' وَمِنَ الشَّقَاءِ الْمَرْأَةُ تَرَاهَا فَتَسُوْؤُكَ وَتَحْمِلُ لِسَانَهَا عَلَيْكَ وَإِنْ غِبْتَ عَنْهَا لَمْ تَأْمَنْهَا عَلَى نَفْسِهَا ' وَمَالِكَ وَالدَّابَّةُ تَكُوْنُ قَطُوْفًا فَإِنْ ضَرَبْتَهَا أَتْعَبَتْكَ وَإِنْ تَرَكْتَهَا لَمْ تُلْحِقْكَ بِأَصْحَابِكَ وَالدَّارُ تَكُوْنُ ضَيِّقَةً قَلِيْلَةَ الْمَرَافِقِ ﴾(۱۸۹)

''تین چیزیں سعادت وخوش نصیبی اور تین چیزیں شقاوت و بد نصیبی ہیں۔ سعادت کا باعث وہ نیک بیوی ہے کہ دیکھو تو تمہیں پسند آئے اگر اسے اکیلی چھوڑ جاؤ تو وہ اپنی عصمت اور تمہاری دولت کی امین ہو اور وہ جانور جو مطیع ہو اور تمہیں تمہارے ساتھیوں کے ساتھ ملا دے اور وہ گھر جو کھلا ہو اس کے کئی ملاحق ومرافق (کمرے، صحن، گیلریاں وغیرہ) ہوں اور شقاوت کا باعث وہ بیوی ہے جو دیکھنے میں بدصورت ہو تم پر زبان درازی بھی کرے اور اگر تم اسے اکیلی چھوڑ دو تو تمہیں اس کی عصمت اور اپنے مال کے بارے میں امن وسکون نہ ہو اور وہ جانور جو ازیل ہو۔ اگر اسے ماریں تو وہ آپ کو تھکا دے اور اگر نہ ماریں تو تمہیں ساتھیوں سے بہت پیچھے کر دے۔ اور وہ گھر جو تنگ ہو (مرافق وملاحق صحن وکمرے وغیرہ) تنگ اور کم ہوں۔ جب کہ صحیح ابن خزیمہ میں ایک اور چیز یعنی اچھا یا برا پڑوسی بھی مذکور ہوا ہے۔ (۱۹۰)

مدد الٰہی:

ترمذی ونسائی ابن ماجہ ومستدرک حاکم اور مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

(۱۸۹) صحیح الجامع ۳/۲/۷۰۔ مستدرک حاکم ۲/۳/۲/۱۷۲۔ الترغیب والترھیب للمنذری ومجمع ۳/۴۲

(۱۹۰) بحوالہ بالا

﴿ثَلاثَةٌ حَقٌّ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى عَوْنُهُمْ اَلْمُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمَكَاتِبُ الَّذِيْ يُرِيْدُ الْاَدَاءَ وَالنَّاكِحُ الَّذِيْ يُرِيْدُ الْعَفَافَ﴾ (۱۹۱)

''تین آدمیوں کی مدد کرنا اللہ پر حق ہے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا ادائیگی کی نیت سے مالک کے ساتھ آزادی کی قیمت طے کر لینے والا غلام اور عفت و پاکدامنی کی نیت سے شادی کا ارادہ کرنے والا شخص۔''

تزوجوا:

ابوداؤد و نسائی کی ایک حدیث میں حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿تَزَوَّجُوا الْوُدُوْدَ الْوُلُوْدَ، فَاِنِّيْ مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْاُمَمَ (الْاَنْبِيَاءَ) يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾ (۱۹۲)

''زیادہ پیار کرنے اور زیادہ بچے پیدا کرنے کی صلاحیت رکھنے والی عورت سے شادی کرو قیامت کے دن میں اپنی امت کی کثرت کی وجہ سے دوسری قوموں (یا انبیاء) پر فخر کروں گا۔''

سنن کبریٰ بیہقی، مسند الرویانی اور الکامل ابن عدی میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ارشاد نبوی ﷺ ہے:

﴿تَزَوَّجُوْا فَاِنِّيْ مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْاُمَمَ، وَلَا تَكُوْنُوْا كَرُهْبَانِ

(۱۹۱) الترغیب: ۳/۴۳۔ مستدرک حاکم ۲/۱۶۴۔ طبع جدید۔ وقال الذہبی۔ علی شرط مسلم۔ مشکوۃ: ۲/۹۲۹ وحسنہ۔ صحیح الجامع ۲/۳/۷۰

(۱۹۲) مستدرک حاکم: ۲/۱۶۲۔ الترغیب: ۳/۴۶۔ الارواء۔ ۱۸۱۱۔ صحیح الجامع ۲/۳/۴۰۔ مشکوۃ: ۲/۹۲۹

النَّصَارٰی﴾ (۱۹۳)

''شادی کرو۔ میں تمہاری کثرت کی وجہ سے دوسری امتوں پر فخر کروں گا۔ عیسائیوں کے پادریوں کی طرح نہ بنو۔''

﴿تَزَوَّجُوا الْاَبْكَارَ، فَاِنَّهُنَّ اَعْذَبُ اَفْوَاهًا وَاَنْقٰى اَرْحَامًا وَاَرْضٰى بِالْيَسِيْرِ وَاَقَلُّ خَبًّا﴾ (۱۹۴)

''کنواری لڑکیوں سے شادی کرو وہ شیریں رو صاف رحم والی، کم پر راضی رہنے والی اور کم بگڑنے اور کم مکروفریب والی ہوتی ہیں۔''

یہی حدیث سنن ابن ماجہ میں تزوجوا الابکار کی بجائے علیکم بالابکار کے صیغہ سے مگر مرسلاً، اسی طرح فوائدتمام الرازی، سنن کبری بیہقی (۸۱/۷) غریب الحدیث ابن قتیبہ، شرح السنۃ بغوی میں بھی ہے۔ اس کی ایک شاہد مصنف ابن ابی شیبہ میں صحیح سند سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موقوفا مروی ہے۔ اور یہی حدیث عمرو بن عثمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور مکحول سے سنن سعید بن منصور میں مرسلاً بھی وارد ہوئی ہے۔ (۱۹۵)

نکاح نصف ایمان ودین:

معجم طبرانی اوسط میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی

(۱۹۳) صحیح الجامع: ایضا

(۱۹۴) صحیح الجامع: ۲/۳/۴۰۔ الصحیحہ: ۲۶۳۔

(۱۹۵) للتفصیل الصحیحہ: ۲/۱۹۲،۱۹۶۔ بیہقی: ۸۱/۷۔ مشکوۃ: ۲/۹۲۹، ۳۰۹۲۔ مجمع الزوائد: ۲/۴/۲۵۹۔ مصنف ابن ابی شیبہ: ۷/۷۲/۱۔ سنن سعید بن منصور۔

اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿ اِذَا تَزَوَّجَ الْعَبْدُ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ نِصْفَ الدِّيْنِ فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ فِيْمَا بَقِیَ ﴾(۱۹۶)

"بندہ جب شادی کرتا ہے تو وہ اپنا آدھا دین مکمل کر لیتا ہے۔اب اسے بقیہ کے معاملے میں اللہ سے ڈرنا چاہیئے۔"

اسی طرح معجم طبرانی اوسط اور مستدرک حاکم میں اس حدیث کے الفاظ یوں ہیں۔

﴿ مَنْ رَزَقَهُ اللّٰهُ امْرَأَةً صَالِحَةً فَقَدْ اَعَانَه عَلٰى شَطْرِ دِيْنِهٖ فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ فِي الشَّطْرِ الثَّانِیْ ﴾(۱۹۷)

"جسے اللہ نیک بیوی عطا کر دے اس کی اللہ تعالیٰ نے نصف دین مکمل کرنے میں مدد فرمادی۔اب نصف ثانی کے سلسلے میں اسے اللہ سے ڈرتے رہنا چاہیے۔"

جب کہ سنن ابن ماجہ و بیہقی 'المختارہ للضیاء' معجم طبرانی کبیر' مستدرک حاکم' فوائد تمام الرازی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

﴿ لَمْ يُرٰى لِلْمُتَحَابَّيْنَ مِثْلَ النِّكَاحِ ﴾(۱۹۸)

"دو پیار کرنے والوں کے مابین نکاح جیسے بندھن سے بہتر دوسرا کوئی چارہ کار نہیں ہے۔"

(۱۹۶) الترغیب: ۴۲/۳۔ الصحیحہ: ۱۹۹/۲۔ مشکوۃ: ۶۲۵/۲' ۹۳۰

(۱۹۷) الصحیحہ: ۲۰۰/۲۔ الترغیب: ۴۲/۳۔ مستدرک حاکم: ۱۷۵/۲۔ جدید ۱۶۱/۲۔ قدیم و صححہ الذہبی

(۱۹۸) الصحیحہ: ۱۹۶/۲' ۲۶۴۔ مستدرک حاکم: ۱۷۴/۲۔ مشکوۃ: ۹۳۰/۲

انحراف از سنت

نکاح کی ترغیب دلانے کے لئے نبی اقدس ﷺ نے یہ طریقہ بھی اختیار فرمایا کہ اگر کوئی سے ترک کرنے کا ارادہ کرے تو آپ ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا: کہ وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

چنانچہ صحیح بخاری و مسلم میں اور دیگر کتب میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ ﷺ کے گھر آئے۔

اور آپ ﷺ کی کسی زوجہ محترمہ سے آپ ﷺ کی عبادت کے بارے میں پوچھا۔ جب بتایا گیا تو انہیں اپنا عمل بہت کم ہی نظر آیا تو انہوں نے کہا:

﴿ اَیْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِیِّ ﷺ؟ قَدْ غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَا تَاَخَّرَ اَمَّا اَنَا فَاِنِّیْ اُصَلِّیْ بِاللَّیْلِ اَبَدًا اَنَا اَصُوْمُ الدَّھْرَ وَلَا اُفْطِرُ اَبَدًا وَاَنَا اَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلَا اَتَزَوَّجُ اَبَدًا ﴾

"ہم کہاں اور نبی ﷺ کہاں؟ آپ ﷺ کے اگلے پچھلے تمام گناہ اللہ نے معاف فرمادیئے ہوئے ہیں۔ پھر انہوں نے اپنے نفس کے ساتھ عہد کیا۔ ایک نے کہا کہ میں ہمیشہ رات بھر نماز پڑھا کروں گا۔ دوسرے نے کہا کہ میں ہمیشہ روزہ سے رہوں گا کبھی ناغہ نہیں کروں گا۔ تیسرے نے کہا کہ میں عورتوں سے الگ تھلگ رہوں گا' شادی ہی نہیں کروں گا۔"

نبی اقدس ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا:

﴿ اَنْتُمُ الْقَوْمُ الَّذِیْنَ قُلْتُمْ کَذَا وَکَذَا اَمَا وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَخْشَاکُمْ لِلّٰہِ وَاَتْقَاکُمْ لَہٗ لٰکِنِّیْ اَصُوْمُ وَاُفْطِرُ وَاُصَلِّیْ وَاَرْقُدُ وَاَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ ﴾(۱۹۹)

"میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور اس کا تقویٰ رکھنے والا ہوں جب کہ

(۱۹۹) الترغیب: ۳/۴۴۔۴۵

روزہ بھی رکھتا ہوں چھوڑتا بھی ہوں' رات کو نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور میں نے کئی عورتوں سے شادی بھی کررکھی ہے۔اور آگے فرمایا: جس نے میری سنت سے بے رغبتی کی وہ مجھ میں سے ہی نہیں ہے۔''

یہ حدیث اور اس سے پہلے ذکر کی گئی احادیث سے نکاح کی اہمیت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔اور نبی اکرم ﷺ کا اس کے لئے ترغیب دلانا اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ آپ ﷺ نے حلال کا راستہ دکھا کر حرام کے تمام راستوں سے بچنے کی تاکید فرمائی ہے۔

نکاح و غنیٰ

ترغیب نکاح کے کئی مادی وروحانی فوائد ہیں جو آیات اور احادیث میں وارد ہوئے ہیں۔انہی میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اللہ تعالی نے نکاح کرنے پر غنیٰ عطا کرنے کا بھی وعدہ فرمایا ہے۔تاکہ کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ نکاح کرلیا تو بیوی کو کہاں سے کھلائیں' پلائیں اور پہنائیں گے۔کل کلاں کو بچے ہوں گے تو ان کا کیا ہوگا۔ان تمام شیطانی وساوس کو دور یا ان کے رد کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی مالی طور پر فقیر ہوگا تو اللہ اسے مالدار کردے گا۔چنانچہ سورہ نور میں ارشاد الٰہی ہے۔

﴿ وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصَّالِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَائِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ. ﴾ (۲۰۰)

''تم میں سے جو لوگ مجرد ہوں اور تمہارے لونڈی غلاموں میں سے جو صالح ہوں

(۲۰۰) سورہ نور: ۳۲

ان کے نکاح کر دو۔ اگر وہ غریب ہوں تو اللہ اپنے فضل سے انہیں غنی کر دے گا۔
اللہ بڑی وسعت والا اور علیم ہے۔"

اس آیت نے ان لوگوں کا خیال بھی باطل قرار دے دیا جو سمجھتے ہیں کہ شادی سے فقر و فاقہ کا خطرہ ہوتا ہے۔ کیونکہ اللہ نے تو نکاح و شادی پر غنی و وسعت اور کشائش و فارغ البالی کا وعدہ فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی سے پاک ہے:

اور اللہ تعالی وعدہ خلافی سے پاک ہے۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ.﴾ (۲۰۱)

"اللہ تعالی وعدہ خلافی نہیں کرتا۔"

ایک اور جگہ ہے۔

﴿لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ﴾ (۲۰۲)

"اللہ وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔"

اور ایک تیسری جگہ ہے۔

﴿اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ﴾ (۲۰۳)

"اے اللہ! تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔"

کیا ایک مسلمان کے لئے اللہ کا یہ وعدہ کافی نہیں ہے؟ اور پھر اس وعدے کا پتہ بعض احادیث سے بھی چلتا ہے۔ جن میں سے ایک تو قریب میں ہی ذکر کی جا چکی

---

(۲۰۱) آل عمران:۹

(۲۰۲) الزمر:۲۰

(۲۰۳) آل عمران:۱۹۴

ہے۔ جس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ تین قسموں کے لوگوں کی ضرور مدد کرتا ہے۔ اور انہی میں سے ایک ہے۔

﴿ اَلنَّاکِحُ الَّذِیْ یُرِیْدُ الْعَفَافَ. ﴾ (۲۰۴)

''وہ شخص جو پاکدامن رہنے کی غرض سے شادی کرتا ہے۔''

جب کہ اس بات کی تائید بعض احادیث و آثار سے بھی ہوتی ہے۔ مثلاً: خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث روایت کی ہے جس میں ہے۔

﴿ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ یَشْکُوْا اِلَیْهِ الْفَاقَةَ ، فَاَمَرَہٗ اَنْ یَّتَزَوَّجَ ﴾ (۲۰۵)

'' ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ کے حضور فقر و فاقہ کی شکائت کی تو آپ ﷺ نے اسے شادی کرنے کا حکم فرمایا۔''

مسند دیلمی و ثعلبی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے۔

﴿ اِلْتَمِسُوا الرِّزْقَ فِی النِّکَاحِ ﴾ (۲۰۶)

''نکاح میں رزق تلاش کرو۔''

ابن ابی حاتم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول روایت کیا ہے جس میں وہ کہتے ہیں۔

﴿ اَطِیْعُوا اللّٰہَ فِیْمَا اَمَرَکُمْ بِهٖ مِنَ النِّکَاحِ یُنْجِزْ لَکُمْ وَعَدَکُمْ مِنَ الْغِنٰی قَالَ تَعَالٰی :اِنْ یَّکُوْنُوْا فُقَرَآءَ یُغْنِهِمُ اللّٰہُ مِنْ

---

(۲۰۴) وقد مر

(۲۰۵) بحوالہ تلک حدود اللہ: ۱۰۱

(۲۰۶) بحوالہ بالا

فَضْلِه ﴾(۲۰۷)

''اللہ نے جن باتوں کا حکم دیا ہے ان میں سے اس کی اطاعت کرتے ہوئے نکاح کرو۔ جو تم سے کہا گیا ہے وہ وعدہ غنی پورا کرے گا۔ جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے'' اگر وہ غریب ہوں تو اللہ انہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا۔''

تفسیر ابن جریر طبری میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

﴿ اِلْتَمِسُوا الْغِنٰی فِي النِّكَاحِ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِه. ﴾(۲۰۸)

''نکاح میں غنیٰ تلاش کرو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اگر وہ غریب ہونگے تو اللہ اپنے فضل سے انہیں مالدار کر دے گا۔''

امام بغوی نے اس سے ملتا جلتا قول حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کیا ہے۔(۲۰۹)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول امام ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں اسی آیت نور کے ذکر میں فرمایا ہے جس میں ہے۔

﴿ رَغَّبَهُمُ اللّٰهُ فِي التَّزْوِيْجِ وَاَمَرَ بِهِ الْاَحْرَارَ وَالْعَبِيْدَ وَوَعَدَهُمْ عَلَيْهِ الْغِنٰى فَقَالَ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِه. ﴾ (۲۱۰)

''اللہ نے شادی کرنے کی ترغیب دلائی ہے اور ہر آزاد غلام کو اس کا حکم فرمایا ہے اور اس پر دولتمندی کا وعدہ فرمایا ہے۔'' چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔'' اگر وہ فقیر ہوں گے تو

(۲۰۷) ابن کثیر: ۳/۲۸۶۔ وتلک حدود اللہ ایضا

(۲۰۸) بحوالہ ابن کثیر: ۳/۲۸۶، ۲۸۷۔

(۲۰۹) ایضا

(۲۱۰) ابن: ۳/۲۸۶

اللہ انہیں اپنے فضل وکرم سے مالدار کر دے گا۔''

آخرالذکر دو حدیثوں اور اثر صدیقی وفاروقی وغیرہ کی اسناد سے قطع نظر خصوصاً جب کہ یہ احادیث دیلمی وثعلبی کی کتب میں ہیں۔ جن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ان میں سے اکثر احادیث ضعیف ہیں۔ اگرچہ کچھ صحیح بھی ہیں۔ لیکن جب تک سند پر بحث کر کے کسی کی صحت ثابت نہ کرلیں انہیں بیان نہ کریں۔ اس سب کچھ سے قطع نظر قرآن کی آیت اور اگلی ایک حدیث میں مسئلہ واضح ہے کہ نکاح سے فقر وغربت نہیں آتی بلکہ فقیر وغریب کے غنی و مالدار ہونے کے نہ صرف مواقع ہیں بلکہ یقین ہونا چاہئے اور یقین کا بیڑا پار ہے۔

ایک بے اصل حدیث

امام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک حدیث ''الناکح الذی یرید العفاف'' اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز حضرت ابن عباس وابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے آثار ذکر کر کے لکھا ہے کہ قرآن کریم کی آیت اور ہماری ذکر کردہ احادیث میں کفایت ہے۔ ایک معروف حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے جسے عام لوگ بیان کرتے ہیں جس میں ہے۔

﴿ تَزَوَّجُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهُمُ اللّٰهُ ﴾

''فقیروں سے نکاح کرو اللہ انہیں غنی کر دے گا۔''

اس روایت کو وہ نقل کر کے لکھتے ہیں۔

﴿''لَا اَصْلَ لَه، وَلَمْ اَرَه، بِاَسْنَادٍ قَوِیٍّ وَلَا ضَعِیْفٌ اِلَی الْآنَ وَفِی الْقُرْآنِ غَنِیَّةٌ عَنْهُ وَكَذَا هٰذِهِ الْاَحَادِیْثُ الَّتِیْ اَوْرَدْنَاهَا وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالْمِنَّةُ﴾ (۲۱۱)

ترجمہ ''یہ روایت لا اصل ہے اور میں نے آج تک اس کی کوئی قوی یا ضعیف سند

(۲۱۱) ابن کثیر: ۲۸۶/۳

نہیں دیکھی ۔قرآن کریم اور یہ حدیث جو ہم نے وارد کی ہیں انہی میں کفایت وبرکت ہے۔"

مہر قلیل کی ترغیب:

مسلمانوں اور خصوصاً نوجوان طبقے کو نبی اقدس ﷺ نے عفت و پاکدامنی اختیار کرنے میں آسانی کا طریقہ بتاتے ہوئے انہیں نکاح کی خوب ترغیب دلائی ہے۔ اور ساتھ ہی بہن یا بیٹی والے کو اس طرف بھی توجہ دلائی ہے کہ وہ حق مہر مانگنے میں وہ انداز اختیار نہ کریں کہ جیسے کسی چیز کو سربازار بیچا اور خریدا جاتا ہے بلکہ عورت کو مال تجارت کی بجائے ایک قابل احترام ہستی سمجھیں اور اسلام کی تعلیمات ومنشاء کے مطابق حق مہر مقرر کریں ۔اگر حق مہر کو بہت بڑھا دیا گیا تو خدشہ ہے کہ اتنی مالی استطاعت نہ ہونے کی وجہ سے کوئی مناسب نوجوان لڑکی کا ہاتھ مانگنے کے لئے آگے بڑھنے کی ہمت نہ کرسکے گا اور جب جگہ جگہ یہی کچھ ہونے لگے گا تو لڑکے اور لڑکیاں جنسی تسکین کے حلال ذریعہ سے محروم ہو جائیں گے اور ایسے انداز کا یہ نتیجہ ہوگا کہ لڑکیوں کی جوانیاں والدین کے مطالبات پورے ہونے کے انتظار میں ڈھل جائیں گی اور ایسے مطالبات پورے کرسکنے کی تگ وتاز میں ہی لڑکوں کے شباب کو بھی شب وروز کی دیمک کا کیڑا چاٹ جائے گا اور ایسے مہر کے مطالبات کے نتیجہ میں ہی جائز وشرعی شادیوں میں قلت واقع ہو جائے گی اور یہ چیز زنا کاری وفحاشی کی کثرت اور اخلاقی فساد وانحطاط کا باعث ہوگی بلکہ آج کا معاشرہ اس بات کا واضح شاہد وگواہ ہے کہ ایسے عوامل ہی نے زنا کی وباء کو ہوا دے رکھی ہے۔ایسے عوامل کے خاتمے کے لئے بھی اسلام نے اپنے ماننے والوں کو ترغیب دلائی ہے کہ بہنوں اور بیٹیوں کے والدین یا سرپرست معمولی حق مہر اور تھوڑے سے اخراجات پر شادیاں کروائیں اور کچھ اس سے ملتی جلتی تعلیم لڑکوں کو بھی دی گئی ہے کہ وہ حسب ونسب اور مال وجمال کے پیچھے بھاگتے بھاگتے نہ بڑھاپے کی دہلیز تک جا پہنچیں بلکہ انہیں چاہیے کہ کہ دین

دار لڑکی کو دیکھیں اور نکاح کر لیں۔ وہ بھی اگر دینداری کی بجائے حسب ونسب اور مال جمال کو دیکھیں گے تو پھر یقیناً جمال کے حصول کے لئے تو مال لگانا ہی پڑے گا اور وہ ہے نہیں تو پھر مشکل میں واقع ہو جائے گا۔ اور معاملہ کھٹائی میں پڑ جائے گا۔ اس طرح دونوں طرف سے ہی سمجھداری اور اسلام کے مزاج کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اگر دونوں جوانب سے اسلام کی ان تعلیمات کو اپنایا جائے تو نکاح و بیاہ کا معاملہ بہت آسان ہو جائے۔ نہ لڑکیاں گھروں میں بیٹھی رہیں گی اور نہ لڑکوں میں بے راہ روی در آئے گی۔ یہ تو تھا اس سلسلہ میں مزاج نبوت اور منشائے اسلام کا خلاصہ۔ اور اب آیئے آپ کو ان تعلیمات کے دلائل بھی بتائیں۔

اختیار و معیار دلہن۔ دین دار لڑکی نہ کہ مالدار:

صحیح بخاری و مسلم ابوداؤد و نسائی اور ابن ماجہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿ تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِينِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّينِ تَرِبَتْ يَدَاكَ ﴾(۲۱۳)

"عورت سے چار چیزوں کی بناء پر شادی کی جاتی ہے اس کے مال، حسب ونسب، حسن و جمال اور دین کی وجہ سے۔ تیرا بھلا ہو دیندار لڑکی حاصل کرو۔"

ایسی ہی ایک حدیث صحیح ابن حبان مستدرک حاکم مسند احمد و بزار اور ابویعلیٰ میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے جس میں ہے۔

﴿ تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلَى إِحْدَى خِصَالٍ لِجَمَالِهَا وَمَالِهَا وَخُلُقِهَا

(۲۱۳) صحیح الجامع ۲/۳/۵۶۔ الترغیب ۳/۳۵۔ مشکوٰۃ ۲/۹۲۷

وَدِیْنِهَا فَعَلَیْکَ بِذَاتِ الدِّیْنِ وَالْخَلْقِ تَرِبَتْ یَمِیْنُکَ﴾ (۲۱۳)

''عورت سے ان امور میں سے کسی ایک کو دیکھ کر شادی کی جاتی ہے۔اس کے حسن و جمال اس کے مال ومتاع اس کے خلق و خصال اور اسکے دین کی وجہ سے ۔تمہارا بھلا ہو۔دین وخلق والی لڑکی حاصل کرو۔''

بعض روایات میں تین چیزوں کا ذکر بھی آیا ہے ۔وہاں حسب ونسب مذکور نہیں ۔ (۲۱۴)

ان احادیث کے الفاظ پر ذرا غور کر کے دیکھیں کہ اسلام نے دلھن کی تلاش کے لئے کیا معیار قائم کیا ہے۔ جائز تو ہے کہ وہ مالدار ہو وہ بڑے خاندان وقبیلہ کی ہو اونچے حسب ونسب والی بھی لیکن افضل ترین اور اسلامی لحاظ سے معیار دلہن وہ ہے جو اعلی اخلاق کی مالک اور متدین یا دیندار ہو اور نبی اقدس ﷺ نے اس کی ترغیب دلائی ہے۔اگر سب کچھ ہے مگر دیندار اور با اخلاق نہیں تو کچھ بھی نہیں اور اگر دین واخلاق ہے تو گوارہ صورت والی لڑکی میں سب کچھ ہے۔چاہے وہ اونچے قبیلے کی نہ ہو اور نہ ہی مالدار باپ کی بیٹی ہو۔

ہمارے یہاں اب دلھن کے لئے یہ معیار نہیں رہا بلکہ دیکھا جاتا ہے کہ وہ کیا لائے گی کاریں کوٹھیاں ٹی۔وی وی سی آر سیفیں اور فرجیں ہمارا ٹارگٹ ہوتی ہیں اور ایسی شادیوں میں پھر لڑکی والے بڑے بڑے حق مہر لکھواتے ہیں ۔شادی کی تقریب اتنے اعلی پیمانے پر منعقد ہوتی ہے کہ تمام تر اسراف وتبذیر اور فضول خرچیاں ہوتی ہیں ۔دولھا اور اس کے ماں باپ مقروض ہو جاتے ہیں اور پھر ایک عرصہ وہ قرضہ اتارتے نکل جاتی ہے اور اس سے کچھ ایسا بھی ہوتا ہے کہ دولھا میاں دل ہی دل میں لڑکی کے خلاف تنفر ہو جاتے ہیں کہ اسے لانے کے لئے مجھے یہ دن دیکھنے پڑ رہے

(۲۱۳) الترغیب ایضا و صححه المنذری

(۲۱۴) ترمذی مع التحفة :۴/ ۲۰۵٬۲۰۶ ۔

ہیں اور قرضوں سے جان نہیں چھوٹ رہی اور یہ تہمت ونفرت لڑکی کے لئے بہت بڑا خسارہ ہے کیوں کہ یہ لاوا کبھی بھی پھٹ سکتا ہے۔اور اگر آتش فشاں بن کر پھٹ گیا تو پھر نہ صرف لڑکی بلکہ اس کے اور اپنے تمام متعلقین کو بھی اپنی لپیٹ میں لے سکتا ہے۔ لہٰذا اس دن سے بچانے کے لئے اسلام نے ایسا معیار دیا ہے کہ دینداری کو ضروری چیز کی حیثیت سے دیکھو اور اگر یہ مل جائے تو اسے لے لو پھر پس و پیش نہ کرو۔اس کے ساتھ دنیا بھی حاصل ہو تو بسم اللہ۔ ورنہ اصل چیز تو دین ہے اور ''فَاظْفُرْ بِذَاتِ الدِّیْنِ'' کا یہی تو معنی ہے۔

سب سے زیادہ قیمتی چیز:

بیاہ شادی کے لئے جتنا زیادہ سے زیادہ حق مہر کا مطالبہ ہوگا اتنی ہی شادیاں کم ہوں گی۔اور نتیجہ زنا کاری وفحاشی اور اخلاقی انحطاط میں اضافے کی شکل میں نکلے گا۔ اس لئے اسلام نے کم از کم مہر مقرر کرنے کی طرف ترغیب دلائی ہے۔اور حسب ونسب یا مال و جماع کی بجائے دین پر عمل کو اچھی دلھن اور بیوی کا معیار قرار دیا ہے اور اگر اس معیار کو اپنایا جائے تو مسئلہ ہی آسانی سے حل ہو جاتا ہے۔اگر لڑکی میں دینداری کی صفت موجود ہے اور وہ ایک نیک لڑکی ہے تو پھر یقین جانیئے کہ وہ دنیا کی تمام تر رفعتوں' خاندانی' بلندیوں اور کوٹھیوں کاروں سے زیادہ قیمتی ہے حتیٰ کہ پوری دنیا کا مال متاع اس کے سامنے پرکاہ کی بھی حیثیت نہیں رکھتا اور اس حقیقت کا اظہار خود نبی صادق و مصدوق ﷺ کے ارشاد حقیقت بنیاد میں موجود ہے ۔چنانچہ صحیح مسلم ونسائی اور ابن ماجہ ومسند احمد میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿ اَلدُّنْیَا کُلُّهَا مَتَاعٌ وَخَیْرُ مَتَاعِ الدُّنْیَا اَلْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ ﴾ (۲۱۵)

''یہ ساری دنیا کا مال واسباب ہے اور دنیا کی سب سے قیمتی چیز نیک بیوی ہے۔''

---

(۲۱۵) صحیح الجامع:۲/۳/۱۵۲۔ الترغیب:۳/۴۱۔ مشکوۃ:۲/۹۲۷۔ وقد مر قریبا

اور ابن ماجہ کے الفاظ کچھ یوں ہیں۔

﴿ اِنَّمَا الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَلَيْسَ مِنْ مَتَاعِ الدُّنْيَا شَيْءٌ أَفْضَلُ مِنَ الْمَرْأَةِ الصَّالِحَةِ ﴾ (۲۱۶)

''یہ دنیا صرف مال و متاع ہی تو ہے۔ اور اس دنیا کے مال و متاع میں سے نیک بیوی سے افضل کوئی چیز نہیں ہے۔''

اختیار و معیار دولھا۔ دین واخلاق:

جس طرح لڑکے والوں کو ترغیب دلائی گئی ہے کہ لڑکی کے حسب ونسب مال و جمال اور کار کوٹھی کے پیچھے بھاگنے کی بجائے لڑکی کے دین واخلاق کو دیکھیں اور نکاح کرلیں کہ وہ نیک ہے تو خود تمام دولتوں سے قیمتی خزانہ ہے۔ اسی طرح ہی لڑکی والوں کو بھی تاکید کی گئی ہے۔ کہ جب دین دار اور اچھے اخلاق کا مالک لڑکا لڑکی کا ہاتھ مانگے تو لیت ولعل یا پس وپیش سے کام نہ لیں بلکہ بسم اللہ کریں۔ اور لڑکی کا اس سے نکاح کردیں۔ تمام تر برکتیں تو دین کی استقامت اور اخلاق کی اقدار میں ہی پنہاں ہیں۔ چنانچہ سنن ترمذی میں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿ إِذَا خَطَبَ إِلَيْكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِيْنَهُ وَخُلُقَهُ فَزَوِّجُوْهُ إِنْ لَا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ عَرِيْضٌ ﴾ (۲۱۷)

''اگر کوئی اچھے دین واخلاق والا لڑکا تمہاری لڑکی کا رشتہ طلب کرے تو اسے بیاہ دو۔ اگر تم ایسا کیا نہ کرو گے تو زمین بہت فتنہ وفساد بپا ہو جائے گا۔''

---

(۲۱۶) الترغیب ایضا

(۲۱۷) مشکوۃ: ۲/ ۹۲۹ و حسنہ الالبانی۔ ترمذی مع التحفۃ: ۴/ ۲۰۴، ۲۰۵۔

سنن ترمذی میں ہی حضرت ابو حاتم مری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی یہی حدیث مروی ہے۔اور اس میں یہ اضافہ بھی ہے کہ صحابہؓ نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر چہ وہ مالی طور پر غریب اور برابری کا نہ بھی ہو؟ تو آپ ﷺ نے پھر وہی ارشاد دھرایا اور تین مرتبہ بار بار یہی بات فرمائی۔(۲۱۸)

سببِ فتنہ:

زمین میں فتنے اور کھلے فساد کی جو وعید سنائی گئی ہے تو اسکا سبب بڑا واضح ہے کہ جب لوگ حسب ونسب و مال واسباب کے انتظار میں بیٹھ رہیں گے اور کم مال والے مگر دین دار لڑکوں سے اپنی لڑکیاں نہ بیاہیں گے تو اکثر لڑکیاں ایسا رشتہ نہ ملنے کی وجہ سے کنواری ہی بوڑھی ہوتی رہیں گی۔اور اسی طرح اکثر نوجوان لڑکے کنوارے رہ جائیں گے۔اس معاشرہ میں زنا کاری وفحاشی کا فتنہ نہ بڑھے گا تو اور کیا ہوگا۔اور پھر رنگا رنگ داستانوں کے انکشافات ہوں گے اور لڑکیوں کے والدین تک عار پہنچے گی تو پھر فسادات نہیں ہوں گے یہ کیسے معقول بات ہوسکتی ہے؟(۲۱۹)

کم خرچ بالا نشین:

نبی اکرم ﷺ کی بعض دیگر احادیث سے بھی پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ کم از کم مہر کو ترجیح دیتے تھے اور اسی کی ترغیب دلاتے تھے۔صحیح مسلم میں ہے کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا۔

(۲۱۸) حوالا بالا

(۲۱۹) تحفۃ الاحوذی:۴/۲۰۴

﴿ اِنِّی تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِنَ الْاَنْصَارِ ﴾

''میں نے ایک انصاری عورت سے شادی کر لی ہے۔''

نبی اقدس ﷺ نے اس سے پوچھا۔

﴿ علٰی کَمْ تَزَوَّجْتَهَا ؟ ﴾

''کتنے حق مہر کے عوض شادی کی ہے؟''

اس نے عرض کیا۔

﴿عَلٰی اَرْبَعِ اَوَاقٍ﴾

''چار اوقیے چاندی (وزن کا پیمانہ) کے عوض۔''

تو نبی اکرم ﷺ نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

﴿ كَاَنَّمَا تَنْحِتُوْنَ الْفِضَّةَ مِنْ عَرْضِ الْجَبَلِ مَاعِنْدَنَا مَانُعْطِيْكَ وَلٰكِنْ عَسٰى اَنْ نَبْعَثَكَ فِيْ بَعْثٍ فَتُصِيْبُ مِنْهُ۔ ﴾ (۲۲۰)

''تم تو چاندی گویا پہاڑ سے کاٹ کر لاتے ہو ہمارے پاس تمہیں دینے کے لئے فی الحال کچھ نہیں ہے۔ البتہ عنقریب ہم آپ کو ایک جہادی مہم پر بھیجیں گے وہاں سے تمہارے ہاتھ کچھ لگ جائے گا۔''

گویا نبی اقدس ﷺ نے ان کے اس قدر حق مہر باندھنے کو بہت زیادہ خیال فرمایا۔

مقدار حق مہر:

احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ نے:

(۲۲۰) مسلم شریف۔ بحوالہ قضیہ تحدید الصداق شیخ عبداللہ زید آل محمود آف قطر صفحہ ۱۸۔ طبع المکتب الاسلامی بیروت

۱۔ کھجور کی گٹھلی کے وزن برابر سونے
۲۔ لوہے کی انگوٹھی اور
۳۔ جوتوں کے جوڑے کے عوض نکاح کو جائز قرار دیا ہے۔
اور نبی اقدس ﷺ نے تو ایک شخص کا نکاح صرف اس بات کے عوض کروا دیا تھا کہ وہ شوہر اپنی بیوی کو اتنا۔
۴۔ قرآن پڑھا دے گا جو اسے یاد ہے۔ (۲۲۱)
۱۔ صحیح بخاری و مسلم، ابوداؤد و ترمذی، نسائی و دارمی، بیہقی و مسند احمد طبقات ابن سعد اور مشکل الآثار طحاوی میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اقدس ﷺ نے حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ بیوی کو کتنا حق مہر دیا ہے تو انہوں نے بتایا۔
﴿ نَوَاةً مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ وَزْنَ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ اُوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ ﴾ (۲۲۲)
"سونے کی گٹھلی یا کہا، گٹھلی کے وزن کے برابر سونا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری ہی کیوں نہ ہو۔"
صحیحین وسنن اربعہ دارمی مسند احمد وحمیدی طیالسی موطا امام مالک طحاوی اور المنتقی ابن الجارود میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک عورت نے اپنا آپ نبی اکرم ﷺ کو ہبہ کیا تو ایک آدمی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھ سے اس کا نکاح کر دیں۔ پوچھا حق مہر کیا دو گے؟ عرض کیا کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں۔ فرمایا:

(۲۲۱) بحوالہ قضیہ تحدید الصداق: ۱۹

(۲۲۲) بخاری مع الفتح: ۹/۲۲۱۔ مسند احمد: ۳/۱۶۵، ۱۹۰۔ بیہقی: ۷/۲۳۷۔ الارواء الغلیل: ۶/۳۴۳، ۳۴۴

﴿اِذْهَبْ فَالْتَمِسْ وَلَوْا خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ﴾

''جاؤاور کچھ تلاش کرواگر چہ وہ لوہے کی انگوٹھی ہی کیوں نہ ہو۔''

وہ گیا اور جب واپس آیا تو لوہے کی انگوٹھی بھی نہ تھی ۔اس نے عرض کیا کہ صرف ایک چادر ہے۔آدھی میری آدھی اس کی ۔فرمایا یہ تم لوگے تو اس پر نہ ہوگی اور یہ لے گی تو تم پر کچھ نہ ہوگا۔ بالآخر پوچھا۔

﴿مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ ؟﴾

''تمہیں کتنا قرآن یاد ہے؟''

اس نے عرض کیا کہ فلاں فلاں سورتیں یاد ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا

﴿اَمْلَكْنَاكَهَا (زَوَّجْتُكَهَا) بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾ (۲۲۳)

''میں نے تمہارے یاد کردہ قرآن کو اسے پڑھا دینے کے عوض اس سے تمہارا نکاح کر دیا۔''

۳۔ اسی طرح ابوداوٗد،ابن حبان، مستدرک حاکم، مسند شہاب القضاعی اور الکنی دولابی میں حضرت ابن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے تو ایک مرد اور عورت سے ان کی باہمی رضامندی دیکھ کر ان دونوں کی شادی کر دی۔

﴿وَلَمْ يُفْرِضْ لَهَا صُدَاقًا وَلَمْ يُعْطِهَا شَيْئًا﴾

''اس نے نہ تو اسکے لئے مہر مؤخر طے کیا اور نہ ہی اسے نقداً کچھ دیا۔''

تو گویا بلا مہر طے کئے بھی نکاح ہوسکتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ بوقت موت اس آدمی نے کہا کہ ہمارا حق مہر نبی رحمت ﷺ نے طے نہیں کیا تھا۔ میں اپنی بیوی کو حق مہر میں خیبر سے ملنے والا اپنا حصہ دیتا ہوں جو اس عورت نے بعد میں ایک لاکھ میں بیچا اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

(۲۲۳) بخاری مع الفتح:۹/۱۷۵۔ مسند احمد:۵/۳۳۰،۳۳۶۔الارواء/۶،۳۳۵،۳۴۶،۳۵۱۔

﴿خَیْرُ الصُّدَاقِ (اَلنِّکَاحِ) اَیْسَرُہٗ﴾
''بہترین مہر (نکاح) وہ ہے جو نہایت آسان (کم خرچ) ہو۔''

۴۔ اگر کوئی مہر طے کئے بغیر ہی فوت ہو جائے تو اس کی وراثت سے اس کی بیوی کو اس کے خاندان کی عورتوں کے حق مہر کے برابر دیا جائے گا۔ جیسا کہ سنن اربعہ ابن حبان، دارمی، بیہقی، ابن ابی شیبہ، مصنف عبد الرزاق، مسند احمد، المنتقیٰ ابن الجارود، مستدرک حاکم میں چار مختلف طرق سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ انہوں نے ایسے ہی ایک معاملہ میں فرمایا:

﴿اِجْعَلْ لَھَا صُدَاقَ نِسَائِھَا لَا وَکْسَ وَلَا شَطَطَ وَلَھَا الْمِیْرَاثُ وَعَلَیْھَا الْعِدَّۃُ اَرْبَعَۃَ اَشْھُرٍ وَّعَشْرًا﴾

''اسے اتنا مہر دو جتنا اسکے قبیلہ کی عورتوں کا ہوتا ہے، نہ کم نہ زیادہ، اور اسکے لئے تیری وراثت میں سے حصہ بھی ہوگا۔ اور یہ چار ماہ دس دن کے لئے عدت گزارے گی۔''

اور قبیلہ اشجع کے لوگوں نے تصدیق کی کہ نبی اقدس ﷺ نے بھی ایسے معاملہ میں یہی فیصلہ کیا تھا۔ (۲۲۴)

۵۔ اسی طرح ترمذی، بیہقی اور مسند احمد میں حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی روایت میں جوتوں کے ایک جوڑے کے عوض نکاح کا ذکر بھی آیا ہے لیکن اس کی سند کو بعض کبار محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ اگرچہ امام ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔ (۲۲۵)

باعث برکت:

بعض ایسی احادیث بھی موجود ہیں جن میں نبی اقدس ﷺ نے واضح طور پر

---

(۲۲۴) مسند احمد: ۱/۴۳۰، ۴۳۱، ۴۴۷، ۴/۲۸۰۔ بیہقی: ۷/۲۴۵۔ موارد الظمآن زوائد ابن حبان: ۱۲۶۰، ۱۲۶۳۔ مصنف عبدالرزاق: ۱۰۸۹۸۔ ابن ابی شیبہ: ۷/۳۶/۱۔ الارواء: ۶/۳۵۷، ۳۶۰

(۲۲۵) مسند احمد: ۳/۴۴۵۔ بیہقی: ۷/۱۳۸، ۲۳۹۔ الارواء: ۶/۳۴۶، ۳۴۷۔ وضعیف الالبانی: ۲۳۶

اس عورت کو باعث برکت شمار کیا ہے جس کا حق مہر اور دیگر اخراجات شادی و بیاہ کم از کم ہوں۔ انہی میں سے ایک حدیث صحیح ابن حبان مسند احمد، مستدرک حاکم اور سنن کبری بیہقی میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے جس میں ارشاد نبوی ہے۔

﴿ اِنَّ مِنْ يُمْنِ الْمَرْأَةِ تَيَسُّرُ خِطْبَتِهَا وَتَيَسُّرُ صُدَاقِهَا، وَتَيَسُّرُ رِحْمِهَا ﴾

''وہ عورت بابرکت ہے جس کی منگنی آسان، جس کا حق مہر کم اور جس کا رحم اولاد خیز ہو۔''

اور مستدرک حاکم کی روایت میں ہے۔

﴿ يَعْنِيْ تَيَسُّرُ رِحْمِهَا لِلْوِلَادَةِ ﴾

''یعنی بچے پیدا کرنے کی صلاحیت والا ہو۔''

اور عروہ کہتے ہیں میں اپنی طرف سے کہتا ہوں:

﴿ مِنْ اَوَّلِ شُؤْمِهَا اَنْ يُكْثَرَ صُدَاقُهَا ﴾(۲۲۶)

''اس کی پہلی نحوست یہ ہے کہ اس کا حق مہر بہت زیادہ ہو۔''

ایسے ہی ایک صحیح سند والی حدیث ابوداؤد و صحیح ابن حبان مستدرک حاکم، مسند الشہاب قضاعی اور الکنیٰ دولابی میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جس میں ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

﴿ خَيْرُ النِّكَاحِ اَيْسَرُهُ، (وَفِيْ لَفْظٍ) خَيْرُ الصُّدَاقِ اَيْسَرُهُ، ﴾(۲۲۷)

''بہترین نکاح وہ ہے جو کم خرچ ہو (اور ایک حدیث میں ہے) بہترین مہر وہ ہے

---

(۲۲۶) مسند احمد: ۶/ ۷۷، ۹۱۔ موارد الظمآن: ۱۲۵۶۔ بیہقی: ۷/ ۲۳۵

(۲۲۷) صحیح الجامع: ۱/ ۲/ ۱۲۶۔ الارواء: ۶/ ۳۴۵، ۳۵۰۔ وھنا اللفظ الثانی۔ الصحیحہ: ۴/ ۴۵۸۔ ۱۸۴۲۔ ابن حبان: ۱۲۵۷۔ ۱۲۸۱۔ الموارد

جو کم مقدار میں ہو۔''

معلوم ہوا کہ ارشاد نبوی ﷺ کی رو سے بہترین اور باعث خیر و برکت نکاح وہ ہے جو آسان ترین ہو۔ جس میں نہ تو لاکھوں کے حساب سے حق مہر دیا جائے۔ یا لکھا جائے اور نہ ہی رخصتی و شادی کے وقت لاکھوں کی رقوم کو کھانے پینے کی اشیاء پر پانی کی طرح بہایا جائے۔ بلکہ جس شادی پر جتنا کم خرچ اٹھے گا اور جتنی آسانی سے ہوگی وہ اتنی ہی خیر و برکت والی ہوگی۔

ضعیف و باطل اسناد والی احادیث:

اسی مفہوم کی بعض دیگر احادیث بھی ہیں۔ جو زبان زد خاص و عام اور معروف بھی ہیں لیکن ان کی اسناد ضعیف و باطل ہیں۔ مثلاً:

۱۔ ایک حدیث مصنف ابن ابی شیبہ مستدرک حاکم سنن کبری بیہقی، مسند احمد، الموضح الخطیب اور مسند الشہاب القضاعی میں حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مرفوع مروی ہے۔

﴿ اَعْظَمُ النِّسَآءِ بَرَكَةً اَيْسَرُهُنَّ مُؤْوَنَةً ﴾ (۲۲۸)

''سب سے زیادہ بابرکت عورت وہ ہے جس کی شادی سب سے کم خرچ سے ہوئی ہو۔''

یہ حدیث ضعیف ہے جس کی تفصیل الضعیفہ اور الارواء میں دیکھی جا سکتی ہے۔

۲۔ ایک حدیث الوسیط للواحدی میں ہے۔

﴿ اَعْظَمُ نِسَآءِ اُمَّتِىْ بَرَكَةً اَصْبَحُهُنَّ وَجْهًا وَاَقَلُّهُنَّ مَهْرًا ﴾ (۲۲۹)

(۲۲۸) مسند احمد: ۶/ ۸۲۔۱۴۵۔ بیہقی: ۷/ ۲۳۵۔ مستدرک حاکم: ۲/ ۱۷۸۔ الضعیفہ: ۳/ ۲۴۳۔ الارواء: ۶/ ۳۴۸۔ مجمع الزوائد: ۲/ ۴/ ۲۵۵۔

(۲۲۹) الضعیفہ: ۳/ ۲۴۵

''میری امت کی سب سے زیادہ برکت والی عورت وہ ہے جو خوبرو اور کم مہر ہو۔''
یہ حدیث نہ صرف ضعیف ہے بلکہ باطل سند والی ہے۔لیکن یاد رہے کہ مسئلہ چونکہ صحیح اور حسن درجہ کی احادیث سے ثابت ہے اس لئے ان اسناد کے ضعف و بطلان سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

خلیفہ راشد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکم:

نبی اقدس ﷺ کے بعد آپ ﷺ کے دوسرے خلیفہ راشد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حق مہر کے سلسلے میں تاکیداً لوگوں کو کہا کرتے تھے کہ زیادہ مقرر نہ کرو۔

صحیح سند کے ساتھ سنن ابی داوٗد، ترمذی، نسائی، دارمی، بیہقی، ابن حبان، مسند احمد وحمیدی، ابویعلیٰ، مستدرک حاکم اور الاحادیث المختارہ للضیاء المقدسی میں امام ابن سیرین کے طرق سے ابوالعجفاء سلمی بیان کرتے ہیں۔

﴿خَطَبَنَا عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فَقَالَ: اَلَا لَا تَغَالُوْا بِصُدَاقِ النِّسَآءِ فَاِنَّھَا لَوْ کَانَتْ مَکْرُمَۃً فِی الدُّنْیَا اَوْ تَقْوٰی عِنْدَ اللّٰہِ لَکَانَ اَوْلَاکُمْ بِھَا النَّبِیُّ ﷺ، مَا اَصْدَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِمْرَأَۃً مِنْ نِّسَآئِہٖ وَلَا اُصْدِقَتْ اِمْرَأَۃٌ مِنْ بَنَاتِہٖ اَکْثَرَ مِنْ ثِنْتَیْ عَشَرَۃَ اَوْقِیَۃً وَاِنْ کَانَ الرَّجُلُ لَیُبْتَلٰی بِصُدَاقِ امْرَأَتِہٖ حَتّٰی یَکُوْنَ لَھَا عَدَاوَۃً نَفْسِہٖ﴾ (۲۳۰)

''ہمیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ دیا اور فرمایا۔ خبردار عورتوں کے حق مہر اتنے زیادہ نہ کرو۔ کیونکہ اگر زیادہ مہر دینا کوئی احترام واکرام کا باعث ہوتا یا اللہ کے یہاں تقویٰ کی نشانی ہوتا تو اسکے سب سے زیادہ مستحق نبی کریم ﷺ تھے۔ جب کہ آپ ﷺ نے اپنی کسی بیوی اور کسی نے آپ ﷺ کی بیٹی کو بارہ اوقیہ چاندی سے زیادہ حق مہر ہرگز نہیں دیا۔

---

(۲۳۰) موارد الظمآن زوائد ابن حبان: ۱۲۵۹۔ مستدرک حاکم: ۲/۱۷۵۔ بیہقی: ۷/۲۳۴

اور پھر یہ بیوی کے حق مہر کی کثرت انسان کو مشکلات میں مبتلا کر دیتی ہے۔حتیٰ کہ یہ
اس کے نفس سے عداوت کا باعث بن جاتا ہے۔"

اس صحیح السند اثر سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر فاروقؓ بھی نبی اکرم ﷺ کی طرح تھوڑا حق مہر مقرر کرنے کی ہی تلقین کیا کرتے تھے۔حتی کہ مسند ابو یعلی کی ایک متکلم فیہ روایت میں تو ہے کہ فرمایا: "ہم نے تو کبھی کسی کو چار سو درہم سے زیادہ حق مہر باندھتے نہیں دیکھا تھا۔ نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کا حق مہر چار سو درہم یا اس سے کم ہی ہوتا تھا۔" ایک روایت میں ہے انہوں نے یہ بھی فرمایا تھا۔۔"جس نے اس سے زیادہ حق مہر مقرر کیا میں زائد رقم لیکر مسلمانوں کے بیت المال میں جمع کرلوں گا۔" (۲۳۱)

ایک معروف واقعہ کی تحقیق:

اب رہا وہ واقعہ جس میں بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے برسر منبر جب لوگوں کو تلقین کی کہ حق مہر تھوڑا باندھا کرو، اسے زیادہ بھاری تعداد میں مقرر نہ کرو، تو کسی عورت نے قرآن کریم کی ایک آیت کے حوالہ سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ٹوکا تو انہوں نے فوراً اپنے الفاظ واپس لئے۔یہ واقعہ جتنا معروف و مشہور ہے اتنا صحیح نہیں بلکہ اسے ضعیف و منکر قرار دیا گیا ہے لہذا قابل حجت نہیں۔

اصل واقعہ:

اب آیئے آپ کو پہلے کتب حدیث کے حوالے سے اصل واقعہ سنائیں اور پھر اس کی سند پر کچھ گفتگو کریں گے۔مسند ابی یعلی، مصنف عبد الرزاق اور سنن کبیر بیہقی میں ہے مجاھد بن سعید عن الشعبی کے طریق سے مسروق بیان کرتے ہیں۔کہ جب

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ تھوڑا حق مہر مقرر کرنے کے بارے میں خطبہ ارشاد فرما چکے تو بقول مسروق۔

﴿فَاعْتَرَضَتْهُ امْرَأَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ فَقَالَتْ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَعِنْدَ ابْنِ الْمُنْذِرِ لَيْسَ لَكَ يَا عُمَرُ اَمَا سَمِعْتَ اللّٰهَ يَقُوْلُ وَآتَيْتُمْ اِحْدَاهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ غَفْرًا كُلُّ النَّاسِ اَفْقَهُ مِنْ عُمَرَ﴾

''ایک قریشی عورت نے اعتراض کرتے ہوئے (برروایت ابن المنذر) کہا۔ اے امیر المومنین! آپ کو اس کا حق نہیں پہنچتا' کیا آپ نے اللہ تعالی کا یہ ارشاد نہیں سنا اگر تم اپنی بیویوں میں سے کسی کو خزانہ بھی دے چکے ہو تو اس میں سے کچھ واپس نہ لو' اس میں حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا: اے اللہ میری بخشش فرما' تمام لوگ عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے زیادہ علم و سمجھ رکھنے والے ہیں۔''

اور بیہقی میں ہے۔

﴿كُلُّ اَحَدٍ اَفْقَهُ مِنْ عُمَرَ (مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا)(وَعِنْدَ ابْنِ الْمُنْذِرِ اِنَّ امْرَاَةً خَاصَمَتْ عُمَرَ فَخَصَمَتْهُ) ثُمَّ رَكِبَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنِ الزِّيَادَةِ فِيْ صَدُقَاتِ النِّسَآءِ عَلٰى اَرْبَعِ مِائَةٍ فَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّعْطِيَ مِنْ مَالِهِ مَا اَحَبَّ فَلْيَفْعَلْ﴾

''ہر کوئی عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے زیادہ علم و فہم والا ہے (یہ انہوں نے دو تین مرتبہ کہا)۔ اور ابن المنذر کی روایت میں ہے۔ ایک عورت نے عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے جھگڑا کیا اور غالب آ گئی۔ پھر وہ منبر پر چڑھ گئے اور فرمایا میں نے تمہیں منع کیا تھا۔ چار سو سے زیادہ حق مہر مقرر کرنے سے۔ جو اپنے مال میں سے کسی کو جتنا بھی مہر دینا چاہے دے لے۔''

اور ابو یعلی کہتے ہیں' میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا:

﴿فَمَنْ طَابَتْ نَفْسُه' فَلْيَفْعَلْ﴾ (۲۳۲)

(۲۳۲) تصنیہ تحدید الصداق صفحہ ۳

"جس کا جتنا جی چاہے دے۔"

تحقیق سند:

یہ روایت مشہور و معروف تو بہت ہے لیکن سند کے اعتبار سے یہ ضعیف کی ایک قسم ہے۔اس کے علاوہ اس میں ایک راوی خالد بن سعید بھی قوی راوی نہیں ہے بلکہ آخر عمر میں اس کا حافظہ بگڑ گیا تھا۔اور دوسرا راوی ہیثم مدلس ہے۔اس روایت کا دوسرا طریق مصنف عبد الرزاق (۶/۱۸۰/۱۰۴۲۰) میں ہے اور اس طریق کی سند بھی ضعیف ہے اور اس کی دو وجوہات ہیں۔

اولاً:

یہ کہ اس کے راوی اول ابوعبدالرحمان سلمی (جن کا نام عبداللہ بن حبیب ربیعہ) ہے۔انہوں نے اس اثر کے اصل شخص حضرت عمر فاروقؓ سے اسے نہیں سنا کیونکہ ابن معین کے بقول ان کا ان سے سماع ثابت ہی نہیں۔

ثانیاً:

اس اثر کی سند کے ضعیف ہونے کا دوسرا سبب یہ ہے کہ اس کے ایک راوی قیس بن الربیع ہیں۔جن کا حافظہ خراب تھا۔(۲۳۳)

اسی طرح امام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی سے بھی تسامح ہو گیا اور انہوں نے اس آیت کی تفسیر میں سنن سعید و مسند ابویعلی کی روایت نقل کر کے اس کی سند کو قوی قرار دے دیا

(۲۳۳) الارواء:۶/ ۳۴۸۔ قضیہ تحدید الصداق:۶

ہے حالانکہ وہ ضعیف ہے۔ اور ساتھ اسی اثر کو بنیاد بنا کر لکھ دیا ہے کہ اس آیت میں حق مہر کے طور پر مال کثیر مقرر کرنا بھی جائز ہے اور ساتھ ہی عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خطبہ اور پھر ان کا رجوع بھی ذکر کیا ہے۔ (۲۳۴)

حالانکہ یہ اثر ہی صحیح نہیں بلکہ اس کی سند ضعیف و منقطع ہے جیسا کہ واضح کیا گیا ہے۔

تحقیق متن:

متن کے اعتبار سے بھی یہ روایت منکر ہے۔ کیونکہ قرآن کریم میں سورہ نساء کے الفاظ میں جو ارشاد ہے۔

﴿ وَ آتَيْتُمْ اِحْدَاهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا. ﴾ (۲۳۵)

''اور تم نے اسے ڈھیر سا مال ہی کیوں نہ دیا ہو اس میں سے کچھ واپس نہ لینا۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ توجیہ اور حکم کہ تم مہر بڑھا چڑھا کر مقرر نہ کرو۔ یہ اس آیت کے منافی و مخالف بھی ہرگز نہیں ہے۔ اس آیت سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ حق مہر میں خزانہ بھی مقرر کیا جا سکتا ہے بلکہ یہ آیت تو اس فعل پر زجر و توبیخ کے لئے نازل کی گئی ہے کہ کوئی شخص اپنی بیوی کو کچھ دے چکا ہو اور وہ بہت بڑا خزانہ ہی کیوں نہ ہو' وہ اسے واپس طلب کرے تو یہ بات قابل زجر ہے۔ جس سے اس آیت میں روکا گیا ہے۔ نہ یہ کہ اس آیت میں لمبے چوڑے مہر مقرر کرنے کی اجازت دے دی گئی ہو۔ اس آیت میں اس مقصود کی دلیل ہرگز نہیں ہے بلکہ یہاں تو بات ہی دوسری کی گئی ہے۔ اور اس عورت کا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اعتراض

(۲۳۴) تفسیر ابن کثیر: زیر آیت مذکورہ

(۲۳۵) النساء: ۲۰

کرنا اوران کا رجوع کرنا صحیح وثابت ہوتا تو اہل صحاح وسنن اس رجوع کے ذکر کونظر انداز ہرگز نہ کرتے اور نہ ہی امام ابویعلی اسے ذکر کرنے میں منفرد رہتے ۔اسی طرح اگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنی رائے اور حکم سے رجوع کرنا صحیح ثابت ہوتا تو یہ بات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر ہرگز مخفی نہ رہتی ۔ کیونکہ خواتین وحضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مجمع سے انہوں نے خطاب فرمایا اوران سب میں سے کسی ایک کو یہ یاد نہ رہا۔کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اس حکم سے اسی مجلس میں فوری طور پر رجوع کرلیا تھا۔ یہ بات نا قابل یقین وفہم ہے خصوصا جب کہ حق بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھا۔تو وہ رجوع کیسے کرتے کیونکہ خود نبی اقدس ﷺ نے بھی کم از کم حق مہر مقرر کرنے کی ترغیب دلائی ہے۔

یہاں یہ بات بھی ذکر کرتے جائیں کہ امام عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں ایک ضعیف سند والا اثر روایت کیا ہے۔اورپھر منقطع سند والا اوران کے بعد کئی ایسے اثار نقل وروایت کئے ہیں ۔جن کی اسناد کسی بھی قسم کے اعتراض سے مبرہ ہیں ۔اس کا معنی یہ ہوا کہ امام صاحب نے بھی اشارۃً بتادیا ہے کہ پہلے آثار میں وارد رجوع کی حیثیت کیا ہے؟

سب سے زیادہ حیران کن بات یہ ہے کہ صحاح وسنن کے معروف مؤلفین' جو کہ کبار ائمہ فن حدیث ہیں' انہوں نے رجوع عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ والے اثر یا اثر کے حصے کو کیوں نقل نہ کیا اور صحابہ کرام اور محدثین عظام نے اس چیز کو کیسے اہمیت نہ دی۔ اور نظر انداز کردیا جو ناسخ کی حیثیت رکھتی ہے۔ ناسخ تو رجوع عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ جب کہ اس اعتبار سے منسوخ خطبہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ جوانہوں نے کم حق مہر مقرر کرنے کی ترغیب دلاتے ہوئے فرمایا بلکہ اس کا حکم صادر فرمایا۔اب عجیب ہے کہ صحابہ کرام میں سے بھی ناسخ کسی نے بیان نہ کیا۔نہ کسی کو یادرہا۔اور کبار محدثین میں سے بھی کسی کا دھیان اس طرف نہ گیا اوراگر گیا تو وہ دوایک کا۔جن کے پاس بھی اسناد صحیح نہیں بلکہ منقطع اور ضعیف ہیں اوراس کے مقابلے میں اس عورت کے تذکرہ

کے بغیر ان کے خطبہ کو ذکر کرنے والے کبار محدثین ہیں۔ لہذا اس عورت والا واقعہ اصح کے مقابلے میں یا مخالف ہونے کی وجہ سے شاذ و منکر ہے۔ لہذا اس سے استدلال صحیح نہیں ہے۔ پھر یہ کیسے مانا جا سکتا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو دینی معاملات میں بڑے حزم واحتیاط برتنے والے اور اپنی رائے میں بڑے حکیم و دانا تھے اور صحیح نصوص بھی ان کی مؤید ہیں۔

عموما لوگوں کے دل ان کی رائے کو اور خصوصا کم مہر والی بات کو ماننے والے تھے۔ پھر کیا بات ہے کہ فاروق عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہار مان لی اور ایک غیر معروف و نامعلوم عورت جیت گئی۔ ان تمام امور کو سامنے رکھا جائے تو بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس عورت والے قصہ کی اصل کوئی نہیں ہے۔ البتہ وہ اتنا معروف اور زبان زد خاص و عام ہے کہ غلط العام کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ بہر حال کبار اہل علم میں سے حافظ ابن حجر عسقلانی نے بھی بالاختیار اس واقعہ کی تردید فتح الباری میں کی ہے۔ اسی طرح علامہ عبداللہ بن زید آل محمود نے اپنے رسالہ قضیہ تحدید الصداق میں تردید کی ہے جو کہ کافی مفصل ہے اور شیخ ناصر الدین البانی نے بھی ارواء الغلیل میں رجوع والی حدیث کو ضعیف و منکر قرار دیا ہے۔ (۲۳۶)

اس سے قبل اٹھائیس ایسی تدابیر کے بارے میں قدرے تفصیل ذکر کی جا چکی ہے جن پر عمل کرنے کا حکم یا تو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دیا ہے یا نبی اکرم ﷺ نے ان کو اپنانے کی تاکید حدیث میں فرمائی ہے۔ یا پھر دونوں مصادر شریعت میں ان کے بارے میں حکم وارد ہوا ہے۔ یہ تمام تدابیر ایسی ہیں کہ جنھیں انسدادی تدابیر بھی کہا جا سکتا ہے۔ کہ ان پر عمل پیرا ہونے سے افراد معاشرہ زنا کاری و فحاشی سے بچ سکتے ہیں اور معاشرہ ان غلاظتوں سے پاک ہو سکتا ہے۔ ان تمام تدابیر کے بارے میں مصادر شریعت میں صراحت موجود ہے۔

---

(۲۳۶) ارواء الغلیل ۶ ۳۴۸

آثار استعمار کا خاتمہ

بعض امور ایسے بھی ہیں کہ اہل علم نے انہیں محسوس کیا اور ان کے خاتمے کی طرف توجہ دلائی۔ مثلاً ''استعمار'' یا انگریزوں کا مسلم ممالک پر غاصبانہ قبضہ اور اخلاقی فساد و بگاڑ دونوں لازم و ملزوم چیزیں ہیں۔ جن جن بھی ممالک پر انگریز سرکار نے قبضہ کیا وہیں وہیں لوگوں کو شراب و شباب کا ایسا رسیا بنا کے چھوڑا کہ وہ ملک اور اس کا نوجوان طبقہ رنگ رلیوں میں ایسا کھویا کہ اسے کسی دوسری چیز کا ہوش ہی نہ رہا۔ ملک کس کا ہے؟ حکومت کون کر رہا ہے؟ اور کیوں کر رہا ہے وہ ان بکھیڑوں سے یکسر الگ ہو گئے۔ اور استعمار کے پاؤں مضبوطی سے جمتے چلے گئے۔ جس ملک پر بھی استعمار نے قبضہ کیا۔ وہیں شراب وشباب کا کھیل عام کھیلا گیا۔ شراب نوشی کے اڈوں اور فحاشی و بدکاری کے لئے باقاعدہ لائیسنس (licence) دیے گئے۔ اور ان دونوں فتنوں کو اس انداز سے عام کیا گیا اور ان کے ایسے بیج بوئے گئے کہ استعماری قوتوں کے چلے جانے کے بعد بھی اس کے چھوڑے ہوئے جراثیم باقی رہے اور نوجوان نسل کو اس مقام تک پہنچا دیا گیا کہ وہ عسکری یا فوجی خدمات انجام دینے کے قابل نہ رہیں۔ اپنے ملک یا وطن کا دفاع کرنے میں دلچسپی نہ لیں۔ یہ تو بعض ایسے حقائق ہیں جن کا جھٹلانا ناممکن ہے۔ اور انہی کی بنیاد پر اہل علم و تقویٰ اور مصلحین قوم و ملک حضرات نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اگر اس زناکاری و فحاشی اور شراب نوشی و نشہ بازی سے کسی حد تک خلاصی پانا ہے اور اپنے ملک و قوم کو ان قباحتوں اور فتنوں سے بچانا ہے تو پھر تمام مسلم حکام و امراء اور ریفارمرز (reformers) یا مصلحین کو چاہیے کہ استعماری طاقتوں کے چھوڑے ہوئے نشانات کو ختم کروائیں شراب وشباب سے متعلقہ ٹھکانوں کا قلع قمع کریں۔ تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔

ذرائع ابلاغ کی اصلاح

اصلاح احوال کے لئے ہی ذرائع ابلاغ مثلاً ریڈیو،ٹی وی اور جرائد ومجلّات بھی بڑا کردار ادا کر سکتے ہیں بلکہ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ ریڈیو ٹی وی تو ہر گھر میں ایک مدرسہ کا کام دے سکتے ہیں کیونکہ آج یہ ہر گھر میں ہیں۔ حتی کہ بعض جگہ تو افراط وتفریط کا یہ عالم ہے رات گئے آنکھ بند ہوتی ہے تو اسی پر اور جو صبح آنکھ کھلتی ہے تو بھی اسی پر اور پھر ریڈیو ٹی وی کے پراگراموں کا تنوع اور اخبار ومجلّات کے مواد کی رنگینیاں یہ سب چیزیں تو آج انہی وجوہات کی بناء پر کچھ ایسی جاذبیت اختیار کر چکی ہیں کہ نوجوان طبقے کو اپنی طرف کھینچتی چلی جارہی ہیں اور آج ایک ایسا رجحان چل نکلا ہے کہ ریڈیو پر پیش کیے جانے والے پراگراموں اور ٹی وی پر نشر ہونے والی سیریز اور ڈراموں میں دینی واخلاقی حدود وقیود کا کم ہی خیال رکھا جاتا ہے۔ نہ اٹھنے بیٹھنے میں نہ آنے جانے میں نہ کھانے پینے میں اور نہ ہی پہننے میں۔ ہر موقع پر مغربیت وعریانیت اور ابلاغ کے ان اہم ذرائع میں سے اخبار ومجلّات بھی ہیں اور وہ بھی اب اکثر خالص کاروباری ہاتھوں میں ہیں، جو اصلاح کی بجائے بزنس کا سوچتے ہیں۔ نیم عریاں تصویر شائع کرنے سے نوجوان لڑکوں لڑکیوں کے اخلاق برباد ہوں تو انہیں کیا۔ انہیں تو اپنی چاندی بنانی ہے بلکہ سونا بنانا ہے اور بنائے چلے جارہے ہیں۔ مسلم ممالک کے ان اداروں کو اپنا رول ادا کرنا چاہیے کہ وہ اصلاح اخلاق واطوار کی دعوت دینے والے پروگرام پیش کریں نہ کہ شہوانی جذبات سے کھیلنے اور انہیں برانگیختہ کرنے اور رفاشی پھیلانے والے امور اس سے جنسی بے راہ روی نہ بڑھے گی تو اور کیا ہوگا۔ انہیں چوری چکاری اور ڈاکہ زنی کے خلاف ایسا مواد پیش کرنا چاہئے جس سے نوخیز نسل کو عبرت ہو نہ کہ چوروں اور مجرموں کی کہانیاں کہ جن میں انہیں ہیروز بنا کر پیش کیا گیا ہو اس سے چوری اور ڈاکہ کی وارداتوں میں اضافہ نہ ہوگا تو اور کیا ہوگا؟

انہیں کبار علماء، ومفکرین اور اساتذہ مدارس اور پروفیسرز کے انٹرویوز بھی پیش کرنے چاہئیں تا کہ سکولوں کالجوں کے طلبہ وطالبات اور دیگر افراد معاشرہ ان سب سے استفادہ کریں۔ یہ تو نہیں ہونا چاہیے کہ جب بھی انٹرویو نشر ہوا تو صرف کسی اداکار یا اداکارہ ہی کا ہوا۔ اور باتیں ہوں تو ان کے اپنے ہی مخصوص ''جہاد'' کی اور اس ''جہاد'' میں مصروف ان کی ساتھی خواتین کے ساتھ ان ''غزوات'' کی۔ اب بتائیے اس سے نوجوان نسل کیا سبق لے گی۔ عشق ومحبت کی جیت پر ختم ہونے والی کہانیوں سے نوخیز نسل کیا سیکھے گی۔ ایسے حالات میں ضرورت اس امر کی ہے کہ ابلاغ کے یہ تمام ادارے کاروبار کے ساتھ ساتھ ایک مسلمان کی حیثیت سے اپنی اصل ذمہ داری ''امر بالمعروف اور نهي عن المنكر'' کا کام بھی سرانجام دیں۔ اور پھر اس کے ساتھ کچھ صاف ستھرے تفریحی مواد کو بھی شامل کرلیں۔ اس طرح نہ صرف یہ معاشرے سے زنا کاری وفحاشی کا تعفن ختم ہوگا۔ بلکہ یوں اکثر فساد وبگاڑ اور برائیوں کی بیخ کنی ہوگی۔ اور چلتے چلتے یہ بات بھی واضح کرتے جائیں کہ مختلف زبانوں میں کام کرنے والے ذرائع ابلاغ کے بارے میں یہ ایک عمومی سا تجزیہ ہے جس میں ارباب اختیار کی توجہ اس طرف مبذول کروانا مقصود ہے کہ ان ذرائع کو خدمت اسلام کے لئے پیش از پیش کام میں لائیں تا کہ اسلام کا بول بالا ہو اس کی تعلیمات عام ہوں اور ان اداروں یا ذرائع سے متعلقہ افراد مزید اجر جزیل کے مستحق بنیں۔ یہ بات ہرگز نہیں کہ یہ ادارے کوئی کردار ادا نہیں کررہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان کا کچھ رول ہے۔ البتہ ہم اس میں مزید اضافے کا مطالبہ کررہے ہیں۔

نیک تربیت

ایک تجویز ہمارے ان احباب کے لئے بھی ضروری معلوم ہوتی ہے جو عمر کی اس اسٹیج پر ہیں جہاں انہیں ''والدین'' ہونے جیسا عظیم منصب حاصل ہے اور معروف ہے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالی نے سورہ اسراء میں فرمایا ہے۔

﴿ وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاهُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ کِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا. ﴾(۲۳۷)

''اگر تمہارے پاس ان میں سے کوئی ایک یا دونوں بوڑھے ہو کر رہیں تو انہیں اف تک نہ کہو نہ انہیں جھڑک کر جواب دو بلکہ ان کے ساتھ احترام سے بات کرو اور نرمی ورحم کے ساتھ ان کے سامنے جھک کر رہو اور دعا کیا کرو کہ ''پروردگار ان پر رحم فرما جس طرح انہوں نے رحمت وشفقت کے ساتھ مجھے بچپن میں پالا تھا۔''

یہ فرما کر کہ ''اللہ کی عبادت کے بعد والدین کی خدمت تم پر لازمی ہے'' اللہ تعالی نے والدین کا درجہ کتنا بلند فرمایا ہے۔ اس معنی ومفہوم کی دیگر آیات واحادیث سے قطع نظر کہ ''مقام والدین'' ہمارا اس وقت موضوع نہیں۔ البتہ یہ کہے بغیر چارہ نہیں کہ جس کا مقام ومرتبہ اور منصب ودرجہ جتنا بڑا ہوگا اس کی ذمہ داریاں بھی اتنی ہی زیادہ ہوں گی۔ والدین کے عظیم منصب پر فائز ہونے والے حضرات کے ساتھ بھی یہی معاملہ دوسرے پر حقوق وفرائض'' کا موضوع ہو تو بات تفصیل سے کی جائے۔ لیکن اس وقت

(۲۳۷) سورہ اسراء: ۲۳، ۲۴

ہم صرف اتنا عرض کرنا چاہتے ہیں کہ بچے کا دماغ کورے کاغذ کی طرح ہوتا ہے۔اس پر جو چاہیں لکھ لیں ممکن ہے اور پھر بچے کی اسی صفت کو سنن ترمذی' معجم طبرانی کبیر اور مسند احمد میں حضرت اسود بن شریع اور حضرت ابو ہریرۃؓ سے مروی حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے ان الفاظ میں بیان فرمادیا ہے۔

﴿كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ (اَلْمِلَّةِ حَتّٰى يُعْرِبُ عَنْهُ لِسَانُه') فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ اَوْ يُنَصِّرَانِهٖ اَوْ يُمَجِّسَانِهٖ.﴾(۲۳۸)

''ہر بچہ فطرت سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے۔اور اسی ملت وفطرت پر رہتا ہے جب تک کہ وہ اپنی زبان سے بولنا شروع نہ کردے) پھر اسے اس کے والدین یہودی' عیسائی یا مجوسی بنادیتے ہیں۔''

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بچے اچھے یا برے ہونے کا انحصار اس کے والدین کے اپنے اخلاق وکردار پر ہے۔کیوں کہ ماں کی گود ہی بچے کا پہلا مدرسہ اور والدین کا ھر ہی بچے کا کالج ہوتا ہے۔اگر گھر کا ماحول اسلامی واخلاقی اقدار پر مشتمل ہوگا تو بچہ بھی اپنے بڑوں کی نقل کرتا ہوا اس ماحول میں پروان چڑھے گا۔اور ان شاءاللہ نیک اور خدمت گزار ہوگا۔نیک خصال اور حسن اخلاق اس کا زیور ہوں گے۔اور اگر والدین خود گھر میں ایسا ماحول بناکر رہ رہے ہوں گے کہ جس کی اسلامیت بھی مشکوک ہو تو پھر بچہ بے چارہ کیا کرے گا؟ جو دیکھے گا اسے ہی اپنا لے گا۔اسلئے تمام والدین کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ پہلے خود اسوۃ حسنہ اور قدوۃ صالحہ بنیں۔بچے باذن اللہ آپ ہی آپ صراط مستقیم اور راہ ہدایت کو پالیں گے۔اور اگر آپ ایسے نہ ہوئے تو ان کا کیا ہوگا؟ فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔''

واللّٰهُ الْهَادِىْ اِلٰى سَوَاءِ السَّبِيْلِ

---

(۲۳۸) صحیح الجامع ۴/۲ ۱۸۱'۱۸۲۔الصحیحۃ ۲۱۰۔الارواء ۱۲۰۸

حضرت مولانا محمد منیر قمر کی مطبوعہ و غیر مطبوعہ کتب

1- رمضان المبارک کا روحانی تربیت کا مہینہ
2- کشف الشبہات (توحید)
3- مسنون ذکر الٰہی (مختصر)
4- مناسک الحج والعمرہ
5- درآمدہ گوشت کی شرعی حیثیت
6- خنزیر کی چربی پر مشتمل اشیاء (اردو)
7- خنزیر کی چربی پر مشتمل اشیاء (انگلش)
8- انسانی تاریخ کی خفیہ ترین تحریک
9- دعوت الی اللہ اور داعی کے اوصاف
10- وجوب عمل بالسنۃ اور کفر منکر
11- تین اہم اصول دین اور قواعد اربعہ
12- تین اہم اصول دین
13- قبولیت عمل کی شرائط
14- مسنون ذکر الٰہی (مفصل)
15- سیرت امام الانبیاء

16- شراب اور دیگر منشیات

17- سوئے حرم (حج وعمرہ اور قربانی)

18- فقہ الصلاۃ (حصہ اول)

19- فقہ الصلاۃ (حصہ دوم)

20- فقہ الصلاۃ (حصہ سوم)

21- فقہ الصلاۃ (حصہ چہارم)

22- فقہ الصلاۃ (حصہ پنجم)

23- رمضان المبارک اور احکام روزہ

24- احکام زکاۃ وصدقات

25- جہاد اسلامی کی حقیقت

26- سود اور رشوت

27- مذمت فحاشی وزنا کاری

28- انسداد فحاشی وزنا کاری کے لئے اسلام کی بے نظیر تدابیر

29- مذمت لواطت واغلام بازی

30- چند اختلافی مسائل میں راہ اعتدال

31- مقالات قمر

32- گلدستہ نصیحت سے پچاس پھول

(ترجمہ کتاب الشیخ عبدالعزیز المتقل

33- دخول جنت کے تیس اسباب وذرائع (ترجمہ)

34- مکفرات الذنوب

(تلخیص و ترجمہ کتاب حافظ ابن حجر عسقلانی)

35- پچاس سوال وفتاوی احکام

36- حیض کے بارے میں

(ترجمہ کتاب الشیخ محمد بن صالح العثیمین)

37- محرمات

(حرام امور، ترجمہ کتاب الشیخ محمد صالح المنجد، الخبر)

38- ممنوعات

(ناجائز امور، ترجمہ کتاب الشیخ محمد الصالح المنجد، الخبر)

39- سورہ الفاتحہ،فضیلت،مقتدی کے لئے حکم

40- آمین، معنی ومفہوم،مقتدی کے لئے حکم

41- رفع الیدین، جانبین کے لئے دلائل کا تحقیقی جائزہ

42- درود شریف،فضائل ومسائل

❑❑❑

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

آئینہ نبوت

سیرت سرور عالم ﷺ سے متعلق تقریباً تمام پہلوؤں کو شامل کر کے اسے نبی اقدس ﷺ کی حیات مقدسہ کا حقیقی آئینہ بنانے کی کوشش کی ہے جس میں سے "ہر ذہن" کا آدمی آپ کی زندگی کا مکمل عکس دیکھ سکے اور رہنمائی حاصل کر سکے۔

مرتبہ : حضرت مولانا محمد منیر قمر سیالکوٹی

ترجمان سپریم کورٹ، الخبر، سعودی عرب

مکتبہ کتاب و سنّت

ریحان چیمہ، تحصیل ڈسکہ، ضلع سیالکوٹ

حضرت مولانا محمد منیر قمر (ترجمان سپریم کورٹ الخبر سعودی عرب) کی

چند علمی و تحقیقی تالیفات

- فقہ الصلوٰۃ دو جلد
- سوئے حرم (حج و عمرہ اور قربانی)
- مسنون ذکر الٰہی
- دخول جنت کے تیس اسباب
- آئینہ نبوت
- گلدستہ نصیحت سے پچاس پھول
- رمضان المبارک
- ظہور امام مہدی ایک اٹل حقیقت
- قبولیت عمل کی شرائط
- رمضان المبارک (روحانی تربیت کا مہینہ)
- سیرت امام الانبیاء
- آمین معنیٰ ومفہوم مقتدی کے لیے حکم
- سود و رشوت
- مذمت زنا کاری و فحاشی
- اسلام میں انسانی جان کی قدر و قیمت اور فلسفہ جہاد
- جہاد اسلامی (فضائل، مسائل، حقائق)
- انسداد زنا کاری کے لیے اسلام کی حفاظتی تدابیر
- طریق الامان عن عمل الشیطان (لواطت و اغلام بازی کی مذمت)

مکتبہ کتاب و سنت

ریحان چیمہ تحصیل ڈسکہ۔ سیالکوٹ، پاکستان

حج اور قربانی کے موضوع پر لکھی منفرد انداز کی حامل

سوئے حرم

تصنیف و تالیف : محمد منیر قمر

ترجمان سپریم کورٹ ، الخبر سعودی عرب

تخریج و تحقیق : حافظ عبدالرؤف صاحب ، فاضل مدینہ یونیورسٹی

• حج وعمرہ اور قربانی کے احکام ومسائل پر اردو میں متعدد کتابیں موجود ہیں لیکن یہ کتاب اپنی منفرد خصوصیات کی وجہ سے ممتاز ہے (مفسر قرآن حافظ صلاح الدین یوسف ، لاہور ، پاکستان)

• سوئے حرم مع اپنی تعلیقات کے جدید طرز تصنیف کی نمائندہ ایک خوبصورت اور معنی آفرین کتاب ہے اس کے مندرجات اور تعلیقات ہر دو سے لکھنے والوں کے خون جگر کی سرخی صاف جھلکتی نظر آتی ہے۔ (مولانا سراج الحق ، مدیر ماہنامہ ''الفلاح'' ، انڈیا) .

• یوں تو اس موضوع پر متعدد تصانیف موجود ہیں مگر جامعہ اسلامیہ کے فاضل محقق حافظ عبدالرؤف صاحب نے جملہ مسائل کی انوکھی تحقیق کے ذریعے اس کتاب کو جداگانہ رنگ دے دیا ہے۔ (مولانا عطاء اللہ خان ، سرپرست ''نوائے اسلام'' دہلی ، انڈیا)

• حج وعمرہ اور قربانی کے موضوع پر اردو زبان میں میری نظر میں اپنی نوعیت کی پہلی کتاب ہے اس کتاب کی تالیف پر جہاں مؤلف قابل مبارک باد ہیں وہیں مخرج معلق بھی لائق صد تحسین ہیں۔ (مولانا رضاء اللہ عبدالکریم المدنی ''ترجمان'' دہلی ، انڈیا)

• سوئے حرام سلسلۃ الذہب کی ایک سنہری کڑی اور قابل رشک حد تک علمی وتحقیقی اور جاندار کتاب ہے اس کتاب کے ورق ورق پر تصنیف وتخریج کا جدید محققانہ احساس رواں دواں نظر آتا ہے۔ (روزنامہ ''سیاست'' حیدرآباد ، انڈیا)

حج اور عمرہ اور قربانی کے موضوع پر بے نظیر کتاب
480 احادیث وآثار کی علمی انداز میں مفصل تخریج

• مستند دلائل	• علمی نکات واشارات	• مضبوط جلد
• عمدہ کتابت	• 658 صفحات	• ہدیہ 180 روپے
• جاذب نظر ٹائٹل		

حضرت مولانا محمد منیر قمر (ترجمان سپریم کورٹ الخبر سعودی عرب) کی

چند علمی و تحقیقی تالیفات

- فقہ الصلوٰۃ دو جلد
- سوئے حرم (حج و عمرہ اور قربانی)
- مسنون ذکر الٰہی
- دخول جنت کے تیس اسباب
- آئینہ نبوت
- گلدستہ نصیحت سے پچاس پھول
- رمضان المبارک
- ظہور امام مہدی ایک اٹل حقیقت
- قبولیت عمل کی شرائط
- رمضان المبارک (روحانی تربیت کا مہینہ)
- سیرت امام الانبیاء
- آمین معنیٰ و مفہوم مقتدی کے لیے حکم
- سود و رشوت
- مذمت زنا کاری و فحاشی
- اسلام میں انسانی جان کی قدر و قیمت اور فلسفہ جہاد
- جہاد اسلامی (فضائل، مسائل، حقائق)
- انسداد زنا کاری کے لیے اسلام کی حفاظتی تدابیر
- طریق الامان عن عمل الشیطان (لواطت و اغلام بازی کی مذمت)

مکتبۂ کتاب و سنّت

ریحان چیمہ۔ تحصیل ڈسکہ۔ سیالکوٹ، پاکستان